بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

مرتب

مولانا صلاح الدین سیفی مدظلہ العالی

ترکیسر سورت، گجرات انڈیا

مکتبۃ الفقیر

# سوئے حرم

(ازافادات)

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی
مجددی مدظلہ

(مرتب)

مولانا صلاح الدین سیفی نقشبندی
دارالعلوم فلاح دارین، ترکیسر سورت، گجرات انڈیا

ناشر
مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
+92- 041- 2618003
+92-0300-9652292

نام کتاب ............................ سوئے حرم

صاحب خطبات:......حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم

مرتب:........................ مولانا صلاح الدین سیفی مدظلہ
(ترکیسر، ضلع سورت، گجرات، انڈیا)

ناشر: ............................ مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

اشاعت اول: ............................ اکتوبر ۲۰۰۹ء

اشاعت دوم: ............................ نومبر ۲۰۰۹ء

اشاعت سوم ...... مئی ۲۰۱۰ء

مکتبہ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد 041-2618003

# اجمالی فہرست

اللہ اللہ اللہ اللہ

# کتاب سے پہلے

**الحمد لله وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد!**

زیر مطالعہ کتاب "سوئے حرم" حضرت پیر صاحب دامت برکاتہم کے ان خطبات کا مجموعہ ہے جو سرزمین حرمین پر ایام حج وعمرہ میں وقتاً فوقتاً حجاج کرام کے سامنے پیش کیے گئے،

ایک تو پاک سرزمین پر قیام پھر اس پر وہاں کے فیض کا انعام ان دونوں چیزوں نے خطبات کی تاثیر کو دوبالا کردیا، چوں کہ ان خطبات میں مقامات کی اہمیت فرائض کو اچھا کرنے کی ترغیب وتشویق، صالحین سابقین کے نمونے اور اعمال خیر پر ابھارنے والے مضامین ہیں

اسلئے اخیر میں چند صفحات فقہاء کی کتابوں سے "حج وعمرہ ایک نظر میں" بھی شامل کردئے گئے ہیں،

چوں کہ ان خطبات کا سلسلہ کافی زمانہ سے ہے لہذا مختلف عنوان کے تحت انشاءاللہ مزید کئی جلد بنیں گی قارئین سے درخواست ہے کہ جلد از جلد ان کے وجود میں آنے کے لئے دعا فرمائیں، نیز حضرت والا کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت حضرت والا کو سلامت با کرامت رکھے اور آپ کے فیض کو تا قیامت جاری رکھے آمین

ساس موقعہ پر یہ عاجز ان تمام ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتا ہے اور دعا کرتا ہے جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں جو بھی حصہ لیا بالخصوص ریحان راوت اور یونس سلیمان حفظہما کا کہ اللہ تعالی دارین میں ان حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین

فقط والسلام

فقیر صلاح الدین سیفی نقشبندی

﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾

ازافادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

# فہرست عناوین

اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ

# تلبِیہ

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکْ

لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکْ

اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ

وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکْ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، اَمَّا بَعْدُ!

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

## عشق و مستی کا سفر

اللہ کے گھر حاضری کے لئے آنے والا ہر آدمی اپنی کیفیت کے ساتھ آتا ہے اسلئے کہ یہ عشق و مستی کا سفر ہوتا ہے، دنیا کے سفر تجارت کے لئے ہوتے ہیں سیر و سیاحت کے لئے ہوتے ہیں دنیا کے معاملات انجوئے (Enjoy) کرنے کے لئے ہوتے ہیں، ان کا تعلق جسم کے ساتھ ہے مگر یہ حج اور عمرے کا سفر ہے اسکا تعلق روح کے ساتھ ہے یہ عشق و مستی کا سفر ہے جس میں آنے والا اللہ کی محبت میں ڈوب کر اللہ کے گھر کی طرف آتا ہے، اسی لئے احرام باندھنا ضروری قرار دیا گیا ہے کہ جب تم اپنے محبوب سے ملنے کے لئے آ ہی رہے ہو تو تمہیں دنیا کی زیب و زینت سے کیا سروکار، یہ امیری اور غریبی کا فرق سب ختم کرو، اب تم سب بندے ہو۔

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز
قبلہ رخ ہو کے زمیں بوس ہوئی قوم حجاز

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز
بندہ وصاحب ومحتاج وغنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

تو یہ اللہ کا گھر ایسا ہے کہ اس کی سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے، سب کو ایک کر دیا کہ یہ جو تمہارے لباس کا فرق ہے اسٹیٹس (status) ہے یہ اونچ نیچ ہے اس کو پیچھے رکھ دو، سب احرام کی ایک چادر لپیٹ لو اور ایک چادر باندھ لو یہ مردوں کا احرام ہے۔

## حالت احرام میں چہرہ کا پردہ

عورتوں کو کہا کہ تم جن کپڑوں میں لپٹی ہوئی ہو وہی تمہارا احرام ہے بس اتنی کوشش کرو کہ کپڑا تمہارے چہرے سے نہ لگے اب اسکا یہ مطلب نہیں کہ چہرے کا پردہ نہیں، پابندی یہ ہے کہ پردہ بھی رہے مگر چہرے پر کپڑا بھی نہ لگے اور صحابیاتؓ بتاتی ہیں کہ اسی وجہ سے ہم کھجور کے پتوں سے بنا ہوا پنکھا سا ہوتا تھا وہ اپنے سر پر رکھ لیتی تھیں تاکہ ہماری چادر چہرے سے ذرا ہٹ کے رہے اور کپڑا چہرے سے نہ لگے، تاہم پردہ تو رہتا تھا جس پروردگار نے اپنے گھروں میں رہتے ہوئے عورت کو پردہ کا حکم دیا تو یہ کیسے ہوسکتا ہے جب اس نے اپنے گھر بلایا تو پردہ ہٹا دیا جائے، یہاں تو پردہ اور بھی زیادہ ضروری ہے، تو مرد کا احرام دو چادریں، خوشبو بھی منع کر دی گئی کہ یہ بھی تو زیب وزینت ہے، ناخن کاٹنا، میل کچیل دور کرنا، شکار کھیلنا ان سب چیزوں سے منع کر دیا گیا کہ عاشق کو ان سے کیا غرض اور کیا واسطہ

مرغ دل را گلشن بہتر ز کوئے یار نیست
طالب دیدار را ذوق گل وگلزار نیست

جو دیدار کا طالب ہوتا ہے اسکو گل وگلزار سے کیا واسطہ؟

## تلبیہ اللہ کو محبوب ہے

بس تم سب چلو اس گھر کی طرف اور تمہاری زبان پہ ایک ہی نغمہ ہو، کیا؟ لبیک اللّٰھم لبیک حاضر ہوں اے میرے پروردگار! میں حاضر ہوں، کیا اچھے اور پیارے الفاظ ہیں، نبی علیہ السلام جب حجۃ الوداع کے لئے تشریف لے جانے لگے تو جبرئیل علیہ السلام آسمان سے نازل ہوئے اور فرمایا کہ اللہ رب العزت نے خصوصی طور پر پیغام بھیجا ہے کہ آپ صحابہ کو حکم دیں کہ وہ تلبیہ اونچی آواز سے پڑھیں یعنی اللہ نے اس بات کو پسند فرمایا، البتہ عورتیں آہستہ پڑھیں اور مرد جہر سے پڑھیں، صحابہ کرامؓ فرماتے تھے کہ ہم اتنا زیادہ تلبیہ پڑھتے تھے کہ ہمارے منہ خشک ہو جایا کرتے تھے اللہ کو یہ کلمہ پسند ہے، ایک حدیث میں آتا ہے کہ چار بندے ایسے ہیں کہ جن کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ پر اللہ تعالی بستی پر آنے والے عذاب کو ٹال دیتے ہیں، ایک مؤذن جب اذان میں اللہ اکبر کہتا ہے تو یہ اللہ اکبر کہنا اللہ کو اتنا پسند ہے کہ اس بستی پر آنے والی مصیبت کو ٹال دیتے ہیں، دوسرا مجاہد جب اللہ کے راستے میں نعرہ لگاتے ہوئے اللہ اکبر کہتا ہے تو اللہ کو یہ اپنی عظمت اتنی اچھی لگتی ہے کہ اس مجاہد کے نعرے کی وجہ سے بستی پر آنے والے سب کے سب عذاب کو ٹال دیتے ہیں، اور تیسرا کوئی بچہ جب قرآن مجید پڑھنے کے لئے بسم اللہ پڑھتا ہے تو یہ تسمیہ اللہ کو اتنا پسند ہے کہ اس بستی پر آنے والے عذاب کو ٹال دیا جاتا ہے اور چوتھی بات جب کوئی محرم احرام کی حالت میں لبیک اللّٰھم لبیک کہتا ہے اللہ کو یہ لبیک کا لفظ اتنا اچھا لگتا ہے کہ بندے پر سے تو عذاب ٹالتے ہی ہیں جس بستی میں وہ بندہ موجود ہو اس بستی پر آنے والے عذاب کو بھی ٹال دیا جاتا ہے، آپ سوچئے کہ یہ کتنا پیارا کلمہ ہے جو اللہ نے ہمیں عطا فرمایا ہے لبیک حاضر ہوں اللّٰھم لبیک اے اللہ! میں حاضر ہوں، اب آنے والا یہاں آ کر اللہ کے گھر کا طواف کرتا ہے، سعی کرتا ہے، عمرے کے اعمال مکمل کرتا ہے۔

## طواف ایک فطری عمل

یہ جو اللہ کے گھر کا طواف ہے وہ دیکھنے والے کو عجیب سا لگتا ہے، لیکن فطرت میں اسکی نشانی ہے، کہیں شمع جلائیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ پروانے اس کے گرد آکر گھومنے شروع کردیں گے،

اگر آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ساری مخلوق طواف کے عمل میں لگی ہوئی ہے، صرف انسان نہیں بلکہ ساری مخلوق، آسمانی مخلوق کو دیکھیں تو جتنے بھی سیارے ہیں وہ سورج کے گرد گھوم رہے ہیں، ہمارا جو شمسی نظام ہے اس نظام میں تمام سیارے، زمین، مریخ اور باقی جتنے بھی ہیں، یہ سب کے سب سورج کے گرد گھوم رہے ہیں، یہ طواف کر رہے ہیں اگر باریک اسکیل پر چلے جائیں تو یہ زمین مادے سے بنی اور مادے کا جو بنیادی یونٹ ہے وہ ایٹم ہے اور ایٹم کو اگر آپ دیکھیں تو اسمیں بھی ایک نیوکلیرس ہوتا ہے اور نیوکلیرس کے گرد الکٹرون گھوم رہے ہوتے ہیں تو چھوٹے سے چھوٹے یونٹ میں بھی طواف ہوتا ہے اور اس ایٹم سے مل کر کے دنیا بنی، زمین بنی تو زمین بھی طواف میں مشغول ہے، اگر اور زیادہ غور کریں تو یہ جو سورج ہے یہ خود ساکن نہیں ہے زمین کے حساب سے تو ساکن کہیں گے لیکن جب گلیکسی کے حساب سے دیکھیں گے تو یہ بھی کسی گلیکٹک سینٹر کے گرد گھوم رہا ہے اور اگر گلیکسی کو دیکھیں تو وہ اور کسی سینٹر کے گرد گھوم رہی ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ کائنات کی ہر چیز ہی طواف کی حالت میں ہے۔

## ستاروں کا نظام طواف

اب ذرا غور سے سنئے یہ عاجز امریکہ میں تھا تو ایک دوست کہنے لگے کہ ایک اسپیس میوزیم کے اندر ڈوکیومینٹری لگی ہوئی ہے آپ کے پاس وقت فارغ ہوں تو میں آپ کو لے جاؤں گا، دکھاؤں گا، پوچھا کیا دکھاؤ گے؟ کہنے لگے کہ ستاروں سے متعلق، تو ہمیں خیال آیا کہ ہاں علم بڑھانے کے لئے اسکو دیکھیں گے ویسے بھی

مدارس میں فلکیات کا مضمون پڑھایا جاتا ہے ہمارے اکابر نے اس پر کافی لکھا بھی ہے چنانچہ دو تین علماء اور بھی تھے ہم سب اسپیس میوزیم چلے گئے ذہن میں خیال یہ تھا کہ نہ تو وہاں کوئی موسیقی، نہ وہاں کوئی غیر محرم عورت کا مسئلہ، ستاروں سے متعلق ایک سائنسی چیز ہے جب وہ دکھا رہے ہیں تو علم بڑھانے کے لئے اسکو تو دیکھنا چاہئے ،اور ایسے بھی علماء نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کو تو سورج، چاند، ستاروں کا علم ہونا چاہئے اللہ تعالی قرآن مجید میں فرماتے ہیں ﴿وَبِالنَّجۡمِ هُمۡ يَهۡتَدُونَ﴾ اور ستاروں سے وہ راہنمائی پاتے ہیں' جب ہم وہاں گئے تو انہوں نے ایک ایمپوریم کے اندر آسمان کے ستارے دکھائے اور پھر ان کے انہوں نے مختلف نام بتائے پھر انہوں نے کہا کہ دیکھو آئیڈیا یہ ہے کہ اگر کوئی بندہ سمندر میں راستہ بھول جائے تو سمندر میں تو چاروں طرف پانی ہوتا ہے کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کہاں رخ ہے؟ کہاں کیا ہے؟ تو ایسے میں وہ آسمان کے ستاروں کو دیکھ کر سمت کو بھی متعین کر سکتا ہے، اور وقت کا بھی تعین کر سکتا ہے کہ یہ وقت ہو چکا ہے، یہ دو چیزیں بڑی اہم ہیں، یا کسی کو دشمن نے کسی جنگل میں ڈال دیا، صحراء میں ڈال دیا، جہاں چاروں طرف ایک جیسی ریت ہے تو وہ آسمان کے ستاروں سے راہنمائی پا سکتا ہے، ڈائیرکشن کا پتہ کر سکتا ہے، چنانچہ انہوں نے بتایا کہ یہ یہ ستارے یہاں ہوتے ہیں تو اتنا وقت ہو جاتا ہے، اور یہاں ہوتے ہیں تو اتنا، وہ باتیں سن کر مجھے خیال آیا کہ ہاں جب ہم چھوٹے تھے تو ہمارے والد صاحب رات کو تہجد میں اٹھتے تھے تو آسمان کی طرف بار بار دیکھا کرتے تھے اس زمانے میں گھڑیاں کم لوگوں کے پاس ہوتی تھیں• بڑے بوڑھوں کے پاس گھڑیاں نہیں ہوتی تھیں وہ آسمان کو دیکھ کر اندازہ لگا لیتے تھے کہ اب صبح کاذب ہو چکی، اور اب صبح صادق ہو چکی، تو میں اپنے والد صاحب سے پوچھتا تھا تو وہ بتاتے تھے کہ دیکھو یہ ستارے ایسے ہیں یہ فلاں ہے یہ ستارے جب یہاں ہوتے ہیں تو اس وقت اتنا وقت ہو جاتا ہے، تو جو کچھ ہمارے بزرگ اپنی زبان

میں ستاروں کو نام دے کر سوچتے تھے انہوں نے سائنسی نام دیکر بالکل وہی بات کر دی، لیکن آخر میں ایک بات انہوں نے عجیب کہی کہ اکثر لوگ سوچتے ہیں کہ آسمان کے کچھ ستارے ساکن ہیں اور کچھ ستارے متحرک ہیں یہ غلط فہمی ہے آسمان کے سارے ستارے متحرک ہیں، فرق یہ ہے کہ جن کی اسپیڈ زیادہ ہے وہ ہمیں متحرک نظر آتے ہیں جن کی اسپیڈ کم ہیں وہ ساکن نظر آتے ہیں مگر وہ ساکن نہیں ہیں، اگر ہم ان کو ایک سال متواتر چیک کرتے رہیں تو، بھی اپنی جگہ سے ملتے ضرور ہیں، چاہے تھوڑا ہلیں، تو متحرک وہ بھی ہیں البتہ ایک ستارا ہے جو پوری کائنات میں اپنی جگہ کے اوپر ساکن ہے، اس کے بعد ان لوگوں نے اسکی اسپیڈ بڑھا کر دکھائی کہ دیکھو یہ کیسے ہوگا؟ پھر جو انہوں نے ریل چلائی اور ستاروں کی اسپیڈ بڑھائی تو ہم نے دیکھا کہ ایک ستارا سینٹر میں ایک جگہ تھا اور اس کے گرد سارے کھربوں کھرب ستارے گھوم رہے تھے، جب میں نے دیکھا تو اسی وقت میرے ذہن میں ایک بات آئی، میرے ساتھ ایک عالم بیٹھے ہوئے تھے ان سے کہا کہ دیکھو حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک کعبہ آسمانوں پر بھی ہے، اسکو بیت المعمور کہتے ہیں اور وہ فرشتوں کا کعبہ ہے آسمان کے فرشتے سارے اس کے گرد طواف کرتے ہیں اور ایک کعبہ زمین پر ہے یہ دونوں اس طرح اوپر نیچے ہیں کہ اگر بالفرض بیت المعمور سے کوئی پتھر پھینکیں تو وہ زمین پر جہاں آکر گرے گا وہ بیت اللہ کی جگہ ہوگی تو گویا جو تجلیات بیت المعمور پر اتر رہی ہیں وہی تجلیات بیت اللہ پر اتر رہی ہیں، یہ گویا نور کا ایک ستون ہے جو عرش سے لیکر فرش کے نیچے تحت الثریٰ تک ہے اسی میں بیت المعمور بھی ہے اور اسکے نیچے زمین پر بیت اللہ بھی ہے تو میں نے کہا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ ستارا جو ہمیں نظر آرہا ہے یہ بیت المعمور ہو، تو آسمان پر اس کے گرد فرشتے طواف کررہے ہیں اور اگر خلاء میں دیکھیں تو انہیں تجلیات کے گرد جتنے کھربوں کھرب ستارے ہیں وہ سارے کے

سارے اسکے گرد طواف کر رہے ہیں، اور جب زمین پر یہ تجلیات پہنچتی ہیں تو اللہ کے بندے انہیں تجلیات کے گرد طواف کر رہے ہیں۔

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
اسکی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

سب اللہ کے چاہنے والے، ساری مخلوق ان کی تجلیات کے گرد طواف کر رہی ہے عالم طواف میں ہے، دنیا ہر وقت طواف میں ہے ہمیں بھی اللہ نے یہاں آکر اس سسٹم کا حصہ بننے کی توفیق عنایت فرمائی۔

## اہم ترین عبادت

چنانچہ یہاں کی عبادت میں سب سے اہم طواف ہے، اللہ تعالیٰ کی ایک سوبیس تجلیات نازل ہوتی ہیں، رحمتیں ہر وقت نازل ہوتی ہیں جن میں سے زیادہ تجلیات طواف کرنے والوں کے اوپر نازل ہوتی ہیں یہ طواف ایک ایسی عبادت ہے کہ جو اور دنیا میں کہیں ممکن نہیں ہے۔

چنانچہ ایک شخص نے کوئی قسم اٹھالی کہ میں ایسی عبادت کروں گا جو دنیا میں کوئی بھی نہ کر رہا ہو، اب جب بات پوری ہوگئی تو اسے سمجھ میں نہ آیا کہ میں کیا کروں؟ تو وہ بالآخر امام اعظمؒ کے پاس آیا کہ حضرت میں نے تو ایسی قسم اٹھالی تھی کیا کروں؟ فرمانے لگے کہ تم جاؤ اور حرم میں جا کر لوگوں کی منت کرنا کہ وہ تھوڑی دیر کے لئے رک جائیں اور تم اکیلے طواف کر لینا، جب تم طواف کر رہے ہوں گے تو اس وقت دنیا میں کوئی بھی یہ عبادت نہیں کر رہا ہوگا، یہ ایسی عبادت ہے کہ گارنٹی دی جاسکتی ہے کہ دنیا میں یہ عبادت اور کہیں نہیں ہو رہی یہ عبادت یہیں ہوتی ہے۔

## پرندوں کا طواف

اور یہ عبادت صرف انسان ہی نہیں کرتے بلکہ اللہ کی دوسری مخلوق بھی کرتی ہے، چنانچہ ہم نے کئی مرتبہ ابابیلوں کو دیکھا جو چھوٹی چڑیاں ہوتی ہیں آپ شام کو

ذرا بیٹھ کر دیکھیں وہ بھی آ کر بیت اللہ کی تجلیات کے گرد گھوم رہی ہوتی ہیں، اور ایک مرتبہ ہم نے کبوتروں کو دیکھا کہ ان کا غول آیا اور وہ غول اسی طرح بیت اللہ کے گرد چکر لگا رہا تھا، اور ایک مرتبہ ایک بلی کو ہم نے دیکھا ہم لوگ طواف کر رہے تھے ساتھ ساتھ چل رہی تھی باقاعدہ جیسے ہم چکر لگا رہے تھے وہ بلی بھی ساتھ ساتھ چکر لگا رہی تھی، ہمارے ایک دوست کہنے لگے جی بلی بھی چکر لگا رہی ہے میں نے کہا بھئی دیکھنے کو بلی ہے کیا پتہ کوئی جن ہو، بلی مکلّف نہیں ہے کہ طواف کرے، مکلّف تو یہ انسان ہیں یا جن ہیں تو ہم تو یہی سوچ سکتے ہیں کہ بھائی وہ جن بھی اس شکل میں آ کر طواف کر رہا ہوگا بہر حال طواف کر رہے ہیں یہ طواف ہر وقت ہو رہا ہے حتی کے بارش کا قت ہوتا ہے تو اس وقت بھی طواف رکتا نہیں ہے بس فرض نماز جب پڑھی جاتی ہے تو چونکہ وقت کی نماز سب سے اعلیٰ عبادت ہے وقت کا امر اہم ہے اسلئے اس وقت اسکو موقوف کرتے ہیں اسکے بعد تراویح کی نماز ہو رہی ہوتی ہے طواف پھر بھی چل رہا ہوتا ہے۔

## شمع کے گرد پروانے

دن رات صبح شام ہر وقت طواف، آپ حیران ہوں گے کہ ایک مرتبہ بہت بارش ہوئی اور بیت اللہ میں سیلاب آ گیا چونکہ یہ نشیب کی جگہ ہے، تو پہاڑیوں کا سارا پانی یہیں آتا ہے تو اتنا پانی تھا کہ لوگ ڈوب جاتے تھے، حتی کہ بیت اللہ کا دروازہ تک ڈوب گیا تھا، عین اس وقت اللہ نے اپنے ایسے بندے بھیج دیئے جو اس وقت بھی تیر کر بیت اللہ کا طواف کرتے رہے، جتنے دن پانی رہا تیر کر لوگ طواف کرتے رہے، طواف چلتا رہا، سبحان اللہ، واہ میرے مولیٰ کیسی آپ کی عبادت ہے ایک شمع جلا دی ہے اور اس شمع کے گرد پروانے ہر وقت محوِ طواف ہیں۔

## افغانی بزرگ کا نان اسٹاپ طواف

ہم نے ایک افغانی بزرگ کو دیکھا بالکل معذور بوڑھے سے تھے وہ ویل چیر

(WheelChair) پر بیٹھے ہوتے تھے اور سر جھکا ہوا ہوتا تھا ان کا کام سارا دن طواف حتی کے اب وہ ویل چیر (WheelChair) پر بیٹھے تو کوئی ایک طواف کرواتا ہے، کوئی دو طواف کرواتا کوئی تین طواف کرواتا، اب دو طواف میں چودہ چکر، تین طواف کے اکیس چکر، تو لوگ تھک جاتے تھے ایک چھوڑتا تھا دوسرا ان کی ویل چیر لے لیتا تھا، تیسرا لے لیتا تھا، چوتھا لے لیتا تھا ہم نے دیکھا کہ کئی مرتبہ کوئی مرد چلانے کے لئے نہیں تو اللہ نے کسی عورت کے دل میں بات ڈال دی وہ برقعہ والی عورت انکی کرسی دھکیل رہی ہوتی، اور ان کو طواف کروا رہی ہوتی تھی اور کئی دفع بچے ان کی کرسی دھکیل رہے ہوتے اور ایسا بھی دیکھا کہ جب کوئی بھی ان کی ریڈھی دھکیلنے والا نہ ہوتا تو پولیس والیں انکو طواف کروا رہے ہوتے تھے وردی پہنی ہوئی ہے اور وانکو دھکیل کر طواف کروا رہے ہیں، ان کے طواف بھی نان اسٹاپ (Non-Stop) ہوتے تھے، اور جب کبھی کوئی بھی ان کو طواف کروانے والا نہ ہوتا تو ہم دیکھتے کہ وہ بیٹھے بیٹھے بس اپنے پاؤں کو تھوڑا زمین پر رکھ کر گھسٹتے تھے اور انچ انچ اپنی ریڈی کو وہ آگے کرتے تھے جب اس حالت میں ان کو لوگ دیکھتے کہ اب بھی یہ طواف کی کوشش کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی بندے کے دل میں ڈال دیتے تھے، وہ انکو طواف کروادیا کرتے تھے سارا دن طواف کرتے تھے۔

## روزانہ ستر طواف کا معمول

چنانچہ ایک بزرگ کے بارے میں آتا ہے ستر سال کی عمر تھی اور اس وقت ان کا روزانہ کا معمول ستر طواف کرنے کا تھا، ستر طواف کا کیا مطلب بھائی؟ چار سو نوے چکر بیت اللہ شریف کے، چار سو نوے چکر کو گنو، تو تقریباً کوئی بارہ تیرہ کلو میٹر کا سفر بن جاتا ہے، اب بارہ تیرہ کلو میٹر کوئی آسان کام نہیں ہے یہ تو کوئی دیہاتی چل سکتا ہے جو ہل چلاتا ہو۔ ورنہ عام آدمی تو نہیں چل سکتا ہے۔ اور یہ ان کا روزانہ کا ایک عمل تھا اور ہر طواف کے دو رکعت نفل تو ایک سو چالیس رکعت نفل، اور ایک

سو چالیس نفل پڑھنے کوئی آسان ہیں، ہم تو دس رکعت پڑھ لیں تو ہمارا حال برا ہو جا تا ہے، اور اگر کبھی لمبی رات ہو اور اگر پچاس رکعت پڑھ لیں تو اگلے دن گھر میں کرفیو لگا ہوا ہوتا ہے، رات عبادت میں گذاری ہے بچہ نہیں بول سکتا، بیوی بچوں کی منتیں کر رہی ہوتی ہے، ہاتھ جوڑ رہی ہوتی ہے، خدا کا واسطہ شور نہ مچاؤ تمہارے ابو ناراض ہوں گے گھر میں کرفیو کا سماں ہوتا ہے، کیوں؟ ہم نے رات میں جو پچاس رکعت نفل پڑھے، اور وہ بزرگ ایک سو چالیس رکعت روزانہ نفل پڑھتے تھے،

میں اپنے دوستوں کو کہتا ہوں کہ ہماری حالت تو یہ ہے کہ آج ہم پچاس رکعت کی نیت کر لیں تو پچاسویں رکعت پر پہنچیں گے تو ہماری حالت یہ ہوگی کہ رکوع سے اٹھتے ہوئے 'سمع اللہ' کی جگہ 'اوئی اللہ' نکل رہا ہوگا، اور وہ بزرگ ایک سو چالیس رکعت روزانہ پڑھتے تھے اور یہ انکا ایک عمل تھا باقی روز کی عبادت اسکے علاوہ تھیں یہ آسان کام نہیں ہے، مگر اللہ رب العزت جس کو چاہتا ہے یہ نعمت عطا فرما دیتا ہے سبحان اللہ، سبحان اللہ۔

## کچے راستے اور پکے مسافر

ہمارے اکابرین بڑی محنتوں کے بعد آتے تھے اب تو ہمارا عمرہ پندرہ دن کا ہوتا ہے، پہلے زمانے میں حج کا سفر چھ مہینہ کا ہوتا تھا، رمضان سے پہلے سفر شروع ہو جاتا تھا، اور رمضان سمندر میں آیا کرتا تھا، حج کرتے ہوئے چھ چھ مہینہ لگ جاتے تھے، مشقتوں کا سفر کر کے آتے تھے اور اب تو چار گھنٹے میں اپنے ملک سے یہاں پہنچ جاتے ہیں، مگر پہلے زمانے میں راستے کچے تھے مسافر پکے تھے آج راستے پکے ہو گئے اور مسافر کچے ہو گئے۔

## آج کی سہولتیں

ہمارے حضرتؒ فرماتے تھے کہ ہم سفینۃ الحجاج کے ذریعہ سے جب پہنچتے تھے تو جدہ سی پورٹ (See-Port) کے اوپر جب جہاز لگتا تھا تو تمام لوگوں کو تین

دن تک جہاز کے اندر ہی رکھا جاتا تھا کہ ان پر کوئی وائرس (Virus) نہ ہو، کوئی بیماری نہ ہو جو ہمارے ملک میں آجائے لہذا تین دن یہیں رہیں، ہم اپنی آنکھوں سے جدہ کی زمین کو دیکھتے تھے، ساحل کو دیکھتے تھے مگر تین دن ہم جہاز کے اندر رہتے تھے، ہمیں زمین پر قدم رکھنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی،

اور آج ماشاء اللہ جہاز لینڈ کرتا ہے اور اسکے ایک دو گھنٹوں کے اندر اندر ہم ایئر پورٹ سے نکل کر باہر ہو جاتے ہیں، اور ایئر کنڈیشن ایئر پوٹ، اور ایئر کنڈیشن بیٹھنے کی جگہ، ٹھنڈا پانی موجود، باتھروم موجود، ہر چیز موجود، چائے کے لئے جگہیں موجود اور پھر ہم اعتراض کررہے ہوتے ہیں کہ بڑا وقت لگ جاتا ہے، ذرا سوچیں کہ آج جدہ سے مکہ مکرمہ تک دو سوا دو گھنٹے کا فاصلہ ہے عام حالات میں دو سوا دو گھنٹوں میں یہاں پہنچتے ہیں، پہلے وقتوں میں جدہ سے لے کر مکہ مکرمہ تک کا فاصلہ تین دن کا فاصلہ ہوا کرتا تھا، یہ تقریبا کوئی ساٹھ میل کے برابر جگہ بنتی تھی اور بیس میل کا سفر اونٹوں پر روزانہ ہوتا تھا اور ہم تو بالکل سیدھی (پلین) روڈ کے اوپر چل کر آتے ہیں، جو پہاڑیوں کو کاٹ کر بنائی گئی ہیں، جب پہاڑیاں موجود تھیں تو پہاڑ کے اوپر چڑھتے تھے اور دوسری طرف سے نیچے اترتے تھے، پھر پہاڑی پہ چڑھو پھر نیچے اترو پھر چڑھو پھر اترو ہمارے حضرت فرماتے تھے کہ ہم اونٹ کرائے پر لیتے تھے مگر کئی لوگ اونٹ کا کرایہ بھی نہیں دے سکتے تھے تو سامان فقط اونٹوں پہ رکھ لیتے تھے اور خود تین دن رات پیدل ساتھ چل کر جدہ سے مکہ مکرمہ پہنچا کرتے تھے، اور تین دن کا پانی بھی ساتھ رکھنا پڑتا تھا کہ راستے میں پانی کی جگہ بھی نہیں تھی اب تین دن وضو کا پانی، طہارت کا پانی، پینے کا پانی، جانورں کے پینے کا پانی میرے خیال میں ٹنوں کے حساب سے تو پانی ہی بن جاتا ہوگا اتنی مشقتوں سے بیت اللہ پہنچتے تھے، لیکن چونکہ اللہ کی محبت دل میں ہوتی تھی، تقویٰ تھا اسلئے ان کا بیت اللہ پہنچنا ان کے لئے عید ہوا کرتا تھا۔

## کعبہ کی دید ہی ہماری عید

کسی نے بزرگ سے پوچھا کہ حضرت عید کب ہوگی؟ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ بھائی جب دید ہوگی تب عید ہوگی یعنی جب محبوب کی دید ہوگی تب ہماری عید ہوگی تو ہمارے بزرگ اتنی محبت کے ساتھ آتے تھے کہ جب وہ کعبہ کی دید کرتے تھے پھران کی عید ہو جایا کرتی تھی۔

## سولہ دن میں سولہ قرآن

حضرت مرشد عالمؒ فرمانے لگے کہ ۱۹۳۰ سے پہلے (تیل نکلنے سے پہلے) اتنی غربت تھی کہ کوئی حد نہیں، ہم مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ جاتے تھے تو سولہ دن لگتے تھے اور آج مکہ مکرمہ سے بس میں بیٹھیں تو پانچ چھ گھنٹے کے بعد مدینہ طیبہ میں ہوتے ہیں، اس وقت سولہ دن لگتے تھے، چنانچہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ بھورے اونٹ پر ایک قافلے کے ساتھ یہ سفر طے کیا تو سولہ دن لگے، اور سولہ دن میں میں نے سولہ مرتبہ قرآن مجید کو مکمل کر لیا، آج مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کا سفر کرتے ہیں درمیان میں سورہ یٰسین بھی نہیں پڑھ پاتے۔

## دیہاتی کی شدید بھوک

ہمارے حضرتؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ جا رہے تھے تو راستے میں ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا، تو وہاں ایک بوڑھا آ گیا، جو دیہاتی تھا، اس نے آ کر اشارہ کیا کہ مجھے بھوک لگی ہوئی ہے تو میں نے اپنی اہلیہ سے کہا اسکے لئے کچھ کھانا بنا دو تو میری اہلیہ نے پانی اور آٹا نکالا کہ روٹی پکا کر دے تو اس نے جیسے پانی اور آٹا دیکھا تو وہ دیہاتی آگے بڑھا اور جگ میں سے ایک پیالے میں پانی ڈالا اور ایک مٹھی آٹے کی بھر کر اس پانی کے اندر ڈال دی اور اسکو ہلا کر پی لیا، اسی طرح کچا آٹا اور پانی پینے کے بعد کہنے لگا کہ اب میں روٹی کے پکنے کا انتظار کر

سکتا ہوں اتنی شدید بھوک تھی۔

## تربوز کے چھلکوں کی قدر

ہمارے حضرت فرماتے ہیں کہ ہم جب مکہ مکرمہ میں رہتے اور تربوز یا خربوزہ کھا کر اس کے چھلکے پھینکتے تو مقامی بچے آپس میں جھگڑتے تھے کہ یہ چھلکا کون اٹھائے گا وہ چھلکے اٹھاتے اور چھلکے کھاتے اور کئی مرتبہ چھلکے گھر لے جاتے تو ان کی والدہ تربوز کے چھلکے کو کاٹ کر سالن کے طور پر پکایا کرتی تھیں، چند بچے تربوز کے چھلکے اسی طرح لے جاتے رہے، ایک دن میں نے دو تین تربوز خریدے اور ان بچوں میں کاٹ کر تقسیم کر دئے، وہ دن بچوں کے لئے بہت خوشی کا دن تھا کہ تربوز کھا رہے تھے، ان میں سے ایک بچے نے عجیب بات کہی کہنے لگا کہ ہم نبی ﷺ کے احسان مند ہیں اگر وہ یہاں تشریف نہ لاتے تو کون حج اور عمرہ کرنے کے لئے یہاں آتا اور ہمیں تربوز کھانے کا موقعہ کہاں نصیب ہوتا؟ ہم نبی ﷺ کے شکر گذار ہیں کہ وہ تشریف لائے اور ان کی برکت سے آج لوگ آتے ہیں اور ان حاجیوں کی وجہ سے ہمیں تربوز کھانے کو مل جاتا ہے۔

## بچہ کے دل میں بیت اللہ کی محبت

حضرت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حج کے لئے حاضر ہوئے تو ایک چھوٹا سا بچہ ہمارے خیمہ میں آتا تھا، میری اہلیہ اسکو کچھ بچا ہوا کھانا دے دیتی کبھی روٹی، کبھی سالن، کبھی کوئی پینے کی چیز اور کبھی پھل وہ چھوٹا سا بچہ بڑا مانوس ہو گیا حتی کے جب جانے کا وقت آیا تو میری اہلیہ نے اسکو بتایا کہ ہم تو کچھ دنوں میں چلے جائیں گے تو وہ بچہ بڑا افسوس سا کرنے لگا جب جدائی کا وقت قریب ہوا تو اس بچے کے چہرے پر جدائی کا غم صاف محسوس ہوتا تھا حضرت فرماتے ہیں کہ میری اہلیہ نے اسے کہا کہ کل ہم چلے جائیں گے تو وہ بالکل رونے جیسا ہو گیا، جب میری اہلیہ نے اسکی یہ حالت دیکھی تو اسے کہا کہ کیوں روتے ہو؟ اگر آپ ہمارے ساتھ

چلوتو ہم آپ کو اپنے ملک لے جائیں گے اور یہاں تو بجلی بھی نہیں، وہاں بجلی کے پنکھے ہیں، اتنی گرمی بھی نہیں، کھانا بھی ہے، پھل بھی ہیں، ہر چیز ہے ہم آپ کو وہاں پر رکھیں گے، اچھے کپڑے پہنائیں گے، پڑھائیں گے، سہولت ہوگی، تو ہمارے ساتھ چلو، جب ہماری اہلیہ نے اسکو یہ کہا تو غور سے وہ ساری باتیں سنتا رہا، تو اہلیہ نے کہا کہ پھر ہمارے ساتھ چلو گے؟ تو وہ چھوٹا سا بچہ بیت اللہ کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا کہ وہاں اتنا سب کچھ ہوگا کیا وہاں بیت اللہ بھی ہوگا؟ تو اہلیہ نے کہا کہ نہیں وہاں بیت اللہ تو نہیں ہوگا تو چھوٹا بچہ کہنے لگا اگر وہاں بیت اللہ نہیں ہوگا تو مجھے وہاں جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے،

پہلے راستے کچے ہوتے تھے مسافر پکے ہوتے تھے، آج راستے پکے بن گئے مسافر کچے بن گئے، تو ہم بھی یہاں آکر اس وقت کی اہمیت کو پہچانیں، اور اللہ سے مانگیں، جو بھی نعمت مانگیں گے اللہ رب العزت کی طرف سے ملے گی، ہم اپنی زندگی کا بہترین وقت گذار رہے ہیں۔

## اپنا وقت کیسے گذاریں

سالم بن عبد اللہ ایک بزرگ تھے ان کے بارے میں آتا ہے کہ وہ طواف کر رہے تھے کہ حاکم وقت آگیا وہ ان سے ملا اور کہنے لگا کہ کوئی کام میرے لئے ہو تو میں کر سکتا ہوں، تو جیسے ہی اس نے یہ پوچھا تو وہ فرمانے لگے دیکھو بھائی میں تو یہاں حرم میں ہوں، اب حرم میں بھی میں آپ سے مانگوں گا؟ بھائی حرم میں تو ہم حرم کے پروردگار سے مانگیں گے، ﴿فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ﴾ اس گھر کے رب سے مانگیں گے، تو وہ حاکم چپ ہوگیا، حضرت نے طواف مکمل کیا اور حرم سے باہر نکلے وہ انتظار میں تھا، وہ پھر پیچھے آگیا اور کہا کہ اچھا اب بتائیں؟ میں آپ کے لئے کیا کر سکتا ہوں؟ حضرت نے فرمایا کہ بتاؤ میں آپ سے دین مانگوں؟ یا دنیا مانگوں؟ اب وہ دین تو کہہ نہیں سکتا تھا چونکہ دین میں تو سالم بن عبد اللہؒ اپنی

مثال آپ تھے، اپنے زمانے میں بڑے متقی بزرگ تھے، تو وہ کہنے لگا کہ نہیں آپ مجھ سے کوئی دنیا کی چیز مانگیں تو حضرت نے فرمایا کہ جس پروردگار نے دنیا کو بنایا اس سے میں نے دنیا کبھی نہیں مانگی میں آپ سے دنیا کیا مانگوں گا؟ تو دیکھو ہمارے اکابر ایسی کیفیت کے ساتھ آتے تھے، اور یہاں آکر بیت اللہ کے پاس اپنا وقت گذارتے تھے اور نعمتیں سمیٹ کر لے جاتے تھے، مقدروں کے فیصلے کروا کر جاتے تھے، اسی لئے جب وہ آتے تھے تو ان کے ایک سفر کی وجہ سے سینکڑوں نہیں ہزاروں لوگ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے تھے آج ہم عمرے کے سفر پر آتے ہیں اور خود پکے مسلمان ہو کر واپس نہیں جاتے

کعبہ بھی گئے پر نہ گیا عشق بتوں کا
زمزم بھی پیا پر نہ بجھی آگ جگر کی

زمزم بھی پیتے ہیں لیکن جو عشق مجازی والی ایک نفسانی و شیطانی آگ لگی ہوتی ہے وہ نہیں بجھتی اسکے لئے تو پھر نفس پہ چھری پھیرنی پڑتی ہے یہاں آکر اپنے نفس کو ذبح کرنا پڑتا ہے خواہشات کو ذبح کرنا پڑتا ہے عہد کرنا پڑتا ہے کہ اے اللہ سب لات و منات توڑ دیئے میں نے

تَرَكْتُ اللَّاتَ وَالْعُزّٰى جَمِيْعًا
كَذٰلِكَ يَفْعَلُ الرَّجُلُ الْبَصِيْرُ

بصارت رکھنے والا ہر انسان ایسے ہی کیا کرتا ہے بتوں کو توڑ دیتا ہے

بتوں کو توڑ تخیل کے ہوں کہ پتھر کے

ان اچھی کیفیات کے ساتھ ہم اللہ کے گھر کا طواف کریں اور پھر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگیں پھر دیکھیں اللہ تعالی کیسے راستے کھولتے ہیں، دن میں طواف کریں رات میں طواف کریں،

اب ایک چیز ذہن میں رکھیں کہ طواف داہنی طرف سے بائیں طرف کیا جاتا ہے، اور اگر آپ دیکھیں تو قانون فطرت بھی یہی ہے زمین اپنے محور کے

گرد جو گھوم رہی ہے، تو دائیں سے بائیں گھوم رہی ہے، مغرب سے مشرق کی طرف گھوم رہی ہے، تبھی تو مشرق کی طرف سورج طلوع ہوتا ہے، اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا کہ ہر اچھے کام کو دائیں طرف سے ہی شروع کرو اور اسی لئے اگر مجلس میں بہت سارے لوگ ہوں تو جو سر حلقہ ہے اسکو پہلے پانی پلاؤ، اور پھر اسکے دائیں طرف سے سب کو پلانا شروع کرو، اللہ تعالیٰ یمین کو پسند فرماتے ہیں، طواف میں بھی ہم اسی طرح کرتے ہیں کہ یمین سے ہم یسار کی طرف آتے ہیں، تو یہ ایک فطرتی معاملہ ہے ایک بات اور ذہن میں رکھئے کہ طواف کے ان چکروں میں ہم اللہ سے دعائیں مانگیں، جو دعا مانگیں گے اللہ کی طرف سے قبول ہوگی، بیت اللہ کے دروازے کے سامنے جائیں تو ہم دعا مانگیں اللھم انی فقیرک ببابک سائلک ببابک تیرا فقیر، تیرا سائل، تیرے دروازے پر حاضر ہے، میرے مولی بہت دور سے آیا ہوں اور بہت دیر سے آیا ہوں

گر پڑ کے یہاں پہنچا مر مر کر اسے پایا
چھوٹے نا الٰہی اب سنگ در جاناں نا

اس در کو پکڑا ہے اے اللہ، اب اس در کو چھوڑنا نہیں چاہتا، اب تیرے در پر ہی جھکیں گے۔

تمہیں سے مانگیں گے تمہیں دو گے
تمہارے در سے ہی لو لگی ہے

تو ہم اللہ رب العزت کے گھر میں ہیں طواف کریں اور اللہ سے مانگیں اور طواف کے دوران اپنی نگاہ کی حفاظت کریں نیچے دیکھیں حتی کے غیر محرم کے کپڑے پر بھی نظر نہ پڑے، اسکے جسم پر نظر پڑنا یا چہرے پر نظر پڑنا تو بہت دور کی بات ہے کپڑے پر بھی نظر نہ پڑے اس طرح ایک خاص کیفیت میں ہر چیز سے ہٹ کٹ کر اللہ کی طرف متوجہ ہو کر طواف کریں، اللہ بھی اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ میرا یہ بندہ ادھر ادھر مشغول ہونے کے بجائے میری طرف متوجہ رہے۔

# مرد وعورت کا طواف ایک ساتھ کیوں؟

ایک خیال کبھی کبھی ذہن میں آتا تھا کہ شریعت نے مرد اور عورت کی جو تفریق ہے اسکو ایسا کیا کہ مرد مردوں میں رہیں اور عورتیں عورتوں میں رہیں، مرد اور عورت تب قریب آئیں جب وہ محرم ہوں اسی لئے پردہ کا حکم دیا حتی کے فرض نماز پڑھنی ہے تو شریعت نے کہا کہ مردوں کی صفیں آگے بنیں عورتوں کی صفیں پیچھے بنیں، حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی ﷺ جب نماز پڑھاتے تو باب النساء بالکل پیچھے تھا تو آپ نماز کے بعد تھوڑی دیر کے لئے ذکرواذکار فرماتے تھے، تاکہ اس دوران جو عورتیں حاضر ہوتیں وہ پہلے چلی جاتی تھیں اور بعد میں مرد نکلا کرتے تھے مردوں عورتوں کا ایک وقت میں نکلنا بھی پسند نہ فرمایا، جب مسجد نبوی میں باب النساء بنوایا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ کاش مرد دوسرے دروازے سے جائیں عبداللہ ابن عمر نے یہ بات سن لی فرماتے ہیں کہ اسکے بعد پوری زندگی عام وقت میں بھی اگر باب النساء قریب ہوتا تو بھی میں باب النساء سے نہیں گذرتا تھا کہ میرے آقا نے فرمادیا کہ مرد دوسرے دروازے سے داخل ہوں، وہ اتنا خیال رکھتے تھے، اور فرمایا کہ مرد راستوں کے درمیان میں چلیں اور عورتیں راستوں کے کناروں پر چلیں صحابیات ؓ فرماتی ہیں ہمیں اگر گلی میں سے گذرنا ہوتا تو ہم گلی کے اتنے کنارے پر چلتیں کہ ہمارے برقعے چادروں کے کپڑے دیوار کے ساتھ پھنس جایا کرتے تھے یعنی اتنا دیوار کے قریب سے ہو کر گذرتی تھیں، مرد الگ عورتیں الگ، اب جب یہ اصول ہے پوری شریعت میں تو یہی اصول طواف میں بھی ہو سکتا تھا مردوں کو کہہ دیا جاتا کہ تمہارا طواف دن میں، عورتوں کو کہہ دیا جاتا کہ تمہارا طواف رات میں، عورتیں رات کو جا کر طواف کر لیتیں اور مرد دن میں طواف کر لیتے، مگر نہیں اللہ تعالی نے نہ کوئی وقت تقسیم کیا نہ کوئی جگہ تقسیم کی بس نماز کا وقت نہ ہو، اگر فرض نماز ہے تو پھر نماز افضل ہے ورنہ اسکے سوا ہر وقت عورت بھی

چاہے طواف کرسکتی ہے مرد بھی چاہے طواف کرسکتا ہے گو فقہاء نے لکھا ہے کہ عورت کنارے پر طواف کریں اور مرد اندر کریں مگر طواف تو ہر وقت ہی ہوسکتا ہے مرد کرے یا عورت کرے۔

یہاں آکر یہ الگ الگ کیوں نہیں کیا گیا کئی دفعہ ذہن میں یہ سوال آتا تھا تو پھر جا کر حقیقت سمجھ میں آئی کہ پہلی بات تو یہ کہ اس جگہ کو اللہ نے حرم بنایا اور حرم کی وجہ سے اسکی عزت اتنی بڑھائی کہ باہر تم گناہ جب تک کر نہ لو تب تک سزا نہیں دیں گے مگر حدود حرم میں تم گناہ کا دل میں ارادہ بھی کروگے تو بھی ہم تمہیں سزا دیں گے ایک تو پابندی سخت کردی ﴿وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾۔ دوسری بات یہ ہے کہ اصل میں اللہ تعالیٰ یہ چاہتے تھے کہ مرد بھی ہیں عورتیں بھی ہیں میرے گھر کا طواف کرنے کے لئے آئے ہیں تو اب یہ میری محبت میں اتنا ڈوب کر طواف کریں کہ ان کو ایک دوسرے کی طرف دھیان ہی نہ رہے

رخ زیبا کے آگے شمع رکھ کر وہ یہ کہتے ہیں
ادھر آتا ہے یا دیکھیں ادھر جاتا ہے پروانہ

اللہ رب العزت نے بھی یہی معاملہ کردیا کہ میں ذرا یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ دل اٹکا کہاں ہے؟ مخلوق میں یا خالق میں، میری محبت کے دعوے کرکے آئے، میری محبت کے متلاشی بن کر آئے، اب میرے گھر میں آگئے ہیں، اب میں تمہیں ٹیسٹ کرتا ہوں، آؤ ذرا طواف کرو اور اکٹھا طواف کرکے دکھاؤ لیکن ایسے بھی اللہ کے بندے ہوتے ہیں کہ طواف میں جاتے ہیں مرد اپنی مردانگی بھول جاتے ہیں، اور عورتیں اپنی نسوانیت بھول جاتی ہیں، ہم نے دیکھا طواف کے دوران مرد بھی ہچکیاں لے کر روتا ہے، اور عورت بھی رورہی ہوتی ہے، مرد بھی آنسو بہارہا ہے عورت بھی آنسو بہارہی ہے، اس نے بھی کہا یارب یارب، اس نے بھی کہا یا اللہ یا اللہ، جب دونوں تڑپ تڑپ کر اللہ سے مانگتے ہیں تو اللہ فرشتوں کو منظر دکھاتے ہیں کہ تم تو کہتے تھے یہ جا کر فساد مچائیں گے، خون بہائیں گے میرے ان بندوں

کو بھی دیکھ لو مرد بھی ہیں عورتیں بھی ہیں ان کے جسمانی تقاضے بھی ہیں، نفس ایک دوسرے کی طرف متوجہ بھی کر سکتا ہے مگر نہیں، اب مرد اپنی مردانگی بھول گیا اور عورت اپنی نسوانیت بھول گئی میری محبت نے ایسے غلبہ پالیا کہ سب میری محبت میں میری طرف متوجہ ہیں مجھے ہی پکار رہے ہیں، دیکھو مرد بھی میری محبت میں رونے والے، عورتیں بھی میری محبت میں رونے والیاں، یہ میرے عشاق کا مجمع ہے ایک دوسرے کی محبتیں بعد کی بات تھی، اصل میری محبت تھی جو دلوں پر غالب تھی اور یہاں آکر اس نے بتادیا، اللہ تعالی یہ منظر شاید فرشتوں کو دکھاتے ہوں گے

فرشتوں کو دکھانا تھا بشر ایسے بھی ہوتے ہیں

میرے ایسے بھی تو بندے ہوتے ہیں آنکھ اٹھا کر دیکھنا چاہیں دیکھ سکتے ہیں آنکھ جھکی ہوئی ہے پرنم ہے دل اللہ سے جڑا ہوا ہے پکار رہا ہے اور اللہ سے معافیاں مانگ رہا ہے رَبِّ اغْفِرْ رَبِّ اغْفِرْ اللہ فرماتے ہیں ان کو اتنا تو پتہ ہے کہ کوئی ان کا پروردگار ہے جب جب میرے بندے اس محبت کے ساتھ میرے گھر کا طواف کرتے ہیں میں ان بندوں کی اس محبت کو قبول کر کے ان بندوں کے سب پچھلے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہوں۔

## روحانی واشنگ مشین

یہ طواف کا عمل عجیب عمل ہے پہلے زمانے میں بات سمجھنی ذرا مشکل تھی آج کے زمانے میں سمجھنی آسان ہوگئی ہے، پہلے عورتیں کپڑے ہاتھ سے دھویا کرتی تھیں، آج کل واشنگ مشین آگئی واشنگ مشین کیا ہوتی ہے میلے کچیلے گندے کپڑے آتے ہیں ان کو مشین میں ڈالدیتے ہیں چند چکر لگوا کر ساری میل نکال کر انکو باہر کر دیتی ہے،

بس یوں لگتا ہے یہ کعبۃ اللہ بھی ایک بڑی واشنگ مشین ہے گناہوں سے گندے ہو کر بندے آتے ہیں اسکے گرد سات چکر لگاتے ہیں اسکی برکت سے اللہ

تعالی دلوں کو صاف کر کے باہر نکال دیتے ہیں، دلوں کے لئے ایک روحانی واشنگ مشین ایسی بنادی، میرے بندو تم لتھڑے دلوں کو لے کر آؤ گے اپنے آلودہ دلوں کو لے کر آؤ گے میرا گھر یہ روحانیت کی ایسی واشنگ مشین ہے میں تمہیں طواف میں جب ڈالوں گا بس سات چکر لگوا کے سب گناہوں کو دھو کے صاف دلوں کو باہر نکال دوں گا اللہ رب العزت ہمیں صحیح محبت کے ساتھ اچھے انداز سے طواف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلوا علیہ و آلہ

اُمیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی اُمید ہے یہ
کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شُمار

جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں
مَروں تو کھائیں مدینے کے مجھ کو مور و مار

اُڑا کے باد مِری مُشتِ خاک کو پسِ مرگ
کرے حضُور کے روضے کے آس پاس نثار

اقتباس قصیدہ بہاریہ حجۃ الاسلام نانوتوی

ماخوذ فضائل درود شریف از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نوّر اللہ مرقدہٗ
مدفون جنت البقیع المتوفی ۲۹ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ ۲۴ مئی ۱۹۸۲ء دوشنبہ بعد عصر

کتبہ الفقیر نفیس الحسینی ۱۴۰۲ھ

﴿اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْآنَ لَرَادُّکَ اِلٰی مَعَادٍ﴾

# تمنائے دیدار بیت اللہ

ازافادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

# فہرست عناوین

اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

# اقتباس

ہمارے اکابرین سالوں دعائیں مانگتے تھے اور ایسا بھی ہوتا تھا کہ جب آنے لگتے تھے تو گھر کے برتن بھی بیچنے پڑتے تھے، زیور بیچنے پڑتے تھے پھر جا کر کہیں خرچہ پورا ہوتا تھا اور یہاں تک پہنچتے تھے، ہم پر اللہ رب العزت کا کتنا بڑا کرم ہوا کہ اللہ نے اپنی رحمت سے، اپنے فضل سے یہاں آسانی کے ساتھ پہنچا دیا۔

یہ عاجز جو یہ کہہ رہا ہے کہ اس کا تعلق اعمال سے ہے، مال سے نہیں ہے اسلئے کہ اگر مال کے زور پر کوئی کہے کہ حج کروں گا، عمرے کروں گا تو پھر دنیا کے مالدار لوگ سب سے زیادہ حج اور عمرہ کرنے والے ہوتے مگر ایسا نہیں ہے۔

﴿از افادات﴾

حضرت مولانا پیر

**حافظ ذوالفقار احمد صاحب**

نقشبندی مجددی زید مجدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی،اَمَّابَعْدُ!

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْآنَ لَرَادُّکَ اِلٰی مَعَادٍ﴾

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّایَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَامُحَمَّدٍوَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَامُحَمَّدٍوَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَامُحَمَّدٍوَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَامُحَمَّدٍوَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَامُحَمَّدٍوَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَامُحَمَّدٍوَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

## تصور کی آنکھ سے بیت اللہ کا دیدار

اس عاجز کو اپنے بچپن کی بات یاد ہے کہ اپنی والدہ صاحبہ کو دیکھتا کہ جب بھی وہ نماز پڑھتیں تو ہر نماز کے بعد وہ ان کے پاس جو ایک تسبیح تھی اس میں ایک آنکھ بند کر کے دیکھتی رہتیں، تو جب دیکھ چکتی تو میں کہتا کہ امی مجھے بھی دکھائیں تو وہ مجھے بھی دکھاتیں دراصل اس تسبیح کے اندر اس زمانہ میں بیت اللہ کی چھوٹی سی تصویر ہوتی تھی جو ایک طرف سے آنکھ بند کر کے دیکھتے تھے تو نظر آتی تھی، تو امی بہت دیر تک بیٹھ کر اس کو دیکھتی رہتی تھیں، تو اس زمانہ میں مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ یہ کس چیز کی تصویر ہے بس اتنا پتہ چلتا تھا کہ مسجد جیسی کوئی جگہ ہے، یہ ان کے دل کی ایک تڑپ تھی کہ وہ تصور کی آنکھ سے دور بیٹھے اللہ کے گھر کو روزانہ دیکھتی تھیں اور پھر دعائیں مانگتی تھیں کہ اللہ اس گھر تک پہنچنا آسان کر دے، ابتداء میں مالی وسائل نہیں تھے کہ وہ پہنچ پاتیں مگر محبت کا جذبہ بالآخر رنگ دکھاتا ہے اللہ رب العزت نے اپنے گھر تک آنے کا ان کے لئے راستہ کھول دیا جب بیت اللہ کو دیکھا تب بات سمجھ میں آئی کہ زندگی کے سالوں اسکی یاد اور تڑپ میں انہوں نے اپنے گھر میں گذار

دئے تو یہاں آنے کے لئے تو لوگ زندگی کے کئی کئی سال تڑپتے ہیں تب جا کر کہیں راستہ کھلتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ بغیر اسباب کے راستے کھول دیتے ہیں۔

## گوالہ کی سچی طلب کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلویؒ جامعہ اشرفیہ کے شیخ الحدیث تھے اور مفسر قرآن بھی تھے، بہت بزرگ آدمی تھے وہ لاہور کے ایک گوالے کا واقعہ سنایا کرتے تھے، 'گوالہ' کہتے ہیں اس آدمی کو جس نے بھینسیں پالی ہوں اور ان سے دودھ لیتا ہو، فرماتے تھے کہ لاہور کا ایک نوجوان تھا اسکے دل میں بڑا شوق تھا کہ میں اللہ کا گھر دیکھوں لیکن اسکے پاس وسائل نہیں تھے، ہمیشہ دعا مانگتا، روتا تڑپتا، حج کا موسم آتا اور گذر جاتا اور اسکی تڑپ میں اضافہ کر جاتا، ہر سال اسکی تڑپ پہلے کی نسبت بڑھتی جاتی، ایک مرتبہ تو اس نے ٹھان ہی لی کہ میں نے اب اللہ کے گھر کو جا کر رہنا ہے، نہ تو اسکے پاس کاغذات تھے، نہ پاسپورٹ تھا، نہ کوئی اور چیز تھی یہ وہ زمانہ تھا جب حج کے لئے ہوائی راستے سے نہیں آیا جاتا تھا، بلکہ بحری راستے تھے ایک جہاز تھا جس کا نام ''سفینۃ الحجاج'' تھا وہ کراچی سے چلتا تھا اور حاجیوں کو لے کر جدہ آتا تھا، ملک کے بہت سارے لوگوں کو یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ حج کے لئے کہاں سے جاتے ہیں، بہر حال اس نے تو کہنا شروع کر دیا کہ میں نے حج کو جانا ہے، کیسے جائیں؟ کچھ پتہ نہیں، اس نے سنا کہ کچھ عرصے کے بعد حج کا وقت آنے والا ہے، لوگوں سے پوچھنا شروع کر دیا کہ حج کو کہاں سے جاتے ہیں؟ کسی نے کہہ دیا کہ میاں! لاہور کے ریلوے اسٹیشن سے ٹرین چلتی ہے جو کراچی جاتی ہے، اور پھر وہاں سے جہاز چلتا ہے جو جدہ جاتا ہے چنانچہ وہ لاہور کے اسٹیشن پر پہنچ گیا کبھی اس پلیٹ فارم پر کبھی اس پر، کبھی مسافروں سے پوچھ رہا ہے، کبھی کسی کام کرنے والے گورمنٹ کے بندے سے پوچھ رہا ہے کہ میں نے کراچی جانا ہے، کئی دن اسکو پلیٹ فارم پر ہی گذر گئے، ٹکٹ تو تھی نہیں کہ کوئی لے جاتا اور یہ جانا

چاہتا تھا، ایک دن ایسا ہوا کہ ایک کنڈکٹر گارڈ کو اس پر ترس آ گیا وہ کہنے لگا کہ میں تمہیں سواریوں والے ڈبے میں تو بٹھا نہیں سکتا اس لئے کہ ٹکٹ نہیں ہے، آؤ میرے ڈبے میں بیٹھ جاؤ میں تمہیں کراچی اتار دوں گا تو کنڈکٹر گارڈ نے اسکو اپنے والے ڈبے میں جہاں چھوٹی سی جگہ تھی بٹھالیا، یہ بیٹھا رہا بالآخر کراچی ریلوے اسٹیشن پر اتر گیا پھر وہاں پلیٹ فارم پر پوچھنا شروع کر دیا کہ میں نے حج کیلئے جانا ہے کہاں سے جاتے ہیں؟ کسی نے بتایا کہ میاں ایک جگہ ہے جس کو 'مدینۃ الحجاج' کہتے ہیں حاجی لوگ سب وہاں جاتے ہیں اور وہاں سے پھر ان کے کاغذات تیار کئے جاتے ہیں اور ان کو جہاز پر لے جایا جاتا ہے، اب اس نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ مدینۃ الحجاج جانا ہے، اللہ کی شان کہ کچھ سوار تھے جو ریلوے اسٹیشن سے اتریں اور مدینۃ الحجاج جا رہے تھے ان کے پاس گنجائش تھی انہوں نے اسکو بھی کہا کہ آؤ ہماری گاڑی میں بیٹھ جاؤ، انہوں نے اس کو مدینۃ الحجاج اتار دیا اب وہاں پر تو ہزاروں لوگ تھے جو حج میں جانے کی تیاری کر کے آئے تھے اس زمانہ میں وہیں پر پاس پورٹ بنتا تھا، کاغذات تیار ہوتے تھے، ٹکٹ ملتی تھی اور جن کے کاغذات تیار ہو جاتے تھے ان کو وہیں سے جہاز پر بٹھا دیا جاتا تھا، اب یہ کہتا جا رہا ہے کہ میں نے حج کو جانا ہے، لوگوں نے کہا کہ تیرے پاس پاس پورٹ ہے؟ نہیں، ٹکٹ کے پیسے؟ نہیں، کوئی اور چیز؟ کہتا ہے کچھ بھی نہیں، اور جانا کہاں ہے؟ کہتا ہے اللہ کا گھر دیکھنے، لوگ بڑے حیران کہ یہ نوجوان کیسے جا سکتا ہے؟ حتی کے وہ دن آیا کہ جن لوگوں کے کاغذات تیار تھے ان کو جہاز پر بٹھایا جانے لگا اس نے دیکھا کہ ان کا سامان لے جانے کے لئے مزدور ہیں جو نیچے سے سامان اٹھا کر بحری جہاز کے اوپر لوڈ کر رہے ہیں، انہوں نے خاص قسم کی وردی پہنی ہوئی ہے، اب یہ بھی منظر دیکھ رہا تھا اس نے یہ کیا کہ ان میں سے ایک نوجوان سے بات کی کہ اپنی وردی مجھے دے دو اور تم بیٹھ کر آرام سے مزے کرو اور تمہاری جگہ یہ بھاری بھاری سامان اٹھا کر میں لے جاؤں گا اور جب آخری دفعہ وہاں سامان پہنچے گا تو اوپر سے میں

تمہاری وردی دوسرے لڑکے کے ہاتھ واپس بھجوادوں گا، اس نوجوان نے سوچا کہ چلو یہ آٹھ گھنٹے جو مجھے اتنا بھاری سامان سر پر اٹھا کر لے جانا ہے آج مزے کرو بیٹھ جاؤ، اس نے اپنی وردی اسکو دے دی اب یہ نوجوان حاجیوں کا سامان اوپر پہنچا رہا ہے آرہا ہے اور جا رہا ہے، کیوں کہ یہ مزدور کام کرنے والے تھے تو انکے کاغذات کی چیکنگ نہیں ہوتی تھی جب آخری دفعہ یہ اوپر سامان لیکر گیا وہاں جا کر اس نے اپنے کپڑے تبدیل کر لئے اور وہ وردی دوسرے لڑکے کے ہاتھ نیچے پہنچا دی، اور اوپر تو جہاز میں پورا ایک محلہ آباد ہوتا تھا ہزاروں لوگ ہوتے تھے کسی کو پتہ نہیں چلتا تھا، جو چیکنگ ہوتی تھی وہ چڑھنے سے پہلے نیچے ہی ہوتی تھی، چڑھنے کے بعد تو کوئی چیکنگ نہیں، چنانچہ وہاں کبھی یہ ادھر بیٹھ جاتا کبھی ادھر بیٹھ جاتا کبھی کسی کے ساتھ کھڑے ہو کر باتیں کرنے لگتا، لوگ سمجھتے کہ یہ اپنے کمرے میں بیٹھ بیٹھ کر تھک گیا ہے تو باہر آ گیا ہے اور بھی لوگ باہر سمند کا نظارہ کرتے رہتے تھے اس طرح اس نے سفر کرتے کرتے بالآخر درمیان کے دن گذار دئے، ایک شخص اس کا دوست بن گیا اس نے اپنے دوست کو کہا کہ جب جدہ شہر قریب آ جائے تو مجھے بتانا اس نے کہا کہ ٹھیک ہے، اللہ کی شان کہ کوئی آدھی رات کا وقت تھا جب جدہ شہر کی روشنیاں کچھ نظر آئیں تو اس وقت ''سی پورٹ'' اتنا بڑا تو نہیں تھا چھوٹا سا تھا ایک آدھ جہاز لگنے کی جگہ تھی اس نے اسکو بتا دیا کہ دیکھو وہ سامنے روشنیاں نظر آرہی ہیں یہ جدہ ہے اب یہ نوجوان سامنے اس جگہ کو دیکھ رہا ہے، پتہ نہیں اسکے دل میں کیا آیا کہ اچانک اس نے اللہ اکبر کہہ کر سمندر میں چھلانگ لگا دی اب اسکے دوست نے حیران ہو کر دیکھا کہ یہ کیا کیا؟ اب وہ دیکھتا رہا کہ یہ شاید باہر نکلے گا اوپر آئے گا تیرنے گا اسکا تو نام ونشان ہی نہیں، ایسے لگتا تھا جیسے نیچے گیا اور نیچے ہی چلا گیا اس نوجوان کو خوف بھی ہوا لیکن یہ چپ کر گیا کہ میں کیوں کسی کو بتاؤں؟ کوئی مجھے یہ کہہ دے گا کہ تو نے دھکا دیا تو الٹا میں بندھ جاؤں گا، میرے سر پہ ہی پڑ جائے گا، اس نے خاموشی اختیار کر لی مگر ذہنی طور پر اسکو بڑا

صدمہ تھا، خیر جہاز لگا اسکے بعد کاغذات دیکھے گئے باہر نکالا گیا یہ جو دوست تھا اس نے حج کیا، حج مکمل ہونے کے بعد اچانک اس نے دیکھا کہ جمرات کا وقت جب ہوا تو وہی لاہور کا گوالہ عربوں جیسا لباس چوغہ پہنے ہوئے اور عربی رومال رکھے ہوئے ہے اور وہ بھی نماز پڑھ رہا ہے، جب وہ نماز پڑھ کر جانے لگا تو یہ دوست بھاگا اور اس سے کہا تو فلاں تو نہیں ہے؟ کہنے لگا ہاں میں وہی ہوں، اس نے کہا یہاں کیسے؟ کہا کہ اگر ساری تفصیل سنی ہے تو میرے ساتھ آؤ، وہ ساتھ ہولیا اب جب باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ بالکل نئی گاڑی کھڑی ہوئی ہے اور اس میں ایک ڈرائیور بھی ہے، وہ بیٹھ گیا اور اسکو کہتا ہے کہ اندر بیٹھ جاؤ، یہ بھی بیٹھ گیا، حیرت پہلے سے زیادہ ہوگئی کہ یہ کیا بنا؟ خیر گاڑی چلی اور چلتے چلتے بالآخر شہر میں ایک کوٹھی سی بنی ہوئی تھی اسکے اندر داخل ہوئی، یہ باہر نکلا تو گوالے نے اسے کہا آؤ آؤ یہ میرا گھر ہے، آؤ تمہیں بٹھاتا ہوں، وہ اور حیران ہوا کہ یہ کیا باتیں کر رہا ہے؟ دیکھا کہ ڈرائینگ روم ہے اور بڑے صوفے لگے ہوئے ہیں، خوبصورت بنا ہوا ہے اس نے کچھ پینے کے لئے لاکر دیا، تو اس نے کہا کہ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہی ہے مجھے آپ بتاؤ کہ یہ مسئلہ ہے کیا؟ اب گوالے نے بات کھولی کہنے لگا مسئلہ یہ ہے کہ بس میرے دل میں شوق تھا کہ مجھے اللہ کا گھر دیکھنا ہے لیکن میرے پاس وسائل نہیں تھے میں اللہ کے توکل پر چل پڑا جب تم نے بتایا کہ سامنے جدہ شہر ہے تو میں نے اللہ سے دعا مانگی کہ اب چھلانگ لگانا میرا کام ہے ادھر تک پہنچانا تیرا کام ہے، اور میں نے پانی میں چھلانگ لگادی اب تیرنا میں جانتا نہیں تھا میں ڈبکیاں کھانے لگا، اب ڈبکیاں کھاتے کھاتے سمندر کی لہروں نے مجھے دھکیلنا شروع کیا اور میرے پیٹ میں بہت سا پانی بھی چلا گیا اور میں نے اپنی زندگی بچانے کی کشمکش میں اچانک جو ہاتھ مارے تو ایسا لگا جیسے اب پانی ذرا کم ہوگیا اور کنارہ قریب ہے بالآخر میں کنارے پر پہنچا اور چونکہ میرے پیٹ میں بہت پانی بھر چکا تھا میں بے ہوش ہوکر پڑا رہا، اسی حالت میں میرے منہ سے پانی بھی نکلتا رہا، پیٹ کا سارا پانی واپس

نکل آیا، کافی دیر کے بعد کچھ میرے اوسان بحال ہوئے تو مجھے محسوس ہوا کہ اب تو فجر کا وقت بھی قریب ہے اور کنارے پر بھی میں لگ گیا ہوں، میں نے کہا میں اب اٹھوں اور جاؤں، اگر صبح ہوگئی تو لوگ مجھ سے کاغذات پوچھیں گے، آگے گیا تو آگے لوہے کی گرل لگی ہوئی تھی اور دروازے پر تالا تھا تو میں تو باہر جا نہیں سکتا تھا میں نے وہ گرل کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کیا کہ کہیں سے کوئی راستہ مل جائے، چلتے چلتے ایک گھر ملا جس کا صحن اسی گرل کی طرف کھلتا تھا، میں وہاں قریب ہوا تو میں نے دیکھا کہ عجیب منظر ہے دو آدمی ہیں جو گائے کا دودھ نکالنا چاہتے ہیں مگر ان کو گائے کا دودھ نکالنے کا تجربہ بالکل نہیں تھا تو گائے ان کے قابو میں نہیں آتی تھی، اب ایک اس کی ٹانگوں کو پکڑتا، رسہ ڈالتا دوسرا گلاس لیکر نیچے بیٹھتا، ابھی تھوڑا سا دودھ نکالا ہوتا کہ گائے پھر لات ماردیتی، ادھر کی ادھر ہو جاتی، ایک کشتی ہو رہی تھی ان دو بندوں اور گائے کے درمیان، جب میں نے یہ منظر دیکھا تو میں نے وہ گرل کو حرکت دی، انہوں نے جب میری طرف دیکھا تو میں نے کہا کہ دیکھو میں گائے کا دودھ نکالنا جانتا ہوں، جب یوں ہاتھ کا اشارہ کیا تو پہلے تو وہ نہیں سمجھے پھر انہوں نے میرے قریب آکر پوچھا کہ کیا مسئلہ ہے؟ میں نے کہا کہ میں تمہیں دودھ نکال کر دیتا ہوں، وہ تو بیچارے پہلے ہی مصیبت میں تھے کہ کشتی لڑ رہے تھے، اس لئے ان میں سے ایک اندر گیا اور اس نے گھر کی خاتون کو بتایا، اب صورت حال یہ تھی کہ یہ گھر اس سی پورٹ کے بڑے انچارج کا تھا، اس کو اللہ نے ایک بیٹا دیا تھا، اور اسے ماں کا دودھ موافق نہیں تھا، اب اس زمانے میں خشک دودھ کے ڈبے تو ہوتے نہیں تھے، فیڈر نہیں ہوتے تھے، یا تو ماں دودھ پلاتی تھی یا پھر گائے وغیرہ کا دودھ ہوتا تھا، اس لئے بچے کو گائے کا دودھ پلایا جارہا تھا لیکن گائے کا دودھ نکالنا وہاں گھر کے کسی نوکر کو آتا نہیں تھا لہذا وہ گائے کا دودھ نکالنے بیٹھتے تو گائے لاتیں مارتی اور انکو دودھ نکالنے نہ دیتی، کبھی ایک گلاس نکلتا، کبھی نہ نکلتا، کبھی بچہ بھوکا رہتا اور کبھی پیٹ بھر جاتا اب جب ان دو بندوں نے جا کر اسکو کہا کہ ادھر ایک بندہ ہے

مسافر لگ رہا ہے اور وہ کہتا ہے کہ مجھے تجربہ ہے میں دودھ نکال لیتا ہوں تو ماں تو چاہتی ہے کہ میرے بیٹے کے لئے وافر مقدار میں دودھ ہو اس نے کہا کہ ہاں ٹھیک ہے، اور چابی نکال کر دی کہ دروازہ کھولو اور اس کو لے آؤ، لہذا وہ بندہ آیا اور دروازہ کھول کر مجھے لے گیا میں نے ان دونوں کو ایک طرف آرام سے بٹھا دیا اور گائے کی کمر پر ہاتھ پھیرا، اور جانور بھی پہچان لیتا ہے کہ ہاتھ پھیرنے والا بندہ تجربہ کار ہے کہ نہیں، جیسے ہی میں نے ہاتھ پھیرا گائے بڑی آرام سے کھڑی ہوگئی، دودھ دینے کے لئے تیار، مجھے چونکہ تجربہ تھا میں نے ان سے بڑا برتن منگوایا اور جب میں نے اسکا دودھ نکالا تو وہ تو دو چار کلو تھا اسکو دیکھ کر تو وہ حیران رہ گئے کہ اتنا دودھ نکل سکتا ہے؟ کیونکہ وہ تو ایک گلاس میں دودھ نکالتے تھے، اب جب وہ اتنا دودھ لیکر اندر گئے تو اس افسر کی بیوی کی تو آنکھیں کھلی رہ گئیں کہ میرے بچے کے لئے اتنا زیادہ دودھ، اب خوشی سے اسکی تو حالت بری ہوگئی اس نے کہا کہ جو بھی ہے اس بندے کو جانے نہیں دینا، مجھے انہوں نے گھر میں ایک جگہ بٹھا دیا اور ناشتہ بھی کروایا اور کہا کہ آرام کرو بس تم ادھر رہو، جب اس کا خاوند اٹھا تو اس نے خاوند کو بھی بتایا کہ دیکھو یہ تو ہمارے ساتھ خدائی مدد ہوگئی، آج میرے بچے کے لئے اللہ نے دودھ کا انتظام کر دیا اور دیکھو اس بندے کو جانے نہیں دینا، اب وہ افسر آیا اس نے مجھے کہا کہ تم نے یہاں سے جانا نہیں، میں نے کہا کہ نہیں میں نے تو اللہ کے گھر جانا ہے وہ ہر مرتبہ کہے کہ تم نے کہیں نہیں جانا اور میں ہر بار کہوں کہ میں نے اللہ کے گھر جانا ہے، وہ مجھے تسلیاں دیتا کہ اچھا تجھے بھیج دیں گے، خیر میں اسکے پاس رہنے لگ گیا کچھ دس پندرہ دن کے بعد اس عورت نے اپنے والد کو فون پر بتایا کہ میرے بچے کے لئے دودھ کا بڑا مسئلہ تھا وہ اس طرح حل ہو گیا ہمیں ایک بندہ ملا ہے وہ دودھ بہت اچھا نکال لیتا ہے، اسکے والد کی کوئی دس بارہ گائیں تھیں اور اسکو بھی دودھ نکالنے کی پریشانی تھی کہ نوکر چاکر دودھ نکالنا نہیں جانتے تھے، اس نے کہا بیٹی پھر ایسا کرو کہ اس بندے کو میرے پاس مکہ مکرمہ بھیج دو اور آپ کے بچے

کے لئے دودھ کا بندوبست میں یہاں سے کردوں گا، پھر یہ ہوا کہ یہ گوالہ وہاں سے مکہ مکرمہ پہنچ گیا اب اس بندے نے اسکو ایک دو دن اپنے پاس رکھا، کہنے لگا کہ میرے لئے دس پندرہ گائیوں کا کونسا مسئلہ تھا جب میں نے ان کے کئی برتن دودھ سے بھردئے تو وہ بندہ بڑا حیران، وہ مجھے کہے کہ تم نے یہیں رہنا ہے میں نے کہا میں نے اللہ کے گھر جانا ہے وہ مجھے سمجھائے کہ تم نے یہیں رہنا ہے میں اسے کہوں کہ نہیں مجھے اللہ کے گھر جانا ہے، بالآخر اس نے کہا کہ تجھے بھی اللہ کا گھر دکھائیں گے مگر تو نے رہنا یہی ہے، دیکھ یہ جو گھر ہے یہ میں نے نیا بنوایا تھا لیکن یہ میں تمہیں دیتا ہوں تم یہاں رہو اور گاڑی بھی تمہیں دیتا ہوں اور اب تم اپنے گھر کا پتہ بتاؤ تاکہ آخری جہاز ایک آرہا ہے، ہم تمہارے بیوی بچوں کو بھی وہاں سے بلوا لیتے ہیں تو میں نے ان کو پتہ دیا انہوں نے میرے بیوی بچوں کو بلوالیا اب میں یہاں رہتا ہوں حج بھی میں نے کیا اللہ کا گھر بھی دیکھا گاڑی بھی میرے پاس ہے جب چاہتا ہوں حرم میں آکر نماز پڑھتا ہوں اور اللہ نے مجھے یہاں ہر نعمت عطا کردی اور جو میری مراد تھی جس کو لیکر میں گھر سے نکلا تھا اللہ نے میری مراد کو بھی پورا فرمادیا تو حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ یہ واقعہ سنا کر کہتے تھے کاش لاہور کے ایک گوالے کے دل میں اللہ کا گھر دیکھنے کی جو تمنا تھی وہ تمنا ہمارے دل میں بھی آجاتی۔

## حج کس بنیاد پر ہوتا ہے؟

ہمارے اکابرین سالوں دعائیں مانگتے تھے اور ایسا بھی ہوتا تھا کہ جب آنے لگتے تھے تو گھر کے برتن بھی بیچنے پڑتے تھے، زیور بیچنے پڑتے تھے پھر جاکر کہیں خرچہ پورا ہوتا تھا اور یہاں تک پہنچتے تھے، ہم پر اللہ رب العزت کا کتنا بڑا اکرم ہوا کہ اللہ نے اپنی رحمت سے، اپنے فضل سے یہاں آسانی کے ساتھ پہنچادیا۔

یہ عاجز جو یہ کہہ رہا ہے کہ اس کا تعلق اعمال سے ہے، مال سے نہیں ہے اسلئے کہ اگر مال کے زور پر کوئی کہے کہ حج کروں گا، عمرے کروں گا تو پھر دنیا کے مالدار

لوگ سب سے زیادہ حج اور عمرہ کرنے والے ہوتے مگر ایسا نہیں ہے۔

## عبرتناک واقعہ

چنانچہ ہم نے اپنی زندگی میں ایک واقعہ دیکھا اللہ اکبر آج بھی سوچتے ہیں تو کانپتے ہیں، کہ امریکہ سے ایک پڑھا لکھا جوڑا حج کرنے کی نیت سے چلا اور جو وی آئی پی حج' کا مرض ہے، وہ وی آئی پی حج ان کے ذہن میں بھی تھا کہ وی آئی پی حج کرنا ہے، انکو اپنے پیسے پر بڑا ناز تھا، چنانچہ چلے اور آ بھی گئے اسی گروپ میں تھے جس گروپ میں ہمیں حج کرنا تھا، ہم نے دیکھا کہ ان کی طبیعتیں ایسی تھیں کہ ہر چیز پر اعتراض کرتے تھے، یہ چیز اچھی نہیں، وہ اچھی نہیں، دونوں میاں بیوی جو چیز دیکھتے اس پر تنقید کرنے بیٹھ جاتے، لگتا ایسا تھا کہ جیسے معاذ اللہ کوئی اللہ پر احسان چڑھانے آگئے ہوں، اب ہوا ایسا کہ جیسے ہی ذی الحجہ کے ایام شروع ہوئے پانچ چھ ذی الحجہ کا واقعہ ہوگا کہ اس کے خاوند کی طبیعت ذرا خراب ہوگئی، ہسپتال پہنچا دیا گیا انہوں نے بتایا کہ اس کو ہارٹ اٹیک ہے، دل کا دورہ پڑا ہے انہوں نے اسکو آئی سی یو میں رکھا حتی کے وہ دن آگیا جب عرفات جانا تھا تو یہاں کا ایک دستور ہے کہ جو لوگ حج کی نیت سے آئے ہوئے ہوں ہسپتال والے ان کو اپنی ذمہ داری پر ایمبولینس کے اندر لے جاتے ہیں اور وقوف عرفہ کروا کر پھر واپس لاتے ہیں اور ان کے ساتھ ڈاکٹر اور ساری میڈیکل ٹریٹ مینٹ ہوتی ہے یوں سمجھیں کہ ایک چھوٹا سا ہاسپٹل ان کے ساتھ ہوتا ہے تا کہ ان کا حج ہو جائے تو انہوں نے اسکو کہا کہ یہ فارم بھر دو تا کہ ہم آپ کے حج کا انتظام کر دیں خاوند صاحب کہنے لگے کہ نہیں مجھے یہ فارم نہیں بھرنا، کیوں نہیں بھرنا؟ تو اس نے کہا کہ میں چلا تھا وہاں سے حج کرنے، خدا کا گھر دیکھنے پھر اللہ نے مجھے ہارٹ اٹیک کیوں دیا؟ سوچ دیکھئے کہ میں تو اسکا گھر دیکھنے آیا تھا اس نے کیوں مجھے دل کا دورہ دیا، لہذا مجھے اب عرفات نہیں جانا، ڈاکٹر منتیں کر رہے ہیں کہ دستخط کر دو تا کہ ہم آپ کو وقوف عرفات

کروائیں، اس نے کہا نہیں، جب اس نے انکار کر دیا تو ڈاکٹروں نے اسکی بیوی سے کہا کہ آپ تو خیمہ میں ہیں جو معلم ہیں اسکی عمارت میں ہیں ایئر کنڈیشن کمرے میں ہیں آپ دستخط کر دیں تا کہ ہم آپ کو وقوف عرفات کروا کر واپس لائیں، بیوی نے بھی کہا نہیں مجھے بھی عرفات نہیں جانا، چنانچہ تمام لوگ وقوف عرفات کر کے آ گئے، لیکن نہ اس بیوی نے وقوف عرفہ کیا اور نہ اس کے خاوند نے کیا اور حج کئے بغیر بالآخر یہاں سے واپس چلے گئے

حسرت ہے اس مسافر مضطر کے حال پر
جو تھک کے رہ گیا ہو منزل کے سامنے

منزل بھی سامنے ہے اور توفیق چھن گئی، یہ منظر ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، جو مال کے ناز پر آتے ہیں اللہ قریب لا کر ان کو محروم لوٹا دیتے ہیں، اس لئے اس چیز کا تعلق اعمال کے ساتھ ہے طلب کے ساتھ ہے جتنی طلب ہو گی اتنا اللہ راستے کھولیں گے ایک دفعہ نہیں بار بار راستے کھولیں گے، آپ اچھی طرح عمرہ کریں اچھی طرح سے یہاں وقت گذاریں، اللہ آپ کے لئے بار بار راستے کھول دیں گے۔

## بار بار حج عمرہ کیسے نصیب ہو؟

اکثر لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ بار بار حج عمرہ کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ ایک چھوٹی سی مثال سنئے کہ اسکول کے ہیڈ ماسٹر کو اگر کرکٹ کی ٹیم کے کھلاڑیوں کے نام لکھنے ہوں تو جو اچھا کھیلنے والا ہو گا اسکے لئے اسکو کسی سے مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، اسکا نام وہ پہلے ہی لکھ لیتا ہے، مشورے کی بات وہاں آتی ہے جہاں اتنا اچھا کھلاڑی نہیں ہوتا کہ اس کو رکھیں یا نہ رکھیں، جو اچھا کھیلنے والا ہو، اسکور بنانے والا ہو، بالنگ کرنے والا ہوتا ہے وہ پہلے ہی اسکا نام لکھ لیتا ہے کہ انہوں نے تو آنا ہی ہے بالکل یہی مثال ہے کہ جو حرم میں آ کر اپنی نگاہ کی حفاظت کرتا ہے، اللہ کی یاد کے ساتھ وقت گذارتا ہے، آداب حرم کا خیال رکھتا ہے، یکسوئی کے ساتھ عبادت

کرتا ہے، اپنے اللہ کے سامنے سر نیاز جھکا دیتا ہے پھر اللہ تعالی آئندہ سال کے حجوں اور عمروں میں اسکا نام پہلے ہی لکھوا دیتے ہیں، تو ہم یہاں طلب کے ساتھ اپنا وقت گذاریں۔

## پلکوں کے بل اللہ کے گھر کی حاضری

آنے والے یہاں کس کس طلب کے ساتھ آئے، واقعات پڑھتے ہیں تو حیران ہو جاتے ہیں، چنانچہ کہتے ہیں کہ ابراھیم بن ادھمؒ نے بلخ سے عمرہ کے لئے حاضر ہونے کا ارادہ کیا چنانچہ جب وہ سفر پر نکلے تو عجیب بات کہ ایک قدم اٹھاتے اور مصلی بچھا کر دو رکعت نفل پڑھتے، پھر اگلے قدم پر مصلی بچھاتے پھر دو رکعت نفل پڑھتے ہر ہر قدم پر دو دو رکعت نفل پڑھتے پڑھتے ڈھائی سال کے عرصے میں وہ یہاں پہنچے، طواف کے بعد مقام ابراھیم پر آکر دو رکعت نفل پڑھے اور دعا مانگی کہ اللہ لوگ پاؤں سے چل کر تیرے گھر کی طرف آتے ہیں میں تو پلکوں کے بل چل کر تیرے گھر کی طرف آیا ہوں، اللہ اکبر

ان کے دلوں میں اللہ کی کیسی محبت ہو گی جو پلکوں کے بل چل کر اللہ کے گھر پہنچے، جس نے ہر قدم پر سجدے کئے ہوں وہ تو پلکوں کے کے بل ہی چل کر یہاں پہنچا۔

## رابعہ بصریہ کا عارفانہ جواب

کہتے ہیں کہ یہ اپنے عمرے سے فارغ ہوئے انہوں نے کیا دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت ہے وہ حرم میں آئی تو اسکے اوپر تجلیات ذاتیہ کا ورود اور نور کی بارش ایسی ہو رہی ہے جیسی تجلیات بیت اللہ پر تھیں بعینہ ویسی ہی تجلیات اسکے دل پر وارد ہو رہی تھیں، پوچھا کون ہے؟ بتایا گیا کہ رابعہ بصریہ ہیں، تو ابراھیم بن ادھمؒ حیران ہوئے اور جا کر کہنے لگے کہ میں تو ہر ہر قدم پر دو دو رکعت پڑھ کر یہاں پہنچا اور مجھے بھی یہ مقام نہ ملا کہ یہ تجلیات میرے اوپر آتیں جو تجھ پر اتریں، آخر تو کونسا عمل

کر کے آئی؟ تو رابعہ نے دو حرفوں میں بات سمیٹ دی، فرمایا ابراھیم تو یہاں سر نیاز لے کر کرآیا ہے، میں یہاں دل نیاز لے کرآئی ہوں، تو جھکنے والا سر لے کر آیا ہے میں یہاں جھکنے والا دل لے کرآئی ہوں،

اس بارگاہ میں جو جتنی عاجزی کے ساتھ آتا ہے اسکا اتنا ہی استقبال ہوتا ہے، بندے کو بندگی ہی سجتی ہے، اللہ کے سامنے جتنا جھکا جا سکے جھکیں، تو دیکھو آنے والوں نے تو یہاں تک اس طرح سفر کیئے۔

## ایک اپاہج کا عاشقانہ حج

مالک بن دینارؒ کا واقعہ تو آپ سن ہی چکے ہیں فرماتے ہیں کہ گرمی کا موسم، دوپہر کا وقت تھا، چلچلاتی دھوپ اتنی سخت گرمی تھی کہ پرندے بھی درختوں کے پتوں میں چھپ کر بیٹھ گئے تھے اور چوپائے بھی بیٹھ گئے انسان بھی سائے میں بیٹھ گئے باہر کسی چیز کا نام ونشان نظر نہیں آتا تھا، اسی حالت میں کسی ضروری کام کی وجہ سے مجھے باہر نکلنا پڑا، لیکن سورج جیسے آگ برسا رہا ہو، میں گلی میں سے گذر رہا تھا کہ میں نے ایک نوجوان کو دیکھا جو دونوں ٹانگوں سے معذور ہے اور گھسٹتا آگے آرہا ہے میں نے قریب سے اسکو دیکھا تو پسینہ میں اسکے کپڑے گیلے ہو چکے تھے اور سورج کی دھوپ کی شدت کی وجہ سے اسکا چہرہ سرخ ہو چکا تھا جیسے دھوپ نے اسکی کھال کو جلا کر رکھ دیا ہو اور وہ آگے آگے بڑھ رہا ہے میں نے اس سے پوچھا کہ نوجوان تو کہاں جارہا ہے؟ اس نے کہا میں حج کیلئے جارہا ہوں، میں نے کہا کہ یہ میرا گھر ہے تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر جا جب دوپہر کی دھوپ ختم ہو جائے گی تو پھر آگے چلے جانا، اس نے کہا کہ مالک بن دینار! تو تو پاؤں کے ذریعہ چلتا ہے سفر طے ہو جاتا ہے میں تو ایک ایک انچ گھسٹ کر آگے بڑھتا ہوں، مجھے وقت زیادہ لگتا ہے مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ اگر میں نے راستے میں رکنا شروع کیا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ادھر ایام حج شروع ہو جائیں اور میرا سفر ہی ختم نہ ہو، اس ڈر کی

وجہ سے میں رکتا نہیں، تو میں نے اس کو مشورہ دیا کہ نوجوان میں تیرے لئے کسی سواری کا انتظام کر دیتا ہوں سواری پر سوار ہو کر جلدی چلے جانا، جیسے ہی میں نے یہ کہا اس نوجوان نے غضب ناک نگاہوں سے میری طرف دیکھا اور کہنے لگا مالک بن دینار میں تجھے بڑا عقلمند سمجھتا تھا تم نے یہ کیا بات کی، یہ بتاؤ کہ اگر کوئی غلام اپنے آقا کو ناراض کر بیٹھے اور پھر وہ ارادہ کرے کہ میں اپنے مالک کو جا کر مناؤں تو بتاؤ اس غلام کو سواری پر جانا اچھا لگتا ہے یا اسکو گھسٹ گھسٹ کر مالک کے در پر پہنچنا اچھا لگتا ہے؟ میں اس نوجوان کی بات سے حیران ہو گیا، وہ نوجوان چلا گیا، فرماتے ہیں کہ اللہ کی شان دیکھیں اسی سال اللہ نے میرے لئے بھی حج کا سفر آسان کر دیا میں بھی حج میں شریک ہوا جب میں نے پہلے دن رمی جمار کی (جب عرفات سے واپس لوٹتے ہیں تو اس وقت کا بڑا عمل شیطان کو کنکریاں مارنا پھر اسکے بعد قربانی کرنا اور حلق کروا کر احرام اتارنا ہے) کہنے لگے جب میں کنکریاں مار کر فارغ ہوا تو میں نے دیکھا کہ لوگوں کا ہجوم ہے، میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ بات یہ ہے کہ ایک نوجوان ہے جو دعائیں مانگ رہا ہے اور سب لوگ اس کی دعا کو سن رہے ہیں میں نے کہا کہ ذرا مجھے راستہ دو، انہوں نے راستہ دیا، میں نے دیکھا کہ وہی اپاہج نوجوان ہے احرام باندھا ہوا ہے اور اللہ کے سامنے دعائیں کر رہا ہے اور دعا میں یہ کہہ رہا ہے کہ اللہ تیری دی ہوئی توفیق سے میں نے تیرے گھر کا دیدار کیا، میں نے عرفات میں بھی وقوف کیا، مزدلفہ میں بھی وقوف کیا، اے اللہ! اب میں نے شیطان کو کنکریاں مار کر اس سے اپنی نفرت کا اظہار بھی کر دیا، اب قربانی کا وقت ہے یہ جو لوگ کھڑے ہیں یہ سب صاحب استعداد لوگ ہیں یہ جائیں گے اور جا کر جانوروں کو قربان کریں گے اور مولی تو جانتا ہے کہ میں فقیر انسان ہوں احرام کے کپڑوں کے سوا میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے اے میرے مولی! میں اس وقت اپنی جان آپ کے نام پر قربان کرنا چاہتا ہوں اے اللہ! مجھ سے میرا یہ نذرانہ قبول کر لیجئے!

اس نوجوان نے یہ کہہ کر کلمہ پڑھا اور اپنی جان اپنے رب کے حوالے کردی ،آنے والے ان محبتوں کے ساتھ ان جگہوں پر آئے ،آپ سوچیں کیا ہمارے دلوں میں وہ کیفیتیں ہیں؟ وہ محبتیں ہیں؟ ہم تو وقت کی قدر نہیں کر پا رہے ہیں جیسی کہ کرنی چاہئے تھی۔

## زندگی کا انمول وقت

یہ ذہن میں رکھیں کہ ہم اس وقت اپنی زندگی کا انمول وقت گذار رہے ہیں معلوم نہیں یہ وقت پھر کس کو ملے اور کس کو نہ ملے، اس وقت کی قدر کرنی چاہئے ایک ایک لمحے کی قدر کریں، ایسا قیمتی وقت ہے کہ ایک لمحے کی دعا قبول ہو جائے تو انسان کو ولی بنانے کے لئے کافی ہو سکتی ہے، ہم ایسی جگہ پر حاضر ہیں، ہمیں اپنے رب سے مانگنا چاہئے عبادت کو شوق ذوق کے ساتھ نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ کرنا چاہئے اسلئے کہ ہم اپنے محبوب حقیقی کے گھر کی طرف آئیں ہیں، اب دیکھنے میں تو یہ گھر ہے اور گھر ہی کا طواف کرتے ہیں لیکن حقیقت میں تو گھر والے کی محبت کھینچ لائی ہے۔

مجنوں نے کہا تھا:

اطوف علی جدار دیار لیلی

میں لیلی کی گلیوں کا طواف کرتا ہوں

اقبِّل ذا الجدار وذا الجدارا

کبھی اس دیوار کو بوسے دیتا ہوں کبھی اس دیوار کو بوسے دیتا ہوں

وماحب الدیار شغفن قلبی

اوراس گھر کی محبت نے میرے دل کو نہیں کھینچا

ولکن حب من سکن الدیارا

جو اس گھر میں رہنے والا ہے اسکی محبت نے میرے دل کو بے خود کر دیا ہے،

تو ہم جو یہاں آئے تو یہ پتھر کے گھر نے تو نہیں کھینچا اسلئے فرمایا ﴿فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ﴾ اس گھر کے رب کی عبادت کرو اس رب کی عبادت کے لئے یہاں پہنچے ہیں، ہمارا مقصود تو وہ ہے۔

## تجلیات الٰہی کا طواف

حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ طواف کر رہا تھا ایک نو جوان لڑکی کو دیکھا جو طواف کر رہی تھی مگر اشعار اونچی آواز سے پڑھ رہی تھی اور وہ اشعار ایسے عاشقانہ تھے کہ جیسے کوئی محب اپنے محبوب کی جدائی میں ترس گیا ہو، تڑپ گیا ہو اور اب ملے بغیر اسکو چارہ نہ ہو، وہ چونکہ جوان العمر لڑکی تھی ایسے الفاظ اسکی زبان سے سن کر مجھے محسوس ہوا کہ اسکو اونچے آواز سے تو نہیں پڑھنا چاہئے، تو میں نے اس لڑکی کو ٹوکا کہ تو جوان العمر لڑکی ہے اور ایسے عاشقانہ اشعار، اس طرح اونچی آواز سے پڑھنا تمہارے لئے زیب نہیں دیتا، تو جب میں نے اس سے یہ بات کہی تو اس نے مجھ سے ایک سوال کیا کہ حسن بصری یہ بتاؤ کہ اس گھر کا طواف کر رہے ہو یا گھر والے کی تجلیات کا طواف کر رہے ہو، میں نے اسے کہہ دیا کہ میں تو اس گھر کا طواف کر رہا ہوں، جب میں نے یہ کہا تو وہ مسکرائی اور کہنے لگی اے حسن! جن کے دل پتھر ہوتے ہیں وہ پتھر کے گھر کا طواف کرتے ہیں اور جن کے دل زندہ ہوتے ہیں وہ اس گھر کی تجلیات والے کا طواف کرتے ہیں۔

یہاں آنے والے کن محبتوں کے ساتھ آئے اور انہوں نے کیسے وقت گذارا، یہ وہی بیت اللہ ہے، وہی تجلیات ہیں، وہی پروردگار ہے، ہمیں اللہ نے زندگی میں موقع دے دیا اس موقع کو غنیمت سمجھ کر تہجد میں ہم اللہ سے مانگیں، نمازوں کے بعد مانگیں، تلاوت کے بعد مانگیں۔

## مرشد عالمؒ کا طرز تلاوت

ہمارے حضرت مرشد عالمؒ فرماتے تھے کہ میں نے زندگی کے ایک حج میں ایسا

کیا کہ بیت اللہ کے سامنے بیٹھ کر قرآن کی تلاوت کرتا تھا ہر آیت کو پڑھ کر وہ آیت جیسی ہوتی اگر بشارت والی ہوتی تو اللہ سے جنت مانگتا اور اگر ڈرانے والی ہوتی تو جہنم سے پناہ مانگتا، ہر ہر آیت پڑھ کر دعا مانگتے مانگتے بالآخر میں نے الحمد سے والناس تک قرآن مکمل کیا، ہمارے بزرگوں نے حرم میں اس طرح وقت گذارا ہم بھی کچھ کوشش کر لیں، پورا قرآن نہ پڑھیں تو قرآن پاک کی کوئی ایک سورت ہی اس کیفیت کے ساتھ پڑھ لیں اللہ رب العزت ہمیں صحیح کیفیات کے ساتھ، محبت کے ساتھ، شوق کے ساتھ بیت اللہ شریف میں اپنا وقت گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین،

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

# مناجات

| شکر ہے تیرا خدایا، میں تو اس قابل نہ تھا | | تو نے اپنے گھر بلایا، میں تو اس قابل نہ تھا |
| --- | --- | --- |
| اپنا دیوانہ بنایا، میں تو اس قابل نہ تھا | | گرد کعبہ کے پھرایا، میں تو اس قابل نہ تھا |
| مدتوں کی پیاس کو سیراب تو نے کر دیا | | جام زمزم کا پلایا، میں تو اس قابل نہ تھا |
| ڈال دی ٹھنڈک مرے سینے میں تو نے ساقیا | | اپنے سینے سے لگایا، میں تو اس قابل نہ تھا |
| بھا گیا میری زبان کو ذکر الا اللہ کا | | یہ سبق کس نے پڑھایا میں تو اس قابل نہ تھا |
| خاص اپنے در کا رکھا تو نے اے مولی مجھے | | یوں نہیں در در پھرایا، میں تو اس قابل نہ تھا |
| میری کوتاہی کہ تیری یاد سے غافل رہا | | پر نہیں تو نے بھلایا، میں تو اس قابل نہ تھا |
| میں کہ تھا بے راہ، تو نے دستگیری آپ کی | | تو ہی مجھ کو رہ پہ لایا، میں تو اس قابل نہ تھا |
| عہد جو روز ازل تجھ سے کیا تھا یاد ہے | | عہد وہ کس نے نبھایا، میں تو اس قابل نہ تھا |
| تیری رحمت، تیری شفقت سے ہوا مجھ کو نصیب | | گنبد خضراء کا سایہ میں تو اس قابل نہ تھا |
| میں نے جو دیکھا سو دیکھا جلوہ گاہ قدس میں | | میں نے جو پایا سو پایا، میں تو اس قابل نہ تھا |
| بارگاہ سید الکونین میں آکر نفیسؔ | | سوچتا ہوں کیسے آیا میں تو اس قابل نہ تھا |

﴿اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَكَّةَ﴾

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

# فہرست عناوین

اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ

# اقتبــــاس

مؤمن کا عشق اظہار چاہتا تھا اب اس کا اظہار کیسے کرے؟ اللہ تو وہ ذات ہے کہ جس کا کسی ایک سمت کی طرف بھی تعین نہیں کر سکتے ﴿اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ﴾ جس طرف رخ کرو ادھر ہی اللہ ہے تو پھر ہم کیا کریں؟ اگر کوئی سمت متعین نہ کی جاتی اور پھر اوپر سے عبادت کا حکم بھی دیا جاتا تو شاید انسان پاگل ہو جاتا کہ میں کدھر رخ کروں کوئی مشرق کی طرف منہ کر کے دعا کرتا، کوئی مغرب کی طرف، کوئی شمال کی طرف، کوئی جنوب کی طرف نہ اجتماعیت ہوتی نہ سب کسی ایک بات پر اکٹھے ہوتے اللہ نے انسانوں پر ایک احسان فرما دیا کہ ایک جگہ کو متعین کر دیا اور فرمایا کہ یہ میرا گھر ہے۔

﴿از افادات﴾

حضرت مولانا پیر

## حافظ ذوالفقار احمد صاحب

نقشبندی مجددی زید مجدہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمدلله و كفى وسلام على عباده الذين الصطفى، امابعد!

اعوذبالله من الشيطان الرجيم

﴿اِنَّ اَوَّلَ بَيۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىۡ بِبَكَّةَ﴾

سبحان ربك رب العزت عمايصفون وسلام على المرسلين

والحمدلله رب العلمين

اللهم صلى على سيدنامحمدوعلى آل سيدنامحمدوبارك وسلم

اللهم صلى على سيدنامحمدوعلى آل سيدنامحمدوبارك وسلم

اللهم صلى على سيدنامحمدوعلى آل سيدنامحمدوبارك وسلم

## محبت کا تقاضا

کعبہ کا ایک نام بیت اللہ یعنی اللہ کا گھر ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی تجلیات ذاتیہ کا یہاں پر ورود ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس جگہ کو اپنے لئے پسند فرمایا اور اپنی تجلیات یہاں پر نازل فرما کر اسکو بیتی کا تاج پہنایا، مالک الملک کا یہ کہہ دینا کہ بیتی میرا گھر، اس سے بڑا شرف اور کوئی نہیں ہوسکتا، عام طور پر دستور ہے کہ جب کسی سے محبت ہوتی ہے تو سب سے پہلی تمنا تو یہ ہوتی ہے کہ انسان اپنے محبوب کو دیکھے، اس سے بات کرے، محبت اس سے بات کرنے کا تقاضہ کرتی ہے اسی لئے کہنے والے نے کہا۔

کبھی اے حقیقتِ منتظَر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبین نیاز میں

تو بندے کا جی دیکھنے کو چاہتا ہے، اسی لئے سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے محبت میں ڈوب کر یہ فرمادیا ﴿رَبِّ اَرِنِىۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَيۡكَ﴾ اے اللہ میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں فرمایا ﴿لَنۡ تَرٰٮنِىۡ﴾ آپ مجھے نہیں دیکھ سکتے یہ دنیا اتنی چھوٹی ہے

کہ اس کی متحمل ہی نہیں ہوسکتی کہ میری تجلیات پڑیں اور یہ اسکو سنبھال سکے چنانچہ اللہ رب العزت نے ستر ہزار پردوں میں سے تجلی فرمائی اور کوہ طور ریزہ ریزہ ہو گیا اس سے اندازہ لگائیے کہ اللہ رب العزت کی تجلیات کا نور کیسا ہوگا وہ تجلیات کا نور اللہ رب العزت نے بیت اللہ پر عطا فرمایا اور اسکو اپنا گھر بنایا۔ کہ یہ میرا گھر ہے۔

چنانچہ جب انسان اپنے محبوب کو دیکھ نہیں سکتا تو پھر دوسری بات یہ ہوتی ہے کہ اس کے آثار کو دیکھتا ہے اسکی نشانیوں کو اور متعلقہ چیزوں کو دیکھ کر اس سے قرار پکڑتا ہے، آپ نے دیکھا ہوگا کہ ماں کا جوان بچہ فوت ہو جائے تو وہ اسکے کمرے آکر سکون پاتی ہے اسکی چیزوں کو دیکھ کر اسے یاد کرتی ہے کہ یہ میرے بیٹے کی فلاں چیز ہے یہ میرے بیٹے کی فلاں چیز ہے، یہ چیزیں اسے سکون دیتی ہیں بیٹے کی یاد دلاتی ہیں۔

## جو چھپائے نہ چھپے

بالکل اسی طرح ہم اللہ تعالی کو تو دیکھ نہیں سکتے اب ہم اپنی محبت کا اظہار کیسے کریں چونکہ دنیا میں دو چیزیں ایسی ہیں جو اظہار کے بغیر رہ نہیں سکتیں

ایک عشق اور دوسرا مشک۔

مشک بھی اظہار چاہتا ہے جہاں ہوگا اپنے آپ کو ظاہر کرے گا، خوشبو پھیلے گی بتادے گی کہ کسی کے پاس مشک موجود ہے اور عشق بھی اسی طرح اظہار چاہتا ہے، جب بھی کسی کے دل میں ہوگا وہ چھپا نہیں رہ سکتا ہمیشہ ظاہر ہوتا ہے تو مؤمن کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت تھی تو مؤمن کا عشق اظہار چاہتا تھا اب اس کا اظہار کیسے کرے؟ اللہ تو وہ ذات ہے کہ جس کا کسی ایک سمت کی طرف بھی تعین نہیں کر سکتے ﴿اَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰهِ﴾ جس طرف رخ کرو ادھر ہی اللہ ہے تو پھر ہم کیا کریں؟ اگر کوئی سمت متعین نہ کی جاتی اور پھر اوپر سے عبادت کا حکم بھی دیا جاتا تو شاید انسان پاگل ہو جاتا کہ میں کدھر رخ کروں کوئی مشرق کی طرف

منہ کرکے دعا کرتا، کوئی مغرب کی طرف، کوئی شمال کی طرف، کوئی جنوب کی طرف نہ اجتماعیت ہوتی نہ سب کسی ایک بات پر اکٹھے ہوتے اللہ نے انسانوں پر ایک احسان فرمادیا کہ ایک جگہ کو متعین کردیا اور فرمایا کہ یہ میرا گھر ہے چنانچہ جس کو ہم بیت اللہ کہتے ہیں اس پر اللہ کی تجلیات ظاہر ہوتی ہیں، یہ اللہ کا گھر ہے اب دنیا کے تمام مسلمانوں کے لئے ایک سمت متعین ہوگئی جو جہاں کہیں بھی ہے وہیں سے اس کعبہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھ لے، ہر جگہ لوگ اسی کعبہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، آپ ذرا غور کریں دنیا میں جو بھی مسجد آپ دیکھیں گے اسمیں ایک محراب بنا ہوگا، وہ کیوں؟ وہ قبلہ نما ہوتا ہے ادھر سے قبلہ کا رخ متعین ہوتا ہے، ادھر امام کھڑا ہوتا ہے اور یہاں اس مسجد حرام میں آئیں تو آپ کو کہیں محراب نظر نہیں آئے گا اس لئے کہ یہ خود کعبہ ہے جس سمت میں آپ کھڑے ہیں ادھر سے آپ اسکی طرف رخ کریں تو آپ کعبہ کی طرف رخ کرکے کھڑے ہیں۔

## لفظ کعبہ

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسکو کعبہ کیوں کہا جاتا ہے؟ کعبہ کا لفظ مکعب سے نکلا ہے مکعب کہتے ہیں چھ پہلو کی چیز کو، اب اگر آپ بیت اللہ کو دیکھیں تو چار اس کی جانبیں ہوگئیں ایک اوپر کی چھت اور ایک نیچے کی زمین والی جانب، تو چھ پہلو ہوگئے تو چونکہ مکعب کی شکل کی یہ عمارت ہے اس وجہ سے اسکو کعبہ کہہ دیا گیا لہذا یہ کعبہ کے نام سے مشہور ہے، اس کو بیت اللہ بھی کہتے ہیں، بڑے پیارے پیارے نام ہیں، اسکو بیت العتیق بھی کہتے ہیں، یہ اللہ رب العزت کے شعائر میں سے ہے، اللہ تعالی نے اس جگہ کو اپنے گھر کے لئے پسند فرمایا۔

## ایک نکتہ کی بات

اب یہاں ایک نکتہ کی بات سمجھیں کہ اللہ تعالی چاہتے تو کوئی سرسبز مکان پسند

فرما لیتے مثلاً کشمیر کو پسند فرماتے، اس میں بھی جب ہم وادیٔ فاران اور وادیٔ ناران کا سفر کرتے ہیں تو اسکی خوبصورتی کو دیکھ کر حیران ہو جاتے ہیں، وادیٔ نیلم کو دیکھتے ہیں تو اسکی خوبصورتی کو دیکھ کر حیران ہوتے ہیں، شام کے علاقوں کو اگر آپ دیکھیں تو وہاں کے باغات کی خوبصورتی کو دیکھ کر حیران ہوتے ہیں، دریائے نیل کے اطراف میں سفر کریں تو ایسے خوبصورت مناظر نظر آتے ہیں کہ انسان حیران ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ ان سرسبز مقامات کو بھی پسند فرما سکتے تھے، مگر نہیں اللہ رب العزت نے اس جگہ کو پسند کیا جس کو ہم حجاز کہتے ہیں، عرب کا یہ ٹکڑا تین طرف سے دیکھیں تو پانی سے گھرا ہوا ہے کبھی آپ دنیا کا نقشہ سامنے رکھ کر غور کریں تو یہ حجاز مقدس تین طرف پانی سے گھرا ہوا ہے اور باقی دنیا سے کٹا ہوا ہے، صرف اوپر ایک طرف بلاد شام کی طرف سے باقی زمین کے ساتھ جڑا ہوا ہے، جیسے انسان کا دل ہوتا ہے تین طرف سے لٹک رہا ہوتا ہے صرف اوپر ایک طرف سے پورے جسم کے ساتھ جڑا ہوا ہوتا ہے چونکہ اسے دھڑکنا ہوتا ہے اور اسکے دھڑکنے پر انسان کی زندگی کا دارومدار ہوتا ہے یوں لگتا ہے کہ اللہ رب العزت نے زمین کے اس ٹکڑے کو دنیا کا جغرافیائی قلب بنا دیا، تین طرف سے اسکو پانی سے کاٹ کر اوپر سے جوڑ دیا، جب تک یہ دھڑکتا رہے گا، یہ دنیا قائم رہے گی اور واقعی حدیث پاک میں بھی آتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی آخری نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ ایک کالے رنگ کا حبشی ہوگا جو تیر پھینکے گا آج کے دور میں (میزائل مارے گا) اور بیت اللہ کو گرائے گا اور بیت اللہ کا گرنا اس دنیا کی آخری بڑی نشانی ہوگی پھر اللہ تعالیٰ اس پوری دنیا کی بساط کو سمیٹ کر رکھ دے گا تو اس کا مطلب ہے جب تک بیت اللہ ہے اس وقت تک یہ دنیا قائم ہے اسی لئے اس کو ﴿قِيَاماً لِلنَّاسِ﴾ فرمایا گیا انسانوں کے قیام کا سبب، یہ اللہ کا گھر ہمارے روحانی قیام کا سبب ہے، چنانچہ یہ جغرافیائی دل ہے اللہ تعالیٰ نے اس دل کو پسند فرمایا۔

# دربار شاہی کا تقاضا

یہاں ایک نکتہ اور بھی عرض کردیں کہ حجاز کا لفظی مطلب ہوتا ہے پُشتہ جیسے مٹی ہٹاتے ہیں اور کسی ایک جگہ اکٹھی کرتے ہیں تو اسکی مٹی کو پیچھے کر کے لگا دیتے ہیں تو اسکو پُشتہ کہتے ہیں پشتہ لگا دیا یہ بھی پُشتہ ہے، وہ کیسے؟ کہ اگر آپ سمندر کی طرف سفر کریں تو آپ کو جدہ ایک شہر نظر آئے گا اور جدہ کے بعد پہاڑوں کا ایک پورا سلسلہ ہے جو سمندر کے کنارے کچھ فاصلے پر ہٹ کر دیوار سی بنی ہوئی ہے یہ دیوار سی کیوں بنی؟ اسکی اونچائی صرف تین سو میٹر ہے سطح سمندر سے زیادہ اونچی بھی نہیں ہے، لیکن اتنی اونچی ہے کہ یہ مون سون کی ہواؤں کو روکتی ہے اسی لئے اگر یہ درمیان میں پہاڑی سلسلہ نہ ہوتا تو آج مکہ مکرمہ بھی باغ کی مانند سرسبز وشاداب ہوتا، اس لئے کہ سمندر کی ہوائیں آتیں جو پانی کے ساتھ بھری ہوئی ہوتی ہیں یہاں بارشیں برستیں، یہاں کا مقام بہت پرفضا ہوتا اور یہاں پر سرسبز وشادابی ہوتی مگر اس پشتہ اور دیوار نے ان ہواؤں کا راستہ بند کردیا اب یہاں پر نہ ٹھنڈی ہوا پہنچتی ہے نہ پانی ہے، پہاڑوں کی وجہ سے پانی ہے ہی نہیں اسی لئے قرآن مجید نے اس علاقہ کو کہا ﴿بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ﴾ کہ یہ ایسی وادی ہے جس میں سبزے کا نشان ہی نہیں، چنانچہ آپ اردگرد دیکھیں آپ کو پہاڑ نظر آئیں گے ان پہاڑوں پر کوئی درخت نہیں ہے، چھوٹی موٹی کچھ جڑی بوٹیاں نظر آئیں گی وہ بھی جانوروں کے چرنے کے لئے، اسکے سوا کچھ نہیں ہے، پانی ہی نہیں ہے خشک پہاڑ ہیں اب جب خشک پہاڑ ہوں اور اوپر سے سورج کی گرمی بھی ہو تو وہ جگہ بہت زیادہ گرم ہو جاتی ہے چنانچہ مکہ مکرمہ کی گرمی مشہور ہے اور اگر پانی بھی نہ ملے تو؟ یہ جگہ زندہ رہنے کے قابل نہیں تھی اسی لئے تاریخ یہ بتاتی ہے کہ یہاں کوئی نہیں رہتا تھا تو پھر یہاں کیا تھا؟

اصل میں یہ ایک چوراہا تھا لوگ سفر کرتے تھے ایک طرف ریاستوں سے چل

کروہ یمن کی طرف جاتے تھےاور دوسری طرف وہ ہندوستان سے ایشیائے کوچک کی طرف جاتے تھےتو یہ دوراستے یوں بنتے تھےاور دوراستے جہاں ایک دوسرے کوعبور کریں اس جگہ کوچوراہا کہتے ہیں،تو پرانے زمانے کے تجارتی سفروں کا یہ چوراہا تھا، سردیوں کا سفر ایک تھااور گرمیوں کا سفر دوسرا تھا قرآن مجید نے کہا ﴿رِحۡلَةَ الشِّتَاۤءِ وَالصَّيۡفِ﴾ سردی اور گرمی کے الگ الگ سفر ہوتے تھے ،چوراہے کی وجہ سے بسااوقات لوگ ٹھہر جاتے تھے مگر پانی نہیں تھا اسلئے کوئی یہاں آباد نہیں ہوتا تھا بس آنا جانا رکھتے تھے، وقتی پڑاؤ کیا اور چلے گئے، کوئی بستا نہیں تھا،

اللہ رب العزت نے سب سے پہلے فرشتوں کے ذریعہ یہاں پر بیت اللہ کو بنوایا، پھر آدم علیہ السلام نے اسی بنیاد پر عمارت کھڑی کی اور یہ سلسلہ چلتا رہا بالآخر ابراھیم علیہ السلام تشریف لائے تو اللہ تعالی نے اسی پرانی بنیادوں پر پھر گھر بنوایا، اس کا تذکرہ قرآن عظیم نے کیا ہے، اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں ﴿وَاِذۡ يَرۡفَعُ اِبۡرٰهٖمُ الۡقَوَاعِدَ مِنَ الۡبَيۡتِ وَاِسۡمٰعِيۡلُ﴾ یاد کرو اس وقت کو جب ابراھیم اور انکے بیٹے اسماعیل میرے گھر کی بنیادوں کو کھڑا کر رہے تھے یہ بنیادوں کا کھڑا کرنا اللہ کو اتنا پسند آیا کہ اسکو اپنے کلام کا حصہ بنادیا چنانچہ انہوں نے بیت اللہ کو تعمیر کیا، اب بیت اللہ تو تعمیر ہو گیا لیکن اسکو آباد کرنے کے لئے بھی تو کوئی انتظام چاہئے تھا تو اسکے لئے ابراھیم علیہ السلام نے دعا مانگی اور ویسے بھی دستور ہے کہ مزدور جب مزدوری کر لیتا ہے تو اس کو اسکی تنخواہ ملتی ہے، انعام ملتا ہے تو ابراھیم علیہ السلام نے جب گھر بنا لیا تو اب اللہ رب العزت نے ان کو انعام دینے کا ارادہ فرمایا، ہم لوگ تو اپنی حیثیت کے اعتبار سے تھوڑا سا انعام دیتے ہیں لیکن اللہ رب العزت چونکہ مالک الملک ہیں فرمایا ابراھیم ! مانگو تم کیا مانگتے ہو، تم جو مانگو گے ہم دینگے اور پھر مانگنے والے نے بھی مانگنے کا حق ادا کر دیا کہ یا اللہ ! میں تجھ سے دنیا کا مال ومنال نہیں مانگتا، میں تجھ سے دنیا کا حسن وجمال نہیں مانگتا، تو میرے ابراھیم کیا مانگتے ہو؟ اے اللہ !

میں فقط آپ سے آمنہ کا لال مانگتا ہوں، میں بھی وہ نعمت مانگتا ہوں جو آپ کے خزانہ میں بھی ایک ہے، چنانچہ ابراھیم علیہ السلام نے دعا مانگی ﴿رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيهِمۡ رَسُولًا﴾ اے اللہ میں نے آپ کا گھر بنا دیا اسکو آباد کرنے والا بھیج دیجئے، مسجد بنا دی نماز سکھانے والے کو بھیج دیجئے، مدرسہ بنا دیا علم پڑھانے والے کو بھیج دیجئے، اے اللہ! اپنے محبوب کو بھیج دیجئے جو اس گھر کو آ کر آباد کرے، اللہ نے دعا قبول فرمالی، چنانچہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں ابراھیم علیہ السلام کی دعا کی قبولیت بن کر دنیا میں آیا ہوں، اب یہ گھر کس طرح آباد ہوتا؟ اسکا طریقہ یہ بنا کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام تو عراق میں تھے رب کریم کی طرف سے حکم ہوا کہ آپ اپنے بیٹے اور اپنی اہلیہ کو میرے گھر کے قریب جا کر آباد کرو چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ہاجرہ صابرہ کو لیا اور یہاں لاکر چھوڑا، ساتھ میں جو کچھ موجود تھا وہ سامان یہاں رکھ دیا تو واپس جانے لگے تو ہاجرہ صابرہ نے پوچھا کہ آپ ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ خاموش، پھر پوچھا، کیا آپ ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ خاموش، وہ بھی صحبت یافتہ تھیں اور مزاج کو سمجھتی تھیں، تیسری مرتبہ انہوں نے یوں سوال کیا کہ کیا آپ ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ تو اس وقت سر کے اشارہ سے بتایا کہ ہاں میں اللہ رب العزت کے حکم سے چھوڑ کر جا رہا ہوں، ہاجرہ صابرہ کا توکل ایسا تھا، اللہ کے ساتھ یقین ایسا تھا، ایمان اتنا مضبوط تھا یہ سن کر وہ فرمانے لگیں اگر آپ ہمیں اللہ کے حکم پر چھوڑ کر جا رہے ہیں تب تو ہمارا پروردگار ہمیں ضائع نہیں کرے گا، اب بات تو یہ مختصر سی ہے لیکن عورتیں ذرا دلوں میں سوچیں کہ اکیلی عورت ہے آج تو اکیلی عورت بند کمرے میں، اے سی کے کمرے میں لائٹیں جلی ہوئی ہیں پھر بھی ڈر رہی ہوتی ہے کہ خاوند ابھی دفتر سے نہیں آیا، میں تو گھر میں اکیلی بیٹھے ڈر رہی ہوں آبادی میں گھر ہوتا ہے قریب میں رشتہ دار بھی ہوتے ہیں مگر آج ڈر کا یہ عالم ہے اور یہاں تو معاملہ ہی

اور تھا ایک چوکور عمارت بنی ہوئی ہے جو چوراہا ہے اور قریب میں اور کوئی آبادی نہیں اب اس آبادی میں اپنی بیوی کو معصوم دودھ پیتے بیٹے کے ساتھ چھوڑنا یہ کتنا بڑا کام ہے بہت بڑی آزمائش تھی، دودھ پیتا بچہ اور بچہ تو ٹھیک ہے کہ ماں کا دودھ پئے گا اور ماں کو ہی اگر پینے کو کچھ نہ ملے تو پھر اسکے سینے میں دودھ کہاں سے آئے گا، ابراھیم علیہ السلام نے اتنا بڑا اقدم اٹھایا، یہ بہت بڑی قربانی تھی، اکیلی عورت کیسے رہے گی؟ جان کا خطرہ، عزت و آبرو کا خطرہ، پھر کھانے پینے کو بھی کچھ نہیں نہ سبزی ہے نہ پھل ہے اور خود ذخیرہ نہیں کہ ان کے پاس ذخیرہ ہو بس جو چند چیزیں تھیں وہی دے کر اللہ کے توکل پر ان کو رخصت کر کے آگئے، اسکو ایمان کہتے ہیں، مشاہدے کے خلاف کرنا یہ انبیاء کی شان ہوتی ہے اسکو ایمان بالغیب کہتے ہیں، ہمارے جیسے کمزور لوگ ایسے امتحانوں میں یکسر فیل ہی ہوجائیں گے، ابراھیم علیہ السلام کو اس بات کا حکم ہوا اور انہوں نے ایسا کر دکھایا اور ہاجرہ صابرہ کی ہمت دیکھئے کہ کہنے لگی اگر آپ اللہ کے حکم پر چھوڑ کر جارہے ہیں تو اللہ تعالی ہمیں ضائع نہیں ہونے دیں گے، چنانچہ یہاں رہنے لگ گئیں، چند دن کی بات تھی جو کچھ پانی تھا وہ ختم ہوگیا اب پینے کو پانی نہیں، بچہ روتا ہے ماں کے سینے میں دودھ نہیں کہ بچہ کو پلائیں، سوچئے کہ اس وقت ماں پر کیا گذری ہوگی ہاجرہ صابرہ کے دل پر کیا گذری ہوگی، وہ پریشان ہے بچے کو ایک پتھر کے قریب لٹایا اور خود پانی کی تلاش میں ذرا دور نکلیں، ڈر بھی تھا کہ پیچھے سے کوئی درندہ آسکتا تھا جو بچے کو نقصان پہنچاتا تو زیادہ دور بھی نہیں جاسکتی تھیں چنانچہ انہوں نے بچے کو اپنی نگاہوں کے سامنے رکھا، اور یہ دو ٹیلے نماں پہاڑیاں تھیں ایک پر چڑھیں اور ذرا دور دیکھا کہ کوئی سبزہ نظر آجائے کوئی نشانی نظر آجائے تو وہاں سے پانی لے آؤں گی، نظر نہیں آیا پھر اتریں تو دوسری پہاڑی پر جانے لگیں جب درمیان میں پہنچی تو بچہ نظر سے اوجھل ہوگیا تو ماں تھیں اب اس نے دوڑنا شروع کردیا، ہاجرہ صابرہ کی یہ دوڑ اللہ کو پسند آگئی چنانچہ آج بھی 'میلین اخضرین' کے

درمیان جو جگہ ہے وہاں سب دوڑتے ہیں، کوئی پیر صاحب ہوں، کوئی مفتی صاحب ہوں، کوئی بڑے عالم صاحب ہوں، جو بھی ہو، کہ تمہیں یہاں دوڑنا پڑے گا یہ میری ہاجرہ صابرہ کی نشانی ہے، اسکا دوڑنا پسند آیا میں چاہتا ہوں کہ قیامت تک جو بھی یہاں آئے وہ اسکی یاد میں اسی طرح دوڑے، مجھے دوڑنا اچھا لگتا ہے، چنانچہ صفا و مروہ کے درمیان وہ دوڑیں، اس دوران بچہ شدت پیاس کی وجہ سے ایڑیاں رگڑ رہا تھا جب اس نے پاؤں مارا تو اللہ نے رحمت کردی کہ اسکے پاؤں سے اللہ نے یہاں سے زمزم کو جاری کردیا، یہ زمزم اصل میں مکہ مکرمہ کی آبادی کا سبب بنا، ہاجرہ صابرہ نے جب واپس آکر دیکھا تو انہوں نے پانی کو روکنے کی کوشش کی، رکتا نہیں تھا تو انہوں نے کہا ''زم زم'' رک جا، رک جا، تو یہ ایک چشمہ بن گیا اب جب یہاں پانی ملنے لگ گیا تو لوگ آہستہ آہستہ آباد ہونے لگے تو اس طرح یہاں آبادی کا سلسلہ شروع ہوا، جواب ہمیں یہاں اتنا بڑا شہر نظر آتا ہے، تاہم اگر اس جگہ کو آبادی سے ہٹ کر دیکھیں تو وہی خشک پہاڑیاں ہیں،

تو سوال یہ ذہن میں آرہا تھا کہ اللہ رب العزت اگر چاہتے تو اپنے گھر کے لئے دنیا کے سب سے زیادہ گل وگلزار مقام کو پسند فرمالیتے، کشمیر کی وادیاں اسکے لئے بہت بہتر تھیں، شام کے باغات بہت اچھے تھے، دریائے نیل کے کنارے بہت اچھے مقام تھے، اور جگہیں بہت تھیں، پھر اسی جگہ کو کیوں پسند کیا؟ علماء نے اسکا جواب لکھا کہ حقیقت یہ ہے کہ بادشاہ کا جو محل اور دربار ہوتا ہے اس سے بادشاہ کی جلالت شان اور عظمت ظاہر ہوتی ہے اگر اللہ رب العزت گل وگلزار جگہ پر اپنا گھر بنادیتے تو تو اسکے جمال کا اظہار تو ہو جاتا مگر عظمت اور کبریائی کسی اور جگہ کا تقاضہ کرتی ہے لہذا اللہ رب العزت نے خشک پہاڑ، سخت گرمی اور مکمل سکوت اور خاموشی والی جگہ کو پسند فرمایا، یہ چیز اللہ کے جلال کے عین مطابق تھی اور دربار میں جلالت شان کا ظاہر ہونا ضروری تھا، کہ ان خشک پہاڑیوں کے آگے پیچھے پھرو گے تو تمہیں اپنے

مالک الملک کی عظمت یاد آئے گی، اور واقعی ان مکہ مکرمہ کی پہاڑیوں کے سکوت میں بے اختیار اللہ یاد آتا ہے اسی لئے تو نبی ﷺ نبوت سے پہلے جبل نور پر تشریف لے جاتے تھے اور غار حراء کے اندر اپنے رب کی عبادت کیا کرتے تھے اسلیئے اس مقام کو اللہ رب العزت نے اپنے لئے پسند فرمایا کہ یہاں پر اللہ کی عظمت، جلال اور کبریائی ظاہر ہوتی ہے، اور یہاں کا سکوت بندگی کے آداب کے عین مطابق ہے اور سکوت میں بندے کو اللہ یاد آتا ہے اسلیئے [illegible] العزت نے اس مقام کو پسند کیا۔

## شہر جدہ

یہاں سے کچھ کلومیٹر کے فاصلے پر سمندر کے بالکل کنارے ایک شہر ہے جس کو جدہ کہتے ہیں ہم اسی شہر کے واسطے سے یہاں پر حاضر ہوتے ہیں اسکو جدہ کہنے کی کئی وجوہات ہیں ایک وجہ تو یہ ہے کہ بعض روایات کے مطابق اماں حوا کی قبر وہاں پر ہے اب بھی ایک جگہ نشاندہی موجود ہے، تو دنیا کی دادی وہاں پر مدفون ہیں، دادا کو جد کہتے ہیں اور دادی کو جدہ کہتے ہیں [فَهِيَ جَدَّةُ جَمِيعِ الْعَالَمِ] تمام عالم کی دادی وہاں مدفون ہے تو اس شہر کا نام جدہ پڑ گیا، یہ جدہ بہت پرانے زمانے میں بھی ایک بندرگاہ تھی لوگ سمندر کا سفر کر کے آتے تھے اور یہاں آکر کچھ دیر رکا کرتے تھے تو یہاں ساحل سمندر پر ماہی گیروں کی سی کچی آبادی تھی، پھر وقت کے ساتھ ساتھ ایسا بھی ہوا کہ سمندری لٹیرے آئے اور انہوں نے حملے کیئے تو انہوں نے ان سے حفاظت کے لئے بستی کے گرد ایک فصیل اور بڑی دیوار بنالی تھی کہ ایسا نہ ہو کہ ہم سوئے ہوئے ہوں اور کوئی آکر اپنے جہاز کو کھڑا کرے اور ہم پر حملہ کر کے سب کچھ لوٹ کر چلا جائے، تو یہ جدہ سمندر کے کنارے پر ایک چھوٹی سی بستی تھی جس کے گرد فصیل تھی اور لوگ یہاں رہنا اسلیئے پسند کرتے تھے کہ عام سمندر کے پانی سے تو مچھلیاں نکلتی ہیں اور یہاں کا پانی ایسا تھا کہ ﴿يَخْرُجُ مِنْهُمَا

اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ﴾ یہاں سے ہیرے، موتی اور مرجان نکلتے تھے، اسلئے اگر فضا سے سمندر کو دیکھا جائے تو یہ سبز پانی نظر آتا ہے اللہ رب العزت نے یہاں پر بہت سارے قدرتی وسائل جمع کردئے تھے اسی لئے لوگ یہاں رہتے تھے لیکن اس کو باقاعدہ شہر کی شکل سیدنا عثمان غنیؓ نے عطا فرمائی، روایت میں ہے کہ وہ یہاں تشریف بھی لائے اور قیام بھی کیا اور یہاں جدہ کے سمندر میں غسل بھی فرمایا اسی لئے تیراکی سے تعلق رکھنے والے جو لوگ ہیں وہ ان کی روایت سے دلیل پکڑتے ہیں کہ عثمانی غنیؓ نے تیراکی فرمائی تھی تو بہر حال ان کا تشریف لانا اور نہانا ثابت ہے اب دیکھئے کہ یہ ایک مستقل شہر سا تھا پھر یہ شہر بندرگاہ بنا تو بندرگاہ بننے کے لئے ضرورت ہوتی ہے کہ سمندر کے کنارے پر ایک ڈیم جیسی چیز بنائی جائے چنانچہ اس کی جو فصیل تھی اسکی ساری اینٹیں اکھاڑ کر اسکو بندرگاہ بنادیا گیا اور اللہ رب العزت نے آج اس شہر کو وہ شان دی کہ اسکو بحیرۂ قلزم کی دلہن کا نام دیا جاتا ہے، ایسا سجا ہوا شہر کہ یہ بحیرۂ قلزم کی دلہن ہے تاہم اس شہر سے ہم مکہ مکرمہ کی طرف آتے ہیں تو چونکہ وہ ایک پشتہ ہے جو سمندر کے کنارے تین سو میٹر بلندی کا ایک دیوار نما بنا ہوا ہے اسی پشتہ کی وجہ سے اس پورے علاقہ کو حجاز عرب کہتے ہیں ہم اسکو حجاز کہتے ہیں چونکہ حجاز کا مطلب ہوتا ہے پشتہ۔

## شہر مکہ کی عزت کا باعث

تو اللہ رب العزت نے شہر مکہ کو کیا عظمت بخشی،

یہ وہی شہر ہے جہاں نبی علیہ السلام محمد بن عبداللہ سے بالآخر محمد رسول اللہ ﷺ کہلائے ، یہ وہی شہر ہے جہاں وحی اتری، اسی شہر کے اندر صدیق اکبرؓ کا گھر، عمرؓ کا گھر، خدیجۃ الکبریٰؓ کا گھر، نبی علیہ السلام کی ہجرت سے پہلے کی مبارک زندگی کی تمام یادیں یہیں سے وابستہ ہیں۔

لہذا اس شہر میں آتے ہوئے مؤمن کا دل دھڑکتا ہے کیوں کہ آنے سے پہلے

زبان تذکرے کرتے کرتے نہیں تھکتی تھی اور جب آجاتا ہے تو اس گھر کو دیکھ کر آنکھ آنسوں بہاتے نہیں تھکتی، یہ عجیب یادوں کا شہر ہے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کو اس شہر سے اتنی محبت تھی کہ جب آپ ہجرت کے لئے تشریف لے جارہے تھے تو آپ کا دل مغموم تھا آنکھ میں آنسو تھے اور آپ نے بیت اللہ کی طرف آخری نظر ڈال کر فرمایا کہ کعبہ تجھ سے جدا ہونے کو میرا جی نہیں چاہتا مگر کیا کروں مکہ کے لوگ مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے، اس غم کی کیفیت میں اللہ کے حبیب ﷺ یہاں سے جدا ہوئے تھے،

اسی جگہ وہ بیت ارقم بھی ہے جہاں سے نبی ﷺ نے کنڈن دیکر کلمہ کی تعلیم دینے کا عمل شروع فرمایا، اسی جگہ حمزہؓ آکر مسلمان ہوئے، اسی جگہ عمر بن خطابؓ نے آکر اسلام قبول کیا اور یہی وہ جگہ ہے جہاں سے نبی علیہ الصلاۃ والسلام معراج کے لئے تشریف لے گئے، یہ باب ام ہانی ام ہانی کا گھر تھا جہاں سے نبی ﷺ تشریف لے گئے، تاہم ان تمام چیزوں کی کچھ نہ کچھ تفصیل زیارات مکہ کا جب بیان ہوگا اس وقت کریں گے، اب کہنے کی بات یہ ہے کہ اس شہر میں جس کے ساتھ ہمارے جذبات کا تعلق ہے اللہ رب العزت نے ہمیں پہنچادیا اللہ نے اس شہر کی قسم کھائی ﴿لَا أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ﴾ اللہ رب العزت نے اسکو بلد الامین فرمایا، سبحان اللہ، اتنا عظمت والا شہر، اور اس میں وہ گھر جس کو اللہ تعالی فرماتے ہیں بیتی تو اللہ نے اپنے گھر کو بیتی کا تاج پہنادیا، ہم اس گھر میں موجود ہیں اللہ فرماتے ہیں ﴿فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ﴾ پس تم عبادت کرو اس گھر کے رب کی۔

## بڑے کا بڑا دربار

اب ہم یہاں جب آتے ہیں تو حرم کو دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے بلکہ آپ نے غور کیا ہوگا کہ حرم کے ہر دروازے پر مینار بنے ہوئے ہیں لہذا ابھی آپ دور سے کھڑے ہوکر دیکھا کریں وہ مینار اونچے لمبے ہیں ان کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں لیکن اونچائی

زیادہ ہے تو بالکل یوں لگتا ہے کہ جیسے کسی شہنشاہ کے دربار پر کوئی دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہا ہو، بالکل وہی منظر لگتا ہے کہ اللہ نے دو مینار بنوادیئے اور بتادیا کہ دیکھو یہ دعا مانگنے کی جگہ ہے آؤ تم بھی یہاں پر دعا مانگو، یہ مانگنے کا مقام ہے جہاں اللہ رب العزت نے ہمیں پہنچادیا، یہاں مؤمن آتے ہیں تو یک رخے دل لے کر آتے ہیں جیسے مقناطیسی سوئی ہوتی ہے اس کا رخ ہمیشہ قطب شمال کی طرف ہوتا ہے مؤمن کا دل بھی اسی طرح مقناطیسی سوئی کی مانند ہے اسکا رخ بھی اللہ کے گھر کی طرف ہوتا ہے سارے کے سارے لوگ اسی گھر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں،

تیرا جلال و جمال حی القیوم کی دلیل
وہ بھی جلیل وجمیل تو بھی جلیل وجمیل

اس گھر کو دیکھیں تو اس گھر کے اندر آپ کو بالکل یہی جمال اور یہی جلال نظر آئے گا، تو عام مساجد دربار عام ہیں اور یہ مسجد حرام دربار خاص ہے، یہاں ساری دنیا کے مسلمانوں کو آنے کی دعوت دی گئی چنانچہ سب آتے ہیں اور یہاں آکر اللہ کے اس گھر کا طواف کرتے ہیں۔

## کعبۃ اللہ اور کالا رنگ

اللہ نے اسکے لئے کالے رنگ کو پسند فرمایا، پتھر لگا تو بھی کالے رنگ کا اور اوپر غلاف پہنایا گیا تو وہ بھی کالے رنگ کا، سبحان اللہ، وجہ کیا ہے؟ سائنس پڑھنے والے جانتے ہیں کہ ہر چیز روشنی کو ریفلیکٹ کرتی ہے اور جو رنگ ریفلیکٹ کر رہا ہوتا ہے وہی رنگ نظر آتا ہے یہ سبز ہے یہ سرخ ہے یہ فلاں ہے یہ فلاں ہے تو جو پوری روشنی کو ریفلیکٹ کرے وہ ہمیں سفید نظر آتی ہے روشنی کے رنگ سب مل جائیں تو سفید ہو جاتے ہیں اور جو سب کو جذب کر لے وہ کالی نظر آتی ہے، سبحان اللہ، کالا رنگ پسند کیا کہ جو اللہ کی تجلیات وارد ہوتی ہیں یہ ایسا مقام ہے کہ ان تمام تجلیات کو جذب کر لیتا ہے آج کل گلاب کی بلیک قسم نکلی ہوئی ہے اس کو ''بلیک روز''

کہتے ہیں، کالا گلاب، واقعی اسکو ہم نے دیکھا بالکل بلیک، (ایکدم کالا) اتنا خوبصورت ہوتا ہے کہ انسان اسکو دیکھ کر حیران ہوتا ہے، جب بھی بیت اللہ پر نظر پڑتی ہے تو مجھے اس کائنات کا بلیک روز (کالا گلاب) یہ عمارت نظر آتی ہے، اللہ نے بلیک روز دکھلا دیا کہ آؤ میرے بندو! ذرا اس کو محبت کے ساتھ دیکھو چنانچہ حج، عمرے کرنے والے آتے ہیں اور اس مکان کو دیکھتے ہیں اور ان کو سکون مل جاتا ہیں۔

## تمنائے دل جو پوری ہوئی

اسکو بنانے والا خلیل اللہ!

آباد کرنے والا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

اور اسکی حفاظت کرنے والا خود اللہ!

دنیا میں بڑے بڑے محل بنے سب گر گئے بڑی پر شکوہ عمارتیں بنیں سب گر گئیں یہ اللہ کا ایک ایسا گھر ہے اتنا سادہ بنوایا کہ آج بھی اپنی جگہ پر موجود ہے قیامت تک محفوظ رہے گا اللہ کا یہ ایسا گھر ہے اسی لئے نبی علیہ السلام آنسو بھری آنکھوں سے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھتے تھے اور دل میں یہ تمنا ہوتی تھی کہ اے اللہ اس جگہ کو قبلہ بنا دیجئے، اتنی محبت بھری نظروں سے دیکھا کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں فرما دیا ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ﴾ اے میرے محبوب! جب آپ آسمان کی طرف دیکھتے تھے تو ہم اس وقت محبت کی نظر سے آپ کے چہرے کو دیکھ رہے ہوتے تھے ہم نے آپ کی تمنا کو پسند کیا اور ہم نے پھر اس گھر کو قبلہ بنا دیا، چنانچہ ابتداء میں بیت المقدس قبلہ تھا تو نبی علیہ السلام کو بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم تھا مگر نبی علیہ السلام رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان والی جو جانب ہے ادھر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اس طرح کہ قبلہ اول بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنی ہوتی تھی مگر بیت اللہ کو درمیان میں لے لیتے تھے تو قبلتین جمع ہو جاتے تھے، تو محبوب ایسے نماز ادا فرماتے تھے

پھر جب آپ مدینہ تشریف لے گئے تو مدینہ دونوں (مکہ اور بیت المقدس) کے درمیان میں ہے تو اس وقت نبی ﷺ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے مگر چند مہینہ کی بات تھی پھر اللہ رب العزت نے رحمت فرمادی اور بیت اللہ کی طرف رخ کرنے کا حکم آگیا چنانچہ بقیہ پوری زندگی اللہ کے محبوب اسی قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا فرماتے رہے، چنانچہ آج یہ ہمارے لئے قبلہ عالم ہے، سبحان اللہ جیسے ایک قندیل جلتی ہے پروانے اس کے گرد چکر لگاتے ہیں تو یہ بھی نور کی ایک قندیل ہے جو روشن ہے ظاہر آنکھ سے نظر نہیں آتی لیکن

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے

دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

یہاں آکر سب انسان طواف کرتے ہیں مرد بھی طواف کرتے ہیں عورتیں بھی طواف کرتی ہیں اور طواف ہی یہاں افضل عبادت بن جاتی ہے جو صرف یہیں پر کی جاتی ہے۔

## کعبہ دلوں کا مقناطیس ہے

اب اس اللہ کے گھر کی ساتھ ہر مؤمن کو ایک محبت ہے آپ نے دیکھا ہوگا کہ مقناطیس لوہے کے پرزوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے جہاں بھی ہو، مقناطیس کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ لوہے کو کھینچتا ہے، اسی طرح بیت اللہ انسانوں کے دلوں کے لئے مقناطیس کی حیثیت رکھتا ہے یہ انسانوں کو اپنی کی طرف کھینچتا ہے چنانچہ پوری دنیا میں کہیں بھی کوئی کلمہ گو مسلمان ہو وسائل ہوں یا نہ ہوں، آپ اس سے جا کر پوچھیں کہ آپ کے دل کی تمنا کیا ہے؟ کہے گا جی چاہتا ہے کہ اللہ کے گھر کا دیدار کروں، غریب بھی کہے گا، مزدور بھی کہے گا، مرد بھی کہے گا، عورت بھی کہے گی، جوان بھی کہے گا، بوڑھا بھی کہے گا، اس سے پوچھو کہ آپ کے دل میں کونسی تمنا ہے

؟ کیا دعا کریں؟ تو کہے گا کہ یہ دعا کرو کہ اللہ اپنا گھر دکھا دے، اصل میں دل تڑپ رہا ہوتا ہے، معلوم ہوا کہ یہ گھر انسانوں کے دلوں کا مقناطیس ہے یہ دلوں کو اپنی طرف کھینچ رہا ہوتا ہے۔

## دکھڑے کس کو سنائیں؟

آنے والے سارے کے سارے امیر تو نہیں ہوتے بلکہ بہت سارے ایسے ہوتے ہیں جنہوں نے معلوم نہیں کتنی دعاؤں کے بعد، کتنی مشکلات کے بعد یہاں کے لئے سامان سفر اکٹھا کیا ہوتا ہے، اللہ اکبر پھر اللہ تعالی زندگی میں کسی کو ایک دفعہ موقع دیتے ہیں کسی کو دو دفعہ، اب ہمیں اللہ رب العزت نے اگر یہ موقع عطا فرما دیا تو ہمیں چاہیئے کہ ہم اس وقت کو کیش کروانے کی کوشش کریں، عبادت میں لگانے کی کوشش کریں، عمرہ تو ہو چکا، اب بقیہ وقت یہاں پر رہ کر کیا کرنا ہے؟ دعائیں مانگنی ہیں، اللہ کو منانا ہے، دل کی حسرتیں جو تھیں وہ آج اللہ کے سامنے پیش کرنی ہیں، ہم ساری عمر جو لوگوں کے سامنے اپنی کہانیاں سناتے رہتے ہیں، کہ فلاں نے یہ کیا، فلاں نے یہ کر دیا، کسی کو کہنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہاں آئے ہیں اپنے رب کو سنائیں، اپنے رب کے سامنے دعا کریں۔

چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ حرم کے اندر بارہ جگہیں ایسی ہیں کہ وہ قبولیت دعا کے مقامات ہیں ان شاء اللہ اسکی نشاندہی بھی کر دیں گے تاکہ ان جگہوں پر جا کر آپ دو رکعت نفل پڑھیں بیٹھ کر دعائیں مانگیں، یہاں بیٹھ کر اللہ سے مانگنا ہے، آپ اس دروازہ پر ہیں جہاں جو مانگو وہ ملتا ہے، ہاں مانگنے کا طریقہ ہوتا ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسا بندوق میں گولی بھری ہوئی ہو تو وہ چل سکتی ہے اسکے اندر کی طاقت ظاہر ہو سکتی ہے لیکن چلانے کا ایک طریقہ ہے اب کسی بندے کو چلانا ہی نہ آتا ہو پمپ ایکشن ہے وہ اسکو دبا ہی نہیں سکتا یا اسکو لوڈ ہی نہیں کر سکتا تو وہ بیچارہ کیا چلائے گا،

تو یوں سمجھیں کہ اللہ رب العزت نے ہمیں اس جگہ پہنچادیا تو اللہ تعالی دینا چاہتے ہیں، اب جب دینے کا ارادہ ہے تو مانگنا تو ہم کو ہے، ہم اللہ سے مانگیں، رو کر مانگیں ،سجدے میں پڑ کر مانگیں، تنہا مانگیں، اجتماعی طور پر مانگیں جیسے مانگ سکیں ہم اپنے رب سے خوب مانگیں، پھر دیکھیں اسکی برکتیں کیسے ظاہر ہوتی ہیں، اس جگہ پر ایسی ایسی دعائیں قبول ہوتی ہیں کہ انسان حیران ہوجاتا ہے بہر حال یہ تو تفصیل ہم روز بتاتے رہیں گے کہ اللہ رب العزت کے کیسے آثار یہاں نظر آتے ہیں اور اگر بندے کو پتہ نہ ہو تو یہاں آکر بھی بندہ محرورم چلا جاتا ہے۔

## غور کرنے کا مقام

آپ حیران ہوں گے ایک مرتبہ کی بات ہے کہ ہم نے طواف کر کے سوچا کہ چلو بیت اللہ کے دروازے پر بھیڑ کم ہے تو دعا کے لئے ملتزم پر چلتے ہیں تو ہم دعا کے لئے گئے تو ہمارے قریب ایک نوجوان کھڑا تھا لگتا تھا کہ لاہور کا رہنے والا ہے اس کا فون آیا تو اس نے فون اٹھایا اب وہ فون پر باتیں کر رہا ہے تو کوئی اسکو بتا رہا ہے کہ فلاں بیمار ہے تو یہ اسکو کہنے لگا کہ اچھا اسکو "داتا دربار درگاہ" لے جاؤ اب یہ بندہ خود بیت اللہ کے دروازہ پر کھڑا ہے اسکو خود اس بات کا احساس نہیں کہ میں کہاں کھڑا ہوں اس بات کو یہ بھول گیا فون پر کر کہہ رہا ہے کہ داتا دربار جا کر دعا مانگو اسکا مطلب یہ ہوا کہ ہمیں ذہنی طور پر احساس ہی نہیں ہوتا کہ ہم کس مقام پر آئے ہیں؟ اس مقام پر تو انسان کی زندگی بدلتی ہے، تقدیریں بدلتی ہیں، مانگنا ہم نے ہے۔

## وقت کیسے گذاریں؟

تو اسلئے کوشش یہ کریں کہ اس وقت کو عبادت میں، تلاوت میں، طواف میں گذاریں، دن میں گرمی زیادہ ہوتی ہے بعض اوقات شیطان ذہن میں ڈالتا ہے

کہ ظہر کے وقت طواف کریں گے، نہیں ہم اس گرمی کے متحمل نہیں ہوسکتے، تجربہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہمارے اکابرین نے ہمیں پہلے ہی بتادیا دن میں مرد لوگ جائیں اور حرم کی نمازیں پڑھیں اور عورتیں کمروں میں رہیں وہیں نمازیں پڑھیں گی تو زیادہ ثواب ملے گا، البتہ عشاء کی نماز کے وقت ٹھنڈا وقت ہوتا ہے، وہ بچوں کے ساتھ بھی جاسکتی ہیں اور اس وقت مطاف میں عورتوں کے جانے پر پابندی بھی نہیں ہوتی تو وہ بھی پرسکون دو تین طواف کریں، تلاوت کریں، بیت اللہ کو دیکھ کر دعائیں مانگیں یہ سب کام وہ وہاں کرسکتی ہیں تو ہماری ایک تجویز یہ ہے کہ عورتیں دن میں نہ نکلیں، گرمی سے اپنے آپ کو بچائیں، بیمار جلدی ہوجائیں گی، بچے بیمار ہوجائیں گے، دن میں اپنے گھروں میں رہیں تلاوت کریں اور جب رات ہو تو پھر یہاں سے کھانا کھا کر تسلی کے ساتھ جائیں اور اگر پوری رات حرم میں گذاریں تو سبحان اللہ کیا ہی بات ہے، بہت ہی اعلی بات ہے اور کچھ خوش نصیب لوگ ایسے بھی ہیں، عشاء کے بعد اس لئے کہتے ہیں کہ عام طور پر ہم نے دیکھا کہ دن میں جو ذرا دور کے لوگ ہوتے ہیں وہ حرم میں رہنے کی کوشش کرتے ہیں اور عشاء کے بعد وہ اپنی اقامت گاہوں پر چلے جاتے ہیں تو حرم میں جگہ زیادہ خالی ہوتی ہے لوگ کم ہوتے ہیں تو کم ہونے کی وجہ سے طواف میں بھی آسانی ہوگی، باقی عبادت میں بھی آسانی ہوگی تو رات کا وقت عبادت میں گذاریں اور پھر تہجد پڑھ کر بیشک عورتیں آجائیں یا اگر وہیں پر ہیں تو عورتوں کی جگہ جو بنی ہوئی ہیں وہاں پر فجر پڑھیں پھر واپس آجائیں لیکن اس رات کے وقت میں اللہ سے مانگیں مانگنا اصل ہے آئے ہی ہم مانگنے کے لئے، اسلئے کہ سائل کا کام مانگنا ہی ہوتا ہے اسکو مانگتے ہوئے کیا شرم، اسلئے اللہ سے مانگے اور خوب مانگیں اللہ رب العزت یقیناً عطا فرمائیں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی اس قیمتی وقت کو اچھی طرح گذارنے کی توفیق عطا فرمائیں،

یہ جو چند انمول دن زندگی کے ہمیں ملے یہ ہماری زندگی کا پرائم ٹائم ہے جو ہم یہاں پر گذار رہے ہیں زندگی کا ایسا پرائم ٹائم بار بار نہیں ملتا اگر اللہ نے عطا فرما دیا تو اسکی قدر کریں ہم نے دیکھا کہ یار لوگوں کو بازار کی دو کانوں کا پتہ ہوتا ہے اور گھڑیوں کی قیمتوں کا پتہ ہوتا ہے اور حرم میں کس جگہ دعائیں قبول ہوتی ہیں ان مقامات کا پتہ نہیں ہوتا، اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ بس ایک طواف کیا اور سمجھتے ہیں کہ اب عمرہ ہو گیا اب باقی دن ہم نے بازار کے طواف کرنے ہیں چنانچہ عورتیں بھی خوب بازار کے طواف کرتی ہیں اگر نوٹ کیا جائے تو بازار کے طواف زیادہ ہوتے ہیں اور بیت اللہ کے طواف تھوڑے، کوششیں کریں کہ بیت اللہ کے طواف زیادہ ہوں، اپنے آپ کو ادھر تھکائیں، ادھر اللہ سے مانگیں، اللہ کو منائیں ہمارا یہاں پہنچ جانا ہی کافی نہیں ہے، پہنچ جانا ایک نعمت ہے پہنچنے کے بعد اپنے وقت کو صحیح استعمال کر کے رب کو منا لینا یہ اگلی چیز ہے، اسکے لئے متفکر ہونا چاہئے، چنانچہ استغفار میں زیادہ وقت گذاریں چلتے پھرتے کلمہ پڑھیں، استغفار پڑھیں، درود شریف پڑھیں کچھ نہ کچھ زبان پر رہے۔

## ارادے پر پکڑ

اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں چونکہ شیطان یہاں آکر بھی پیچھے لگا ہوتا ہے وہ یہ کرتا ہے کہ انسان کو یہاں آکر آنکھ نیچے کرنے سے معذور بنا دیتا ہے، آنکھ نیچے ہی نہیں ہوتی اور جب آنکھ نیچے نہیں ہوتی تو ایک سے بڑھ کر ایک نقشہ نظر آتا ہے سارا دن کا کیا کرایا بدنظری کی وجہ سے ختم کروا دیتا ہے، نہ دعاؤں میں تاثیر رہتی ہے نہ عبادت میں مزہ آتا ہے جیسے آئے تھے ویسے واپس گئے، تو اسلئے اس عبادت کی حفاظت بھی کرنی ہے اسلئے فرمایا کہ باہر انسان گناہ کرے گا تو تب سزا ملے گی اور یہ حدود حرم ہے فرمایا ﴿وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ یہاں ارادہ کرنے پر بھی اللہ تعالیٰ عذاب دے دیتے ہیں، گناہ کا ارادہ ہی نہیں کرنا

، گناہ کی نیت سے کسی طرف دیکھنا ہی نہیں، شہوت کی نیت سے کہیں نظر ہی نہیں اٹھانی، ادھر نظر اٹھانے پر فورا پکڑ فورا عذاب اس لئے اس جگہ پر رہنا یہ بھی بہت احتیاط کی بات ہے تو ہم آداب حرم کا خیال رکھیں، کسی سے جھگڑا نہ کریں، کسی سے نہ الجھیں، مسجد میں جائیں اور کوئی جگہ مانگے تو آرام سے دے دیں ﴿اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ یہاں رہنے والوں پر تنقید نہ کریں، بس اپنے کام سے کام رکھیں اور عبادت کے ساتھ وقت گذاریں، اللہ نے یہ موقع دے دیا، گویا کہ بلینک چیک آپ کے ہاتھ میں پکڑا دئے جتنے دن اتنے چیک، اب اس پر لکھنا آپ کا کام ہے اس پر ہزار لکھیں، پچاس ہزار لکھیں، دس لاکھ لکھیں، ملیون بھی لکھ سکتے ہیں بلیون بھی لکھ سکتے ہیں اور ہم میں سے واقعی کچھ لوگ ملیون لکھ کر جائیں گے اور کچھ بلیون لکھ کر بھی جائیں گے اور کچھ وہ ہوں گے جو اس چیک کو ہی کٹوا بیٹھیں گے فرمائیں گے تمہارا چیک قابل قبول نہیں اس لئے کہ تم تو ادھر ادھر شکلیں دیکھتے پھرے، تم کونسا بیٹھ کر میرا گھر دیکھتے تھے تو اس لئے معصیت سے بچ کر نیکی پر زندگی گذاریں تا کہ اللہ رب العزت کے اس گھر سے کچھ لیکر جائیں ارادہ اللہ کا خیر کا ہے تبھی تو اس نے آنے کی توفیق دی، وہ دینا چاہتے ہیں مگر مانگنا تو ہم نے ہے، اللہ ہمیں مانگنے کی توفیق عطا فرمائے اور بقیہ وقت کو خوب عبادت کے اندر، ذکر کے اندر، اپنی یاد میں گذارنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

# یہ جان! آقا ﷺ کی نذر ہے!

○

یَاخَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِی التُّرْبِ اَعْظُمُہٗ

فَطَابَ مِنْ طِیْبِھِنَّ الْقَاعُ وَالْاُکُمُ

نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ

فِیْہِ الْعَفَافُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ

○ اے ان لوگوں میں سب سے افضل جن کے اجساد شریفہ آسودۂ خاک ہیں، جن کی برکت سے دشت وجبل پاکیزگی سے مشرف ہوگئے ہیں۔

○ اُس قبر اقدس پر میری جان قربان ہے جس میں آپ ﷺ تشریف فرما ہیں یہیں عفت مآبی ہے اور یہیں جود وکرم (کا خزانہ) ہے۔

○

﴿اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾

# غلاف کعبہ اور حجر اسود کی تاریخی حیثیت

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

# فہرست عناوین

# اقتبـــــاس

**﴿ازافادات﴾**

اللہ نے اپنے گھر کو خالی کیوں پسند کیا؟ اس لئے کہ ایک پیغام دینا تھا کہ میرے بندو! دیکھو اسکو میں بیتی کہہ رہا ہوں، اپنا گھر کہہ رہا ہوں، اس لئے کہ اسکے اندر کچھ نہیں تو میری تجلیات اس گھر پر نازل ہوتی ہیں اگر تم چاہتے ہو وہ تمہارے دلوں پر نازل ہوں تو تم بھی اپنے دل کو غیر سے خالی کر لو۔

بتوں کو توڑ تخیل کے ہوں کہ پتھر کے

حضرت مولانا پیر

**حافظ ذوالفقار احمد صاحب**

نقشبندی مجددی زید مجدہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمدلله وكفى وسلام على عباده الذين الصطفى، امابعد!

اعوذبالله من الشيطان الرجيم

﴿اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾

سبحان ربك رب العزت عمايصفون وسلام على المرسلين

والحمدلله رب العلمين

اللهم صلى على سيدنامحمدوعلى آل سيدنامحمدوبارك وسلم

اللهم صلى على سيدنامحمدوعلى آل سيدنامحمدوبارك وسلم

اللهم صلى على سيدنامحمدوعلى آل سيدنامحمدوبارك وسلم

## عبادت کے لئے پہلا گھر

﴿اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ﴾

بیشک وہ پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہ بکہ تھا، بکہ بیت اللہ کے گھر کا نام ہے اور مکہ شہر کا نام ہے، یہ سب سے پہلا گھر تھا اسکا مطلب یہ ہے کہ عبادت کی نیت سے بنایا جانے والا پہلا گھر تھا،

رہائش کے لئے تو پہلے بھی لوگوں نے گھر بنائے، لیکن سب سے پہلے جو گھر عبادت کی نیت سے بنا وہ کعبۃ اللہ تھا، حضرت آدم علیہ السلام نے اسکو تعمیر کیا پھر اسی تعمیر پر یہ مکان بنتا چلا آیا حضرت ابراھیم علیہ السلام نے بھی اسی بنیادوں پر اسکو دوبارہ تعمیر کیا پھر قریش مکہ نے نبی علیہ السلام کی نبوت کے اظہار سے پہلے اسکو تعمیر کیا، تو دنیا میں عبادت کی نیت سے سب سے پہلا جو گھر بنا وہ بیت اللہ تھا۔

## تاریخ غلاف کعبہ

شروع میں اسکے اوپر غلاف نہیں ہوتا تھا پہلی مرتبہ یمن کے ایک بادشاہ تبع حمیری

نے اسکے اوپر غلاف چڑھادیا، یہ نبی ﷺ کی تشریف آوری سے نو سو سال پہلے کی بات ہے اور یہ چلتا آیا قریش نے اپنے زمانہ میں اس کے اوپر ریشم کا غلاف چڑھایا، نبی ﷺ نے اسکے اوپر یمنی مصری چادر کا غلاف چڑھایا چونکہ نبی ﷺ نے اس عمل کی تصدیق فرمادی اسلئے اب یہ ایک شرعی چیز ہوگئی، پھر عباسی خلفاء نے اسکے اوپر سیاہ رنگ کے غلاف کو پکا کردیا، پہلے کبھی سیاہ رنگ بھی ہوتا تھا کبھی سبز رنگ کا بھی ہوتا تھا، اب بھی آپ اگر دیکھیں تو بیت اللہ کے باہر کی طرف غلاف ہے وہ سیاہ رنگ کا ہے اور جو اندر کی طرف ہوگا وہ آپ کو سبز رنگ کا نظر آئے گا، ان شاء اللہ امید ہے کہ آپ ''کسوۃ الکعبہ'' ایک جگہ ہے جہاں بیت اللہ کا غلاف بنتا ہے وہاں زیارات کے دوران تشریف لے جائیں گے اور غلاف کو خود اپنی آنکھوں سے بنتا دیکھیں گے، یہ ریشم کے دھاگے سے بنتا ہے اور اس پر جو لکھائی ہے وہ سونے کے تاروں سے ہوتی ہے، اس وقت یہ غلاف بہت وزنی ہوتا ہے اسکے اوپر سات سو کلو گرام ریشم لگتا ہے، اور اس کا کل وزن دو ٹن کے قریب بنجاتا ہے یہ دو ٹن وزنی لباس ہر سال بیت اللہ کو پہنایا جاتا ہے۔

## غلاف کب بدلتے ہیں؟

عام طور پر جب حاجی لوگ عرفات میں چلے جاتے ہیں اور یہاں طواف کرنے والے بہت کم لوگ رہ جاتے ہیں اس وقت یہ کام کیا جاتا ہے، اسی لئے جب طواف زیارت کے لئے واپس آتے ہیں تو بالکل نیا غلاف ہمیں نظر آتا ہے۔

## غلاف کا مطلب

کسوۃ کا مطلب ہوتا ہے لپٹی ہوئی چادر اسکو کسوۃ الکعبہ کہتے ہیں یعنی کعبہ پر لپٹی ہوئی چادر، یوں سمجھ لیں یہ بیت اللہ کا احرام ہے یا دوسرے الفاظ میں یوں کہا جائے کہ یہ بیت اللہ کا برقعہ اور حجاب ہے۔

# حکمت غلاف

اسمیں کیا حکمت ہے؟

(۱)......ایک حکمت تو یہ ہے کہ جب انسان بیت اللہ شریف کے قریب جاتا ہے اور بیت اللہ کا غلاف پکڑ کر دعا مانگتا ہے تو یہ احساس ہوتا ہے کہ میں دامن محبوب کو پکڑ کر، اس سے لپٹ کر اپنی فریاد بیان کر رہا ہوں، محبوب کا دامن پکڑ کر اپنی فریاد کہنا اس سے انسان کی یکسوئی بہت زیادہ ہو جاتی ہے، چنانچہ نبی ﷺ سے بھی غلاف کعبہ کو پکڑ کر دعا مانگنا ثابت ہے۔

(۲)......اور دوسری حکمت یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے حسن کو ہمیشہ پردہ میں ہی پسند فرمایا ہے یہ قانونِ فطرت ہے کہ اللہ رب العزت نے حسن کے لئے پردے کو پسند کیا ہے، مبتدی لوگوں کے لئے یہ اہم بات ہے ورنہ ان کے دل کی بجائے انکی آنکھ قابو میں نہیں ہوتی، یار لوگ جس محبت کے ساتھ غلاف کعبہ کو پکڑتے ہیں اس سے یوں لگتا ہے کہ اگر یہ نہ کہا جاتا کہ طواف کے دوران بیت اللہ کی طرف نہ دیکھیں تو پتہ نہیں کہ بیت اللہ سے لپٹ لپٹ کر ان کا کیا حال ہوتا ؎

کمال جوش جنوں میں رہا میں گرم طواف
خدا کا شکر سلامت رہا حرم کا غلاف

یہ اللہ کا شکر ہے کہ حرم کا غلاف سلامت رہتا ہے ورنہ تو دیوانے معلوم نہیں کیا کر ڈالتے، اسلئے اللہ رب العزت نے یہ ادب بھی سکھا دیا کہ طواف کے دوران تم نے بیت اللہ کی طرف نہیں دیکھنا، تاہم جی چاہتا ہے کہ انسان غلاف کعبہ کو پکڑ کر دعا مانگے اور جب مانگتے ہیں تو اس وقت آنسو اپنے قابو میں نہیں ہوتے، واقعی ایسا لگتا ہے جیسے محبوب کے دامن سے لپٹ کر انسان اپنی فریاد کہہ رہا ہو، اپنے دل کا سارا غم اپنے محبوب حقیقی کو بیان کر رہا ہے تو نو نیاز کیلئے حجاب ہی اولی ہے کہ ؎

دل سے بڑھ کر ہے اسکی نگاہ بے قابو

کسی نے کہا ؎

حجاب اکسیر ہے آوارۂ کوئے محبت کو
میری آتش کو بھڑکاتی ہے تیری دیر پیوندی

## ایک عجیب تاریخ

قریش کے زمانے میں بھی یہ غلاف ہوتا تھا بلکہ ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی ﷺ ایک مرتبہ رات کے وقت حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان والی سمت میں کھڑے قرآن مجید پڑھ رہے تھے اسی وقت عمر بن خطابؓ حرم میں آ گئے ان کے دل میں خیال آیا کہ یہ شخص کیا پڑھتا ہے؟ چنانچہ وہ ایک طرف سے غلاف کعبہ کے اندر چلے گئے اور آہستہ آہستہ اندر ہی اندر چلتے چلتے اسی جانب پہنچ گئے جہاں نبی ﷺ بیت اللہ کے قریب کھڑے قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے چنانچہ نبی ﷺ وہ سورت پڑھ رہے تھے جس میں کافیہ، حسابیہ، راضیہ، کتابیہ یہ الفاظ تھے جب انہوں نے یہ الفاظ سنے تو وہ سوچنے لگے کہ یہ تو کسی شاعر کا کلام پڑھ رہے ہیں تو جیسے ہی انہوں نے یہ سوچا کہ یہ کسی شاعر کا کلام پڑھ رہے ہیں تو نبی ﷺ نے قرآن مجید کی آیت کی تلاوت فرمائی ﴿وَمَاهُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ﴾ یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے تو انہوں نے دل میں سوچا کہ یہ کسی کاہن کا کلام ہوگا تو نبی ﷺ نے فوراً آیت پڑھی ﴿وَمَاهُوَ بِقَوْلِ كَاهِنٍ﴾ کسی کاہن کا بھی کلام نہیں ہے تو عمرؓ گھبرا گئے کہ ادھر میرے دل میں خیال آتا ہے اور ادھر وہی الفاظ ان کی زبان سے نکلتے ہیں تو یہ کلام تو کوئی اہم بات ہے، چنانچہ وہ غلاف کے پیچھے سے نکل کر گھر کو چلے گئے مگر سوچتے گئے، یہ وہ رات تھی جس سے اگلے دن قریش مکہ نے ان کو بھیجا کہ جاؤ مسلمانوں کے پیغمبر کا کام تمام کر آؤ اور یہ تلوار لے کر نکلے تھے جب تلوار لے کر نکلے تو راستہ میں ایک صحابی سے ملاقات ہوئی انہوں نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ کہنے لگے کہ میں جا رہا ہوں قصہ ہی ختم کر آؤں کہ نہ رہے

بانس نہ بجے بنسری، انہوں نے کہا جاؤ ذرا اپنی بہن کی خبر لو وہ مسلمان ہو چکی، تو یہ بہن کے گھر آ گئے پھر انہوں نے اپنے بہنوئی کو کہا کہ تم مسلمان ہو گئے؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ اگر اسلام حق اور سچ ہے تو سچ کو قبول کرنے میں کیا پریشانی ہے؟ یہ اپنے بہنوئی کو مارنے لگ گئے،، بہن بچانے آئی تو انہوں نے بہن کے بھی تھپڑ لگایا تو بہن بھی گر پڑی پھر کھڑی ہوئی وہ بھی آخر عمر ابن خطاب کی بہن تھی تو بہن نے وہ تاریخی جملہ کہا کہ [ اے عمر! جس ماں کا دودھ تو نے پیا ہے اسی ماں کا دودھ میں نے بھی پیا ہے، جسم سے جان تو نکال سکتا ہے ایمان جسم سے نہیں نکال سکتا، ] یہ وہ الفاظ تھے جو بجلی بن کر گرے اب خیال تو پہلے سے تھا کہ یہ کوئی خاص کلام ہے تو اپنی بہن سے کہنے لگے کہ اچھا مجھے بھی سناؤ کہ تم کیا پڑھ رہی تھیں اس نے کہا تو پاک نہیں ہے پہلے غسل کر کے پاک ہو پھر تو اس کلام کو سن سکے گا، چنانچہ انہوں نے غسل کیا پھر پوچھا کہ وہ کلام سناؤ تو اس پر وہ صحابی نے وہ کلام سنایا ﴿طٰهٰ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰى﴾ پھر سنتے سنتے جب اس آیت پر پہنچے ﴿اِنَّنِیْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ﴾ اللہ نے دل کے تالے کھول دیئے کہنے لگے اچھا مجھے بھی کلمہ پڑھاؤ میں بھی مسلمان بنتا ہوں۔

## آنے والے نے کیا دیکھا؟

تو یہ غلاف کعبہ بہت پہلے سے ہے اسلام سے نو سو سال پہلے سے اسکی تاریخ شروع ہوتی ہے چنانچہ ایک مرتبہ قریش مکہ کے سرداروں میں سے ایک آدمی آیا جس کا نام عفیف تھا وہ کندہ کا رہنے والا تھا اس نے آ کر بیت اللہ کے قریب ایک عجیب منظر دیکھا کہ بیت اللہ کے دروازہ کے قریب یعنی مقام ابراھیم پر نبی ﷺ کھڑے ہیں اور آپ کے پیچھے ایک سولہ سال کی عمر کا نوجوان لڑکا کھڑا ہے اور اسکے پیچھے ایک عورت کھڑی ہے اور نبی ﷺ جو کر رہے ہیں لڑکا بھی وہی کرتا ہے

اور عورت بھی وہی کرتی ہے اسکو یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا چنانچہ وہ عباسؓ کو ملا اور کہنے لگا کہ مجھے لگتا ہے کہ کوئی بڑا واقعہ پیش آنے والا ہے انہوں نے پوچھا کیوں؟ کہنے لگا میں بیت اللہ گیا تھا میں نے بیت اللہ کے قریب ایسا ایک منظر دیکھا، انہوں نے کہا ہاں وہ جو آگے کھڑے تھے وہ محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ان کے پیچھے جو لڑکا کھڑا تھا وہ انکے اپنے ہی گھر کا بچہ ہے اسکا نام علی ہے اور جو پیچھے عورت تھی وہ ان کی بیوی ہے اسکا نام خدیجہ ہے اصل میں جبرئیل علیہ السلام نے جب نماز کا حکم دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھنا بھی سکھایا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے وہاں نماز سیکھی پھر آپ جب نماز پڑھنے لگے تو آپ کے پیچھے حضرت علیؓ ہوتے تھے اور ان کے پیچھے آپ کی اہلیہ خدیجۃ الکبریٰ ہوتی تھیں تو یہ نماز کا منظر دیکھ کر وہ قریشی سردار اتنا متأثر ہوا کہ وہ کہنے لگا کہ مجھے لگ رہا ہے کہ کوئی بڑا واقعہ پیش آنے والا ہے آج بھی اگر آپ بیت اللہ شریف کے دروازے سے تھوڑا ادھر طرف دیکھیں تو وہاں نیچے بنیادوں پر کچھ پتھر لگے ہوئے ہیں تو آپ کو ایک جگہ چھوٹے چھوٹے پانچ چھ پتھر لگے ہوئے نظر آئیں گے، تقریباً یہ وہ جگہ ہے جہاں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلی نماز پڑھی تو کوشش کریں اگر موقع مل سکے تو وہاں دو رکعت نفل پڑھیں، عورتوں کے لئے تو ذرا مشکل ہوتا ہے تاہم رات کو تو ہم نے عورتوں کو بھی وہاں نماز پڑھتے دیکھا، اور اللہ سے یہ دعا مانگیں کہ اے اللہ آپ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو نماز پڑھنی یہاں سکھائی میں بھی دو رکعت پڑھ رہا ہوں مجھے بھی صحیح طریقہ سے نماز پڑھنا سکھا دیجئے، اے اللہ! نماز کا خشوع اور خضوع مجھے بھی عطا فرما دیجئے، مقام احسان والی نماز عطا فرمایئے جس کے بارے میں آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [ان تعبدالله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك] اللہ مجھے بھی زندگی میں ایسی نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرما دیجئے تو جب اسی جگہ پر جا کر آپ دعا مانگیں گے تو نسبت تو بہت بڑی چیز ہے، نسبت سے تو عزتیں ملتی ہیں،

نسبت سے تو نعمت جلدی ملتی ہے۔

## نسبت سے فرق

نسبت کی بات چلی تو آپ غور کریں کہ دو اینٹیں ایک ہی بھٹے پر بنتی ہیں ایک جیسا رنگ ہے ایک جیسا سائز ہے ایک جیسی ڈزائن ہے قیمت بھی ایک جیسی ہے ایک اینٹ کو لا کر آدمی مسجد میں لگا دیتا ہے جو بیت اللہ کہلاتی ہے اور ایک کو بیت الخلاء میں لگا دیتا ہے دونوں کی نسبت الگ ہوگئی ایک کی نسبت بیت اللہ سے ہوگئی اور ایک کی نسبت بیت الخلاء سے ہوگئی، جس کی نسبت بیت اللہ سے ہوئی اس کو تو یہ عظمت ملی کہ اس اینٹ کے اوپر اپنی پیشانی ٹیکتا ہے اور جو بیت الخلاء میں لگ گئی وہ صاف بھی ہو تب بھی انسان جوتے بغیر وہاں پاؤں رکھنا بھی پسند نہیں کرتا، اِدھر جوتے کے ساتھ پاؤں رکھتا ہے اُدھر پیشانی ٹیکتا ہے، نسبت نے دونوں اینٹوں کی عزت میں بڑا فرق ڈال دیا تو یہ نسبت تو بڑی چیز ہے۔

## اس امت پر اللہ کی بڑی بڑی نعمتیں

چنانچہ دیکھئے کہ بنی اسرائیل کو اللہ نے کیا نعمتیں دیں اور امت محمدیہ ﷺ کو اللہ نے کیا نعمتیں دیں

بنی اسرائیل میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں ﴿اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ﴾ میرا رب میرے ساتھ ہے حالانکہ پوری قوم ساتھ ہے مگر وہ فرماتے ہیں ﴿اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ﴾ میرا رب میرے ساتھ ہے

اور اس امت کو دیکھئے اللہ رب العزت نے کیا مقام دیا کہ صدیق اکبرؓ غار ثور میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ ہیں تو نبی ﷺ فرماتے ہیں ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ اللہ ہمارے ساتھ ہے وہاں کیا فرمایا کہ میرا رب میرے ساتھ ہے امت کا تذکرہ نہیں اور یہاں پر نبی ﷺ کیا فرماتے ہیں ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

## ایک علمی نکتہ سنئے

حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب سنانے پر ان کو فرمایا تھا کہ یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ بتانا کہیں تمہارے خلاف کوئی تدبیر نہ کریں، اس لئے کہ یہ انسانی فطرت ہے اور پھر اسکے بعد فرماتے ہیں ﴿وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ﴾ اور ایسے ہی تیرا رب تجھے اپنے لئے خاص کرلے گا، یعنی انہوں نے ایک ایسا صیغہ استعمال کیا کہ ''کرلے گا'' اور اس امت کے لئے اللہ تعالی فرماتے ہیں ﴿هُوَاجْتَبٰكُمْ﴾ وہ جس نے تمہیں اپنے لئے خاص کرلیا اُدھر مستقبل کا صیغہ اور اِدھر ماضی کا صیغہ، سبحان اللہ جو علم کے ساتھ ذوق رکھنے والے ہیں وہ اس فرق کو محسوس کریں گے کہ اللہ رب العزت کا اِس امت پر کتنا احسان ہے کہ وہاں ایک نبی کے بارے میں ایک نبی فرمارہے ہیں ﴿وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ﴾ اللہ اکبر، اور یہاں پر اللہ پوری امت کے بارے میں فرماتے ہیں ﴿هُوَاجْتَبٰكُمْ﴾ وہ ذات جس نے تمہیں اپنے لئے پسند کرلیا، امت محمدیہ پر اللہ رب العزت کی یہ رحمتیں ہیں۔

## مائدہ کا سوال

چنانچہ اور اس طرح کے کئی نکات ہیں لیکن اصل مقصد کی طرف آئیں کہ بنی اسرائیل پر اللہ تعالی نے مائدہ (دسترخوان) نازل کیا، امت نے درخواست کی اور عیسی علیہ السلام نے دعا مانگی ﴿رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ﴾ ہمارے لئے آسمان سے مائدہ اتار دیجئے، یہ جو مائدہ کا لفظ ہے یہ کھانے کے لئے استعمال ہوتا ہے'' اور ہمارے پنجابی زبان میں بھی یہی لفظ استعمال ہوتا ہے ہم اسے میدا کہتے ہیں، آٹے میں سے رفائنڈ آٹا نکال لو تو اسکو میدا کہتے ہیں وہ بھی کھانے کی چیز ہے بنیادی طور پر یہ کھانے کا لفظ ہے جو ہماری زبان کے اندر آ گیا، تو اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو مائدہ کھانے کی چیز عطا فرمائی، آسمان سے نازل

# حجر اسود کی شان

اب ذرا غور کیجئے گا حدیث پاک میں آتا ہے کہ یہ حجر اسود دنیا میں اللہ رب العزت کا داہنا ہاتھ ہے اور اس پر پھر محدثین نے لکھا کہ روایت میں آیا ہے کہ جس شخص کو نبی علیہ السلام کا زمانہ نہ مل سکا اگر اس نے آکر بیت اللہ کے اس پتھر کو یعنی حجر اسود کو بوسہ دے دیا تو اس کو اللہ سے اور نبی علیہ السلام کے ہاتھوں پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل ہوگئی، یہ اتنا بڑا کام اور اتنا بڑا عمل ہے کہ جس نے نبی علیہ السلام کا زمانہ نہیں پایا وراس نے حجر اسود کو چھولیا یا بوسہ دے دیا اس نے گویا اللہ رب العزت اور حضور اکرم علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

آج کسی کام کو محفوظ کرنا ہوتا ہے تو ویڈیو کیمرے کے سامنے لاتے ہیں جیسے ایمی گریشن سے نکلتے ہیں تو پاسپورٹ چیک کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ذرا کیمرے کے سامنے آجائیں، اسکو محفوظ کرتے ہیں، اسی طرح حجر اسود انسان کے قلبی احوال دکیفیات کو محفوظ کرلیتا ہے چنانچہ جب فتح مکہ ہوا تو نبی علیہ السلام کے ہاتھ پر دو ہزار لوگوں نے ایک دن میں بیعت کی، حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ نبی علیہ السلام اس کونے پر بیٹھے جہاں حجر اسود ہے اور پوری قوم بالکل حجر اسود کے سامنے تھی اور یہیں بیٹھ کر ان سے نبی علیہ السلام نے بیعت لی تو اگر ان لوگوں نے اسی جگہ بیٹھ کر نبی علیہ السلام سے بیعت لی تو ایسا بھی تو ہوسکتا ہے کہ ہم بھی حجر اسود والی لائن کے اوپر دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ کے سامنے توبہ کریں اور دعا مانگیں کہ اے میرے اللہ! تیرے محبوب کے ہاتھوں پر ایک وقت قریش نے آکر توبہ کی تھی میں اس امت کا ایک گنہگار بندہ آج ایسے وقت میں پہنچا جب کہ تیرے محبوب علیہ السلام دنیا میں نہیں، میں بھی اسی جگہ آکر بیٹھا ہوں، اسی ویڈیو کیمرے کے سامنے جس کو آپ حجر اسود کہتے ہیں جو آپ کی رحمت کا دایاں ہاتھ ہے اور اے اللہ میں بھی یہاں بیٹھ کر آج سچے دل سے توبہ کرر ہا ہوں آپ میری اس توبہ کو قبول فرمالیجئے، یقیناً اللہ کی طرف

فرمائی، اس امت کو اس پر بڑا ناز تھا کہ ہمارے لئے اللہ تعالی نے آسمان سے چیز نازل کردی،

## بن مانگے حجر اسود کا تحفہ

ذرا توجہ فرمایئے، اللہ تعالی نے امت محمدیہ کے لئے آسمان سے حجر اسود کو اتارا، اور اس حجر اسود کو بیت اللہ کے کونے پر لگوا دیا، اب وہ کھانے پر ناز کرتے ہیں جو کچھ عرصہ کے لئے تھا اور کچھ لوگوں کو ملا، اللہ نے امت کے سب لوگوں کے لئے اور ہمیشہ کے لئے ایک نعمت اتار دی، چنانچہ نبی ﷺ تشریف لائے آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اب بوسہ سے نسبت مل گئی، آسمان سے اتری ہوئی چیز تھی محبوب کے بوسے نے اس پر "نور علی نور" کا کام کر دیا چنانچہ آج پوری امت اس بوسے کی یاد تازہ کرتے ہوئے حجر اسود کو بوسہ دیتی ہے، عمرؓ بھی حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں اور بوسہ دے کر گویا کہتے ہیں۔

تیرے بوسے کو ہم دیتے ہیں بوسہ حجر اسود پر

کہ اے اللہ کے حبیب ﷺ! آپ نے جو بوسہ دیا تھا اس بوسے کو ہم بوسہ دے رہے ہیں

تیرے بوسے کو ہم دیتے ہیں بوسہ حجر اسود پر
وگرنہ کام کیا تھا ہم مسلمانوں کو پتھر سے

ہم مسلمانوں کو پتھر سے کیا کام تھا، ہم پتھر کو پوجنے والے نہیں ہیں ہم تو تیرے بوسے کو بوسہ دیتے ہیں نبی ﷺ نے بوسہ دیا آج بھی دیکھو امت اس حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے کیسے تڑپ رہی ہوتی ہے، جائیں تو وہاں لوگوں کا جذبہ دیکھیں جنون دیکھیں، جیسے دیوانہ وار لوگ آتے ہیں اور مرد تو مرد عورتوں کا بھی حال وہی ہوتا ہے، حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے دیوانے، اللہ اکبر تو بوسہ کی نسبت سے اللہ نے اس کی شان بڑھا دی۔

سے رحمت ہوگی اور اللہ رب العزت توبہ کو قبول فرمائیں گے ، یہ جو عمرہ کے زائد دن ہیں یہ انہیں کاموں کے لئے ہیں، ہم ایسی جگہوں پر بیٹھ کر اللہ سے دعائیں مانگیں، جو ڈھونڈنے والے ہوتے ہیں پتہ نہیں ان کی نگاہ کہاں کہاں پہنچتی ہیں۔

## شاہ رفیع الدینؒ کی رفعتِ نظر

دارالعلوم دیوبند کے دوسرے مہتمم گذرے ہیں ان کا نام رفیع الدین تھا، بڑے صاحب حال اور صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے، حرم تشریف لائے اور یہاں قیام کیا اب ذرا سوچیے کہ انکی سوچ کہاں پہنچی، ایک دن بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ نبی ﷺ نے بیت اللہ کی کنجی بنوشیبہ کو عطا کی تھی، یہ ایک قبیلہ ہے جن کے پاس پہلے سے یہ کنجی تھی نبی ﷺ نے فتح مکہ کے بعد کنجی انہی کو دیدی اور فرمادیا کہ یہ کنجی قیامت تک تمہارے ہی قبیلہ میں رہے گی، یہ تصدیق بھی فرمادی چنانچہ آج بھی بیت اللہ کی کنجی ان کے پاس ہے، اگر کوئی بادشاہ بھی آتا ہے تو دروازہ کھولنے کے لئے وہی خاندان بنوشیبہ کا بندہ آتا ہے اور وہ کنجی بردار دروازہ کھولتا ہے، تو شاہ رفیع الدینؒ کے ذہن میں خیال آیا کہ یہ خاندان بھی مکہ مکرمہ میں ہی رہے گا اور نبی ﷺ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ انکے پاس چابی بھی رہے گی چنانچہ انہوں نے بیت اللہ کے کنجی بردار کے ساتھ دوستی لگائی، واقفیت بنائی تعارف کیا، ہدیہ تحفہ دیا، بات چیت کی حتی کہ چند دنوں میں آپس میں خوب انسیت اور محبت ہوگئی، جان پہچان ہوگئی، جب جانے کا وقت آگیا تو اداس دل کے ساتھ جب ان سے ملنے لگے تو ان کا دل بھی اداس تھا کہا کہ اچھا آپ جارہے ہیں، کوئی کام ہمارے ذمہ ہو تو بتلایئے ہم کیا کر سکتے ہیں؟ تو جب انہوں نے یہ کہا تو فرمانے لگے کہ ہاں ایک کام ہے اگر آپ کردیں تو؟ کونسا؟ وہ کام یہ ہے کہ یہ کچھ پیسے ہیں یہ تو آپ کے لئے ہدیہ ہے اور یہ ایک تلوار ہے یہ امانت ہے، کیا مطلب؟ جیسے چابی تمہارے خاندان میں چلتی رہے گی یہ تلوار بھی امانت کے طور پر آپ اپنے

خاندان کے حوالہ کردیں، وہ اس تلوار کو بھی محفوظ رکھیں، جب حضرت مہدی آئیں گے اور آپ کے خاندان کا جو شخص ہوگا وہ جیسے ان کے لئے دروازہ کھولے گا میری طرف سے ان کو یہ تلوار کا ہدیہ پیش کردے گا، اللہ اکبر، دیکھو محبت انسان کی سوچ کو کہاں لے جاتی ہے، یہ فرق ہے ہم میں اور اہل اللہ میں، کہ ہم آتے ہیں اور عمرہ کیا اور فارغ، اب بازار ہے اور ہم طوافین اور طوافات ہیں، صبح شام بن داؤد کا طواف ہو رہا ہے اور جو اللہ والے ہیں ان کا دل حرم میں اٹکا رہتا ہے۔

## کیا مبارک اہتمام کیا

چنانچہ حضرت قاری رحیم بخش پانی پتیؒ فرماتے ہیں کہ جب میں عمرہ کے لئے حرم حاضر ہوا تو میں جتنے دن حرم میں رہا میں نے ہر نماز پہلی صف میں امام کے پیچھے تکبیر اولی کے ساتھ ادا کی، اب یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے، ہم تو ایک نماز بھی پہلی صف میں پڑھ لیں تو بڑی ہمت کی بات ہے، اور پہلی صف ہی نہیں بلکہ امام کے پیچھے اور پھر تکبیر اولی کے ساتھ! مجھے تو لگتا ہے کہ وہ وہیں بیٹھے رہتے ہوں گے، اگر کوئی ضرورت ہوتی ہوگی تو عشاء اور فجر کے درمیان باہر نکلتے ہوں گے ورنہ تو مسجد میں ہی رہتے ہوں گے، ایسا وقت گذارا انہوں نے۔

## کعبہ کا پڑوسی کون؟

چنانچہ علام زمخشریؒ جنہوں نے تفسیر کشاف لکھی جس کے بارے میں شاعر نے کہا ؎

تیرے وجود پر نہ ہو جب تک نزول کتاب
گرہ کشاں ہیں نہ رازی نہ صاحب کشاف

وہ علامہ زمخشری جب تشریف لائے تو اتنا حرم میں رہتے تھے کہ عرب لوگوں نے ان کا نام "جار اللہ" اللہ کا پڑوسی رکھ دیا، اب سوچیں کہ کتنا وقت بیت اللہ کے پاس گذارتے ہوں گے کہ لوگوں نے ان کو پڑوسی کہا، یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے،

کاش ہم بھی حرم میں ایسے وقت گذارتے،

تو بات چل رہی تھی نسبت کی، حجر اسود کو نبی ﷺ کے بوسے کی نسبت حاصل ہے

## مقام ابراھیم

مقام ابراھیم کو سیدنا ابراھیم علیہ السلام کے پاؤں سے لگنے کی نسبت حاصل ہے، کہتے ہیں یہ ایک پتھر تھا کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے جب بیت اللہ کی دیواروں کو تعمیر کیا تو پھر اونچے اونچے پتھر رکھنے کی ضرورت پیش آئی تو اللہ نے اس پتھر کو ایسا بنا دیا کہ جتنی ضرورت ہوتی تھی یہ پتھر اتنا اونچا ہوتا جاتا تھا اور وہ پتھر وہاں رکھتے جاتے تھے اسکے اوپر ان کے قدموں کے نشانات ہیں وہ آج بھی محفوظ ہیں، لیکن مقام ابراھیم کا یہ پتھر پہلے ایسے ہی پڑا ہوتا تھا لیکن ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ عمر فاروق ؓ کے زمانے میں سترہ ہجری میں بارش کی وجہ سے بڑا سیلاب آیا اور اس سیلاب میں یہ پتھر بھی اپنی جگہ سے ہٹ کر کہیں اور چلا گیا اب عمر فاروق ؓ کو پریشانی ہوئی، ایک تو اس پتھر کو ڈھونڈیں اور دوسرا اسکو بعینہ اسی جگہ پر رکھیں جہاں نبی ﷺ کے زمانے میں تھا، بڑی حیرانی اور بڑی پریشانی ہوئی،

اب سوچیں یہ کتنی فراست رکھنے والے صحابی ہیں چنانچہ تلاش کیا اللہ نے مہربانی کردی کہ اجیاد کی طرف سے یہ مقام ابراھیم والا پتھر مل گیا تو جب مل گیا تو انہوں نے کہا کہ اب کون ہے جو مجھے یہ بتائے کہ اس کی متعین جگہ کونسی تھی؟ اندازہ تو سب کو معلوم تھا لیکن بالکل صحیح جگہ معلوم نہیں تھی، چنانچہ اس وقت بنو سہم کے ایک آدمی مطلب بن وداع آئے اور عمر فاروق ؓ کے سامنے کہنے لگے کہ امیر المومنین! ایک مرتبہ میرے ذہن میں یہ خیال آیا تھا کہ یہ پتھر ایسے ہی رکھا ہوا ہے، یہ کسی وجہ سے آگے پیچھے بھی ہوسکتا ہے تو اس کی جگہ کی نشاندہی کیسے ہوگی تو میں نے اس وقت باب کعبہ اور بیت اللہ کے ارکان سے اس کی پیمائش کر کے رکھ لی تھی وہ پیمائش میرے پاس محفوظ ہے، چنانچہ عمر ؓ نے ان کو بلایا اور انہوں نے آکر بتایا اور سب صحابہ نے

اسکی تصدیق کی کہ واقعی یہی اسکی اصل جگہ تھی،

اس سے پتہ چلتا ہے کہ جن صحابہ نے پتھروں کی پیمائش کر کے ان کو بھی محفوظ رکھا انہوں نے اپنے محبوب کے اقوال اور اعمال کو کیسے محفوظ کیا ہوگا۔

## ایک واقعہ

ابھی قریب کے زمانے میں ۱۹۳۰ اور اسکے قریب کا زمانہ میں بھی یہ پتھر ایسے ہی رکھا ہوا ہوتا تھا بلکہ ہمارے حضرتؒ کے زمانے میں جب وہ حج کے لئے تشریف لاتے تھے تو اس وقت بھی یہ پتھر اسی طرح کھلا اپنی جگہ پر رکھا ہوا ہوتا تھا اسکو فکس نہیں کیا گیا تھا، بلکہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر طواف زیارت کے لئے واپس تشریف لائے تو طواف کرنے کے بعد اللہ کے حبیب ﷺ نے زمزم کے کنویں سے پانی نکالا اور ڈول سے پانی نوش فرمایا اور پانی نوش فرمانے کے بعد ڈول میں جو پانی بچا اللہ کے محبوب ﷺ نے وہ بچا ہوا پانی اس کنویں میں واپس ڈال دیا اور واپس ڈالنے کا راز یہ تھا کہ میرے بعد میری امت کے جتنے لوگ اس زمزم کو پئیں گے انہیں میرا بچا ہوا پانی پینے کی سعادت حاصل ہو جائے، اللہ اکبر کبیرا دیکھئے محبت کیا عجیب چیز ہوتی ہے چنانچہ ہمارے اکابرین آتے تھے اور ڈول نکال کر اس پانی کو پیتے تھے،تو ہمارے حضرت نے یہ بات بتائی کہ میں نے دیکھا کہ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ بھی آئے ہوئے تھے تو میں نے دیکھا کہ ان پر محبت کا ایسا غلبہ تھا کہ وہ گئے اور مقام ابراھیم سے یہ پتھر اٹھا کر لائے اور ڈول سے زمزم نکالا اور زمزم کو ان پاؤں کے نشانوں پر ڈال کر وہاں سے نوش فرمایا جیسے پیالے سے پانی پیتے ہیں تو حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے محبت کی بنا پر ڈول سے پانی ان پاؤں کے نشانات میں ڈالا اور پاؤں کے نشانات سے پھر اپنے لبوں سے نوش فرمایا، تاہم حکومت وقت نے جب دیکھا کہ یہ تو غیر محفوظ ہے تو انہوں نے اس کو ایک جگہ پر فکس کر دیا، آج ایک چھوٹا سا منارہ بنایا ہوا ہے شیشہ

کے اندر یہ پتھر اس میں رکھا ہوا ہے تو یہ مقام ابراھیم اپنی جگہ کے اوپر محفوظ ہے، سیدنا عمرؓ کو اللہ رب العزت نے ایسی سمجھ دی تھی جس پر انکو فاروق کا لقب ملا تھا حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والے فرقان سے کہ ان کی بعض تجاویز بالکل منشائے خداوندی کے مطابق تھیں

چنانچہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں ان کی جو رائے تھی وہ منشائے خداوندی کے عین مطابق تھی، آیتیں اتر آئیں، پردے کے بارے میں انکی جو رائے تھی منشائے خداوندی کے بالکل مطابق نکلی،

اللہ نے حجاب کی آیت اتار دی اور تیسری ایک بات یہ بھی تھی کہ نماز کہاں پڑھی جائے؟ تو عمرؓ چاہتے تھے کہ ابراھیم علیہ السلام کے جو پاؤں کے نشانات ہیں ان کے قریب نماز پڑھی جائے چنانچہ اللہ رب العزت نے قرآن پاک کی آیت اتار دی ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیمَ مُصَلًّی﴾ کہ تم مقام ابراھیم کو اپنے لئے مصلی بنالو اب یہاں مفسرین نے ایک عجیب نکتہ لکھا کہ اللہ رب العزت کی قدردانی دیکھئے کہ ابراھیم خلیل اللہ نے اللہ رب العزت کا گھر تعمیر کیا اور اللہ نے اتنی عزت افزائی فرمائی کہ ان کے قدموں کے نشانات کو آنے والے لوگوں کے لئے سجدہ گاہ بنادیا کہ جہاں میرے خلیل کے قدموں کے نشان ہیں اسکے قریب سجدے کرو، واہ میرے مولی! آپ کتنے قدردان ہیں، چنانچہ یہ مقام ابراھیم قبولیت دعا کا مقام ہے امام اعظم ابوحنیفہؒ تشریف لائے اور کہتے ہیں کہ دو رکعت میں انہوں نے پورا قرآن مجید مکمل پڑھا اور پڑھنے کے بعد پھر انہوں نے کہا (مَاعَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ وَمَاعَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ) یہ کیوں کہا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع میں، حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ابراھیم پر دو رکعت نفل پڑھ کر یہی الفاظ کہے تھے [مَاعَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ] اے اللہ جیسا تیری عبادت کا حق تھا وہ ہم ادا نہیں کر سکے تو ہم بھی اس

پر عمل کرلیں موقع ملے تو مقام ابراھم پر دو رکعت نفل پڑھ کر ہم بھی یہی کہیں کہ یا اللہ! (مَاعَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ) جیسی بھی ٹوٹی پھوٹی عبادت ہے اے اللہ آپ اس کو قبول فرمالیجیئے، تو آج ہم نے بیت اللہ کے غلاف کے بارے میں پھر حجر اسود کے بارے میں اور پھر مقام ابراھیم کے بارے میں کچھ بات کی۔

## آخری بات

ایک آخری بات جو بہت اہم ہیں کہ آپ اگر بیت اللہ کو دیکھیں تو اسکے اندر کچھ نہیں ہے، جی میں آتا ہے کہ اندر کوئی خزانہ چھپا ہوگا، کوئی انمول چیزیں رکھی ہوں گی، اندر کچھ بھی نہیں ہے بس ستون ہے اور ستون کے اوپر چھت ہے، ایک کونے میں چھت پر جانے کے لئے سیڑھی ہے، اندر سے خالی ہے،

اب اس میں کیا راز ہے ذرا سوچیں امت کو یہاں ایک راز بتایا جارہا ہے، ممکن ہے کہ ہماری نظر نہ پہنچے لیکن اللہ والوں کی نظر پہنچتی ہے انہوں نے کہا کہ دیکھو اللہ تعالی چاہتے تو اس بیت اللہ کو سونے چاندی سے بھر دیتے اگر چاہتے تو ہیرے اور موتیوں سے بھروا دیتے کہ میرا گھر ہے موتیوں سے بھر دو، ہیروں سے بھر دو، قیمتی چیزوں سے بھر دو، کچھ بھی نہیں بالکل خالی ہے، اللہ آپ نے اپنے گھر کو خالی کیوں پسند کیا؟ اس لئے کہ ایک پیغام دینا تھا کہ میرے بندو! دیکھو اسکو میں بیتی کہہ رہا ہوں، اپنا گھر کہہ رہا ہوں، اس لئے کہ اسکے اندر کچھ نہیں تو میری تجلیات اس گھر پر نازل ہوتی ہیں اگر تم چاہتے ہو وہ تمہارے دلوں پر نازل ہوں تو تم بھی اپنے دل کو غیر سے خالی کرلو۔

بتوں کو توڑ تخیل کے ہوں کہ پتھر کے

سب بتوں کو توڑ دیجئے، اپنے دل کو ماسوا اللہ سے خالی کرلیجئے جیسے اس خالی کعبہ کے اوپر اس عمارت کے اوپر اللہ کی براہ راست تجلی اترتی ہیں جو دل ماسوا اللہ سے خالی ہوجاتا ہے اللہ کی براہ راست تجلیات اس دل پر اترا کرتی ہیں اب ہم

اپنے دل کی طرف ذرا جھانک کر دیکھیں کہ کیا یہ خالی ہے؟ یا اس میں مورتیاں ہیں، شکلیں ہیں ﴿مَاهٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِىْٓ اَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُوْنَ﴾ انسان کی تصویر پڑی ہوئی ہے یہ بت سب کے سب بت ہیں، جب تک یہ بت اندر رہیں گے وہ تجلیات نازل نہیں ہوسکتیں اسلئے آج اس مجلس میں ہم دلوں میں یہ عہد کریں کہ اے اللہ! ہم نے مخلوق کی نفسانی، شہوانی، شیطانی محبتوں کو ترک کر دیا اے اللہ! اپنے دل کو ہر غیر سے خالی کر لیا یہ دل فقط آپ کے لئے ہے، اب آپ ایک نظر رحمت کی اس پر ڈال دیجئے جب ہم یہ نیت کر لیں گے تو پھر اللہ رب العزت کی خاص رحمت کی نظر اس پر پڑیں گی یہی کہنے کی بات ہے

ترکت اللات و العزی جمیعا

کذالك یفعل الرجل البصیر

اللہ سب لات اور منات چھوڑ دے اور بصیرت رکھنے والا شخص ایسا ہی کیا کرتا ہے، آج ہم بھی اس محفل میں سب لات اور منات کو توڑ ڈالیں، ہمارے دلوں میں لات ہے منات ہے جبل ہے بہت سارے بت ہیں ان کو توڑیں ان کو چھوڑیں اور آج اپنے اللہ سے یہ عہد کریں کہ میرے مولی بیت اللہ خالی ہے جیسے آپ کی تجلیات کے شرف نے اسکو لبریز کر دیا ہم اپنے دل کو غیر سے خالی کرتے ہیں ہمارے دلوں کو اپنی تجلیات سے لبریز فرما دیجئے۔ آمین،

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمین

﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾

# عشاق کا عمرہ

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

# فہرست عناوین

اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

# اقتبــــــاس

جس طرح واشنگ مشین میں کپڑے
ڈالتے ہیں اور چند چکر لگا کر کپڑے صاف کر کے باہر نکال
دیتی ہے۔

اس عاجز کو تو ایسا لگتا ہے کہ یہ کعبۃ اللہ ایک عالمی big واشنگ
مشین ہے گنہگار بندے آتے ہیں اسکے گرد مطاف میں سات چکر لگاتے
ہیں اللہ رب العزت اپنی مہربانی سے سب کو دھو کر باہر نکال دیتے ہیں۔

﴿ازافادات﴾

حضرت مولانا پیر
**حافظ ذوالفقار احمد صاحب**
نقشبندی مجددی زید مجدہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَّمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ !

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

## حج اور عمرہ کس کے لئے؟

﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ اور تم حج اور عمرہ کرو اللہ کے لئے، قران مجید کی اس آیت میں اللہ رب العزت نے حج اور عمرہ کرنے کا حکم دیا اتموا امر کا صیغہ ہے، حکم ہے مگر اس میں ایک خاص نکتہ کی نشاندہی کر دی للّٰہ یہ عمل تم اللہ کے لئے کرو، اللہ کے لئے کرنے کا کیا مطلب؟ کہ یہ عمل تم اللہ رب العزت کی محبت میں ڈوب کر کرو،

انسان کئی کام کرتا ہے لیکن اس پر جو نیت غالب ہو جو رنگ غالب ہو وہ عمل اسی کے لئے کہا جاتا ہے، مثال کے طور پر ایک آدمی اپنے بچوں کے لئے کچھ لاتا ہے تو گو وہ سب مل کر کھاتے ہیں لیکن بیوی سمجھتی ہے کہ یہ بچوں کے لئے آئی ہے، چنانچہ کئی مرتبہ اگر کسی بات پہ تکرار ہو جائے تو کہہ بھی دیتی ہے تم جو کرتے ہو اپنے بچوں کے لئے کرتے ہو میرے لئے کیا کیا؟ اس لئے کہ میاں بیوی کے درمیان ایک محبت کا تعلق ہوتا ہے اور محبت چاہتی ہے کہ رنگ غالب ہو، پتہ چلے کہ یہ میرے لئے عمل ہوا، بالکل اللہ رب العزت بھی یہ چاہتے ہیں کہ یہ حج اور عمرے کا عمل جو بہت ساری عبادات پر مشتمل ہے اس راستے میں انسان نمازیں بھی پڑھتا ہے

، تلاوت بھی کرتا ہے، روزے بھی رکھ لیتا ہے، مال بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے، ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ بھی کرتا ہے، مگر ان تمام اعمال میں اللہ رب العزت کی محبت کا رنگ غالب ہو، اس لئے خاص طور پر اس کی نشاندہی کی، عمرہ، حج کرو تو تم میرے لئے کرو۔

## کون کس نیت سے حج کرے گا؟

حدیث پاک میں آتا ہے کہ قرب قیامت میں بعض لوگ حج کریں گے سیر کی خاطر میری امت کے جو امیر لوگ ہوں گے وہ سیر اور سیاحت کے لئے حج کریں گے، اور جو میری امت کے علماء ہوں گے وہ تفاخر کے لئے حج کریں گے، ایک۔۔دوسرے کے اوپر فخر ظاہر کرنے کے لئے، میں اتنے حج کر چکا میں اتنے عمرے کر چکا، اور میری امت کے غرباء سوال کرنے کے لئے بھیک مانگنے کے لئے حج کریں گے، اللہ تعالی چاہتے ہیں کہ میرے بندے میرے لئے حج کریں۔

پورے سفر کے ہر عمل سے ان کا مقصود میری محبت ہو، یہ جو للہ کا لفظ ہے یہ اپنے اندر بہت گہرائی رکھتا ہے، اسی لئے ہمارے اکابر نے فرمایا کہ حج اور عمرے کا سفر عاشقانہ سفر ہے، مومن جب گھر سے نکلتا ہے تو وہیں سے اس کو کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ جو تمہارا لباس ہے یہ اونچ نیچ کا فرق ادھر ہی ختم کر دو، میرے دربار میں تم سب ایک جیسے بن کر آؤ ع

تیرے دربار میں پہونچے تو سبھی ایک ہوئے

فرمایا مرد، دو چادروں میں لپٹ جائیں، جو دیکھنے میں کفن کی مانند ہیں مگر اس کو احرام کہا جائے گا، بکھرے ہوئے بال ہوں گے، گرد آلود چہرے ہوں گے، سفر کی تھکن ہوگی، ایسے جیسے دنیا کی زیب وزینت سے کوئی واسطہ ہی نہیں ہے، نہ تم خوشبو لگا سکتے ہو، نہ اپنے بال کاٹ سکتے ہو، نہ تم کوئی فحش بات اس حالت میں کر سکتے ہو، حتی کہ میاں بیوی اگرچہ ایک دوسرے کے لئے حلال ہیں مگر احرام کی

حالت میں تم میاں بیوی بھی آپس میں کوئی محبت کی بات نہیں کر سکتے، اس کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ ایک آدمی حج کے سفر پہ چلا جب اس نے احرام باندھا تو احرام باندھنے پر جیسے اور بہت ساری چیزیں حرام ہوگئیں، بیوی کے ساتھ جو ایک تعلق ہوتا ہے میاں بیوی کا وہ بھی حرام ہوگیا، اب آدمی نے وقوفِ عرفہ بھی کرلیا، مزدلفہ بھی کرلیا، منٰی میں آکر شیطان کو کنکریاں بھی مارلیں، قربانی بھی کرلی، قربانی کے بعد حلق کرواکے احرام اتار بھی لیا فرمایا تمہارے لئے سب چیزیں حلال ہوگئیں مگر بیوی اب بھی حلال نہیں ہوئی، کیونکہ تم نے طوافِ زیارت نہیں کیا، وہ اصل مقصود تھا پہلے ہماری زیارت کرو، ہم سے ملاقات کرو اس ملاقات کے بعد بیوی کی محبت میں حاضری دی جائے، تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ جو للّٰہ کا لفظ ہے یہ ہمیں پیغام دے رہا ہے، کہ یہ سیر وسیاحت کا سفر نہیں یہ اللہ رب العزت کی محبت کا سفر ہے ﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ حج اور عمرہ کرو اللہ کی خاطر، لہذا عمرہ کے ہر عمل میں اللہ کی محبت کا رنگ نظر آنا چاہئے، خاوند ہو یا بیوی، بہن ہو یا بھائی، باپ ہو یا اولاد، اللہ تعالیٰ اس سفر میں ہر ایک کے ہر ہر عمل میں یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ خاوند ہے تو میری محبت میں کتنا تڑپتا ہے اور بیوی ہے تو میری محبت میں کتنا تڑپتی ہے؟ میرے لئے کرو۔

## زبیدہ خاتون کا واقعہ

زبیدہ خاتون کے بارے میں آتا ہے کہ اس نے نہر زبیدہ بنوائی لاکھوں انسانوں نے فائدہ اٹھایا جب اس کی وفات ہوئی تو خواب میں کسی کو نظر آئی، اس نے پوچھا زبیدہ تمہارا کیا معاملہ ہوا؟ کہنے لگیں کہ اللہ رب العزت کے حضور پیشی ہوئی، اللہ رب العزت کے سامنے میرا نہر زبیدہ والا عمل پیش کیا گیا، اللہ رب العزت نے فرمایا کہ ہاں تمہاری زبان سے لفظ نکلے، خزانے کا پیسہ لگا اور مزدوروں کا پسینہ بہا، تم یہ بتاؤ تم نے میری خاطر کیا مشقت اٹھائی؟ کہنے لگی کہ میں تو بہت ہی زیادہ ڈر

گئی، خوفزدہ ہوگئی اس لئے کہ میں شہزادی تھی، اور میں تو تنکا توڑ کر دوہرا بھی نہیں کرتی تھی، میں تو کوئی مشقت والا کام کرتی ہی نہیں تھی اور اللہ تعالی کی طرف سے یہ پوچھا گیا کہ بتاؤ تم نے میری خاطر کیا کیا؟ تو میں گھبرا گئی مگر اللہ رب العزت کی رحمت جوش میں آئی فرمایا ہاں تمہارا ایک عمل ہے جو تم نے میری خاطر کیا، کونسا عمل؟ فرمایا کہ ایک مرتبہ تمہیں بھوک لگی ہوئی تھی کھانا کھا رہی تھی تم نے لقمہ سالن میں ڈبویا اور اپنے منہ کی طرف لے جانے لگیں تو عین اس وقت ادھر سے اذان کی آواز بلند ہوئی اللہ اکبر تم نے جیسے ہی اللہ کا لفظ سنا تو تم نے (محسوس) کیا کہ تمہارے سر پر دوپٹہ پورا نہیں تھا آدھا تھا تم نے لقمے کو رکھ دیا اور میرے نام کی عظمت کی خاطر تم نے پہلے سر کو ڈھانپا اور پھر لقمہ کھایا، یہ جو تم نے لقمہ کھانے میں تھوڑی دیر کی، یہ میری محبت کی وجہ سے کی، ہم نے اس عمل پر تیرے گناہوں کی مغفرت کردی۔

## بتوں کو چھوڑ تصور کے ہوں کہ پتھر کے

اللہ تعالی فرماتے ﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ حج اور عمرہ کرو اللہ کے لئے، تو یہ یاد رکھیں کہ جو سفر ہم نے کیا ہے یہ ایک مقصد کے لئے کیا ہے اور وہ مقصد ہے اللہ رب العزت کو راضی کرنا، وہ ہرگز راضی نہیں ہونگے جب تک ہم اس سفر میں اللہ تعالی پر یہ ظاہر نہ کردیں کہ اے اللہ! ہمیں کائنات کی ہر چیز سے زیادہ آپ کے ساتھ محبت ہے، اٹھنے میں، بیٹھنے میں، چلنے میں، پھرنے میں، ہر عمل میں، ہر سانس میں اللہ کی محبت لپٹی ہوئی ہو، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ اسی لئے تو احرام کی حالت میں تلبیہ پڑھنے کا حکم دیا، لبیک اللھم لبیک حاضر ہوں اے میرے اللہ! میں حاضر ہوں لبیک لاشریک لک لبیک حاضر ہوں تیرے ساتھ کوئی شریک نہیں ان الحمد والنعمة لک والملک دیکھا سب تعریفیں، سب نعمتیں اور یہ ساری شاہی کس کے لئے اللہ کے، تو حاضر ہوں کا کیا مطلب ہے؟

اے پروردگار ع

تَرَکْتُ الّٰاتَ وَالْعُزّٰی جَمِیْعاً

سب لات ومنات میں نے چھوڑ دیئے، ہر وہ چیز جو مجھے اللہ سے غافل کر کے اپنی طرف متوجہ کرتی ہے وہ میرے لئے لات اور منات کے مانند ہے،

یہ لات اور منات پتھر کے نہیں ہوتے یہ بسا اوقات انسانی شکل میں بھی ہوتے ہیں، جب کسی کی محبت اللہ سے بڑھ جائے وہ تیرے لئے لات اور منات کے مانند ہے تو یوں سوچو کہ تَرَکْتُ الّٰاتَ وَالْعُزّٰی جَمِیْعاً

میں نے لات اور عزی تمام کے تمام چھوڑ دیئے

کَذَالِکَ یَفْعَلُ الرَّجُلُ الْبَصِیْرُ

ہر بصیرت رکھنے والے شخص کو ایسے ہی کرنا چاہئے

جب ہم اپنے گھر سے نکلے تو گویا سب نفسانی بتوں کو ہم نے توڑا اور اللہ کی طرف رُخ موڑا، اور اسی کی محبت میں ڈوب کر نکلیں، تو یہ تلبیہ اسی کا اقرار ہے۔

## تلبیہ کیسے پڑھیں؟

صحابہؓ جب چلے نبی ﷺ کے ساتھ دس ہجری میں تو جب احرام باندھ کر تلبیہ پڑھ رہے تھے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام اترے اور نبی ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے اللہ کے پیارے محبوب ﷺ! اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اپنے یاروں سے کہو کہ تلبیہ کو اونچا پڑھیں، اس خاص پیغام کو دینے کے لئے اللہ نے اپنے پیغمبر کو بھیجا، پیغام پہونچانے والے کو، صحابہ کرامؓ کہتے ہیں کہ اللہ کے اس پیغام پہونچ جانے کے بعد ہم اتنا تلبیہ پڑھتے تھے اتنا تلبیہ پڑھتے تھے کہ پڑھ پڑھ کر ہمارے حلق خشک ہو جاتے تھے اور آج آوازیں نہیں نکلتیں پینے کو پانی کی جگہ جوس پیتے ہیں کھانے میں روٹی کے بجائے چکن پیس چاہئیں مگر زبان اللہ کے ذکر سے اتنی عاجز بن گئی کہ تلبیہ اونچی آواز سے نہیں پڑھ پاتے گھنٹوں گذر جاتے

ہیں تلبیہ نہیں پڑھتے ،اور حالت احرام میں ہوتے ہیں، یہ کیسا عمرہ ہوا بھائی ؟ ہمیں تو تلبیہ اتنا پڑھنا چاہئیے کہ یوں سمجھیں کہ کروٹ کروٹ اٹھتے بیٹھتے قدم قدم ہر وقت تلبیہ پڑھیں، اور اللہ کی محبت میں ڈوب کر تلبیہ پڑھیں،

اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ جب انسان اونچائی پہ چڑھے تو چڑھنے سے پہلے تلبیہ پڑھے، جب نیچے اترے تو اترنے سے پہلے تلبیہ پڑھے، ہر تبدیلی حال پر تلبیہ پڑھے حتی کہ اگر کوئی دوست ملنے کے لئے آیا تو پہلے تلبیہ پڑھے پھر دوست کو سلام کہہ کر ملے، ہر عمل میں اللہ کی محبت پہلے، یہ سفر ہمیں یہیں سکھاتا ہے۔

## ہر حال میں راضی رہیں

تو کیا فرمایا﴿ وَاَتِمُّواالْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ حج اور عمرہ کرو اللہ کے لئے، ہم ایک مقصد لے کر نکلے ہیں، اللہ تعالی کو وہی عمل پسند ہے جو اس کی محبت میں ڈوبا ہوا ہو، اس لئے فرماتے ہیں ﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْناً وَّيَتِيْماً وَّاَسِيْراً﴾ اور وہ مسکین یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہے علی حبہ اللہ کی محبت کی بنا پر، یہ اصل مقصود ہے۔

ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن ہم کہیں کہ اے اللہ عمرے کا سفر کیا تھا، اللہ فرمائیں تم نے میرے لئے کیا کیا تھا؟ بتاؤ تو سہی اس سفر میں تم نے میرے لئے کیا کیا؟ اسلئے مقصود کو سامنے رکھیں، اس لئے اس سفر میں جتنی مشقتیں آئیں ان کو خندہ پیشانی سے برداشت کریں۔

## تین کام ہرگز نہیں کرنے

اس سفر میں تین کام نہیں کرنے۔

(۱)...... بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرنا،

بے صبری کیا ہے؟ ذرا سی بات پر ایک دوسرے سے الجھ پڑے، ذرا سی بات پر

ناراض ہو گئے، ایک تو یہ نہیں کرنا۔

(۲)......دوسرا ناشکری کا مظاہرہ نہیں کرنا۔

ناشکری کیا ہے؟ کہ یہ اچھا نہیں ملا، وہ اچھا نہیں ملا، جہاز میں سیٹ اچھی نہیں ملی، ہوٹل کا کمرہ اچھا نہیں ملا، بس کی سیٹ اچھی نہیں ملی، اچھا کیا ہوتا ہے؟ اللہ رب العزت نے اتنی سہولتوں کا یہ سفر عطا کیا ہم اس قابل تھے؟ ہرگز نہیں، ایئر پورٹ بھی ایئر کنڈیشن، بسیں بھی ایئر کنڈیشن، جہاز بھی ایئر کنڈیشن، پھر بھی ہمارے شکوے ختم نہیں ہوتے، فلاں جگہ بڑا ٹائم لگ گیا جی، بھائی یہ فقرے جو آپ بول رہے ہیں یہ ناشکری ظاہر کر رہے ہیں، تو بے صبری سے بچنا ہے اور دوسرا ناشکری سے بچنا ہے، کوئی لفظ ایسا نہ کہیں کہ جس سے ناشکری ہو۔

(۳)......اور تیسرا کوئی بھی عمل ایسا نہیں کرنا کہ جو شریعت کے حکم میں گناہ کہلاتا ہے، اسلئے کہ گناہ تو ہر حال میں بُرا ہے، لیکن کسی کے گھر میں آ کر اسی کی نافرمانی یہ اور زیادہ بُری ہو جاتی ہے، اپنے گھر میں تو جو چاہے کرتے تھے یہاں تو خدا کے گھر میں آئے ہیں تو کیا خدا کے گھر میں آ کر پھر خدا کے حکموں کی نافرمانی کریں گے؟ اسلئے کوئی زبان سے ایسی بات نہ نکلے، آنکھ سے ادھر ادھر غلط نظر نہ اٹھائیں، کان سے غلط نہ سنیں، ہاتھ پاؤں سے کسی کو تکلیف نہ دیں، کوئی بھی کام جس کو شریعت نے گناہ کہا ہم اس کے مرتکب نہ ہوں، یہ تین کام ہم نے ہرگز نہیں کرنے۔

## عمرہ کس وقت بہتر ہوتا ہے؟

اب ہم اس وقت احرام کی حالت میں ہیں اور عمرہ کرنے کا ارادہ ہے، ہم رات کو پہنچے تھے تو رات میں بھی یہ عمل کر سکتے تھے، مگر عورتیں بھی تھیں بچے بھی تھے ہم جیسے بوڑھے بھی تھے، تو اگر ہم رات ہی کو یہ عمل کرتے تو یہ سر سے بوجھ اتارنے والی بات ہوتی، ہر بندہ سوچ رہا ہوتا کہ جلدی کرو جی، جلدی کرو جی، نیند ستا رہی ہے، تو کیا ہم اتنا سفر کر کے اسی لئے آئے تھے کہ دو گھنٹے کے بجائے ہم نے دو گھنٹے میں

عمرہ ہو جائے؟ نہیں، ہم تو مستقل ایک عبادت کرنے کے لئے آئے ہیں، اس لئے ہم نے وقفہ ڈالا، بیمار لوگ دوائی لے لیں صحت مند ہو جائیں، تھکے ہوئے لوگوں کو آرام مل جائے، اور عشاء کے بعد انتہائی فریش (چُست) حالت میں ہم اپنے رب کے دربار میں حاضر ہوں، جب دعائیں مانگنے کو دل مچل رہا ہو، جب محبت سے دل لبریز ہو، جب جی چاہے کہ بس اللہ کے نام پر ہم مٹ جائیں، ہم ایسی کیفیت میں اللہ کے سامنے حاضر ہونا چاہتے ہیں، اسی لئے جو وقفہ درمیان میں ڈال دیا وہ اپنے آپ کو فریش کرنے کے لئے ہے، اب ان شاء اللہ عشاء کی نماز کے بعد اندازاً دس بجے، اس لئے کہ عشاء کے متصل بھی رش زیادہ ہو جاتا ہے، دس بجے سے لے کر رات ایک بجے تک یہ تین گھنٹے ایسے ہیں کہ ہمارا اور دوستوں کا بہت عرصے کا تجربہ ہے کہ اس وقت میں عام طور پر رش کم ہوتا ہے، تو بہر حال عشاء کے بعد ان شاء اللہ ہم حرم میں جائیں گے۔

## حرم کے پانچ کام

حرم میں جا کر ہمیں پانچ کام کرنے ہیں،

......(۱) ایک کام تو یہ کرنا ہے کہ ہم جیسے ہی مسجد حرام میں جائیں گے تلبیہ پڑھتے ہوئے جائیں گے،

تلبیہ کا مسئلہ سمجھ لیں، کہ احرام باندھتے وقت تلبیہ سے احرام شروع ہوتا ہے اور حجر اسود کے سامنے پہونچ کر جب استلام کرتے ہیں تو اس سے پہلے تلبیہ کا وقت ختم ہو جاتا ہے، وہ نعرہ تو اس وقت تھا جب آرہے تھے ملنے کے لئے، تو دیوانہ وار لبیک کہہ رہے تھے، جن لوگوں کو نہیں پتہ ہوتا وہ بیچارے طواف میں بھی تلبیہ پڑھ رہے ہوتے ہیں، مسئلے کا پتہ نہیں ہوتا، عورتیں ہمیشہ آہستہ پڑھیں اور مرد ہمیشہ اونچی آواز سے پڑھیں، اونچی آواز سے پڑھنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نعرے مارتے پھریں، بلکہ اونچی آواز سے مراد یہ ہے کہ بس ذرا جہر ہو، مگر

محبت سے جیسے کوئی بندہ کہہ رہا ہوتا ہے، دل سے یہ بات نکل رہی ہوتی ہے، تو جب ہم مسجد حرام میں داخل ہوں گے تو اللہ تعالی کی عظمت کو دل میں رکھیں گے، دیکھیں ایک آدمی کسی وزیر کے دفتر میں داخل ہوتا ہے تو دل کی کیفیت بدلی ہوئی ہوتی ہے، طبیعت ذرا محتاط ہوتی ہے، اور کسی وزیر اعلی کے دفتر میں جائے تو ذرا اور ا زیادہ ہیبت ہوتی ہے، اور کسی بڑے بادشاہ کے دربار میں چلا جائے تو اور ذرا زیادہ محتاط ہوتا ہے، خوفزدہ ہوتا ہے، اللہ تعال قرآن مجید میں فرماتے ہیں ﴿اُولٰئِکَ مَا کَانَ لَهُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْهَا اِلَّا خَآئِفِیْنَ﴾ ان لوگوں کو چاہئے تھا کہ یہ مسجد حرام میں داخل نہ ہوتے مگر اس کیفیت کے ساتھ کہ ان کے دل اللہ کی عظمت سے ہیبت زدہ ہوں، تو اس لئے داخل ہوتے ہوئے یہ کیفیت سامنے رہے۔

......(۲) جب اللہ کے گھر میں قدم رکھ لیا تو پھر ہمیں اعتکاف کی نیت کر لینی ہے، عربی کی نیت نہ آتی ہو تو اپنے دل میں نیت کر لیں، نیت تو دل کا عمل ہوتا ہے کہ میں جب تک اس مسجد میں ہوں، میں اعتکاف کی نیت کرتا ہوں، یہ نفلی اعتکاف ہوگا، یہ مرد بھی کر سکتا ہے، یہ عورتیں بھی کر سکتی ہے۔

ہمارے یہاں دستور یہ ہے کہ جب کوئی مہمان آتا ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ مہمان نے جو بات کہی پوری کر دیں، کہتے ہیں جی وہ گھر آیا تھا کہنے کیلئے تو میں نے بات مان لی، اللہ رب العزت بھی مہمان نوازی فرماتے ہیں، فرمایا کہ جب تم مکہ آ ؤ اور میرے گھر پر تمہاری پہلی نظر پڑے، تو پہلی نظر پر تم جو دعا مانگو گے ہم تمہاری اس دعا کو قبول کر لیں گے، سبحان اللہ،

اب اس کی تفصیل علماء نے لکھی ہے کہ پہلی نظر سے کیا مراد ہے؟ تو مومن کو چاہئے کہ جب عمرہ کے لئے جائے یا حج کے لئے بیت اللہ شریف کی طرف جاے تو نظر کو جھکائے رکھیں اس لئے کہ چلتے چلتے اچانک نظر اٹھ گئی، دیکھ بھی لیا نظر ہٹ بھی گئی تو پہلی نظر تو پڑ گئی تو ہم کیوں بے دھیانی میں ایسا معاملہ کریں، تو نگاہیں نیچی

رہیں ادب سے چلتے جائیں، چلتے چلتے جب آپ مطاف (جہاں طواف کرتے ہیں) میں پہنچیں تو وہاں باہر کا لیول (Level) اونچا ہے اور بیت اللہ شریف نشیبی جگہ پر، تو آپ کو کئی سیڑھیاں نیچے اترنا پڑے گا، تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ ہم چلیں گے تو نگاہیں نیچی ہوں گی اور چلتے جائیں گے چلتے جائیں گے جہاں جا کر ہم رکیں گے تو آپ سمجھ لیں کہ اب یہاں پر ہم بیت اللہ کے سامنے ہیں تو آپ بیشک چند سیکنڈ اپنے آپ کو وہاں تھوڑا سنبھال لیں اور جب آپ سمجھیں کہ اب میں حاضر ہوں، دل حاضر ہے اب آرام سے نظر اٹھائیں اور نظر جھپکنے سے پہلے جو بھی خاص دعاء مانگنا چاہتے ہیں وہ دعا مانگیں، اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا خاص دعاء مانگیں؟

## امام اعظمؒ کی بتائی ہوئی دعا

کسی نے امام اعظم ابوحنیفہؒ سے پوچھا کہ حضرت دعائیں بہت ہیں اور نظر ایک ہے اب پلک جھپک جاتی ہے تو کیا مانگیں؟ تو فقہاء کی باتیں بہت گہری ہوتی ہیں، امام اعظمؒ نے فرمایا کہ تم پہلی نظر میں یہ دعاء مانگنا اے اللہ! مجھے مستجاب الدعوات بنا دے، کیا مطلب؟ اسکا مطلب یہ کہ اے اللہ! آج کے بعد جتنی بھی زندگی میں دعائیں مانگوں گا اب میری تمام دعاؤں کو قبول کر لینا، ماشاء اللہ دیکھا نکتہ کی بات سمجھا دی، بس اصولی بات یہ ہے کہ اللہ ہمیں مستجاب الدعوات بنا دیجئے، پھر تفصیل سے بعد میں مانگتے رہیں گے، یہاں ایک بات ذہن میں رکھیں کہ اب پلک جھپک گئی تو دعاء کا وقت ختم نہیں ہوگیا، ہاں وہ جو قبولیت کی بات تھی کہ پہلی نظر میں دعاء کی قبول ہوتی ہے تو وہ وقفہ ختم ہوگیا، مگر ایک اور بات عرض کر دیں کہ دعا پھر بھی مانگتے رہیں، اس لئے کہ ایک ہی مجلس میں اگرچہ ہم بعد میں بھی دعاء مانگتے رہیں گے تو اللہ تعالی کی شان سے یہ بعید ہے کہ وہ اس مجلس کی مانگی ہوئی کچھ دعاؤں کو قبول کرے اور بقیہ کو رد (Reject) کر دے، لہذا اس مجلس میں ہم بعد میں

بھی مانگیں گے، تو کچھ دیر دعاء مانگیں تسلی سے یہ ایک عمل ہو گیا، تو گویا ایک عمل ہمارا اپنا خوفزدہ کیفیت میں، ہیبت زدہ کیفیت میں، اللہ کے گھر میں داخل ہونا اور یہ صرف احرام کی حالت میں نہیں ہے جب بھی حرم شریف میں داخل ہوں اسی کیفیت کے ساتھ اور اعتکاف کی نیت کریں، اور دوسرا کام یہ کرنا ہے کہ پہلی نظر میں دعاء مانگیں،

......(۳) تیسرا عمل مردوں کے لئے ہے جو احرام کی چادر ہم نے لپیٹی ہوئی ہے اس احرام کی چادر کو دائیں کندھے کے نیچے سے بائیں کندھے کے اوپر لے آنا، اسکو اضطباع کہتے ہیں، کیا کہتے ہیں؟ اضطباع کہتے ہیں، تو ہر وقت اضطباع نہیں کرنا ہوتا، ہر وقت تو چادر لپیٹنی ہوتی ہے، تو اب تیسرا عمل اضطباع کرنا ہے۔ اعتکاف کی نیت بھی کرلی، دعاء بھی مانگ لی اور اضطباع بھی کرلیا، تو اب اگلا پوائنٹ (Point) ہے استقبالِ کعبہ، حجر اسود کے سامنے جانا اور حجر اسود کے سامنے آنا، یہ دو لفظ ہیں ذرا توجہ فرمائیں

......(۴) ایک ہے استقبال یہ الگ سنت ہے

......(۵) اور ایک ہے استلام یہ الگ سنت ہے یہ دو الگ الگ عمل ہیں ایک عمل نہیں ہے

اب ہم حجر اسود کی طرف جائیں گے اور حجر اسود کے سامنے قبلہ کی طرف رخ کر کے اس طرح کھڑے ہوں گے کہ حجر اسود ہمارے دائیں کندھے کی طرف ہوگا یعنی ہم حجر اسود سے تھوڑا پہلے ہوں گے، اسکے سامنے آکر جب ہم کھڑے ہو گئے تو دل میں نیت کرلیں کہ نَوَیْتُ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ تَعَالٰی میں عمرہ کی نیت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کیلئے یا نویت ان اطوف میں طواف کی نیت کرتا ہوں، تو اس وقت ہم طواف کی نیت کرلیں گے سامنے آکر، پھر تحریمہ جیسے باندھتے ہیں یعنی نماز میں جیسے کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر پڑھتے ہیں اسی طرح ہمیں کانوں کی لو

تک ہاتھ اٹھا کر پڑھنا ہے [بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَر وَلِلّٰهِ الْحَمْد] یہ تین چیزیں ہیں بسم الله ،الله اکبر ،ولله الحمد ، یہ ہمارا استقبال مکمل ہوگیا ، جب استقبال مکمل ہوگیا۔

اب ہم ایک قدم اٹھا کر حجر اسود کے سامنے آجائیں گے ،دائیں طرف قدم اٹھائیں گے تو ہم حجر اسود کے سامنے آجائیں گے ، جوں ہی سامنے آئیں گے تو ہمیں حجر اسود کا استلام کرنا ہے ،اگر حجر اسود قریب ہو تو پھر ہمیں دونوں ہاتھ حجر اسود کی سائیڈوں پر رکھ کر اس کو بوسہ دینا ہے لیکن اگر رش ہو جیسے کہ ہوتا ہے تو دور سے ہاتھ کا اشارہ کریں ، جیسے چھوٹے بچے کو دور سے فلائنگ کیس (Flying Kiss) دی جاتی ہے ہاتھ کا اشارہ کر کے اس کو چوم لیتے ہیں اس طرح دونوں ہاتھ حجر اسود کی طرف اٹھا کر انکو بوسہ دیدیں ،استلام کا انگریزی میں ترجمہ فلائنگ کیس Flying Kiss کر سکتے ہیں ،تو بس ہم دور سے یوں سمجھیں کہ ہم حجر اسود کو فلائنگ کیس (Flying Kiss) دے رہیں ہیں ، حدیث پاک میں آتا ہے کہ حجر اسود دنیا میں اللہ رب العزت کا داہنا ہاتھ ہے، یمین الله فی الارض دنیا میں اللہ کا داہنا ہاتھ ،تو جیسے آپ اپنے والد کو ملتے ہیں ، بڑے کو ملتے ہیں تو ہاتھ کو بوسہ دیتے ہیں ٹھیک اسی طرح جب ہم استیلام کرتے ہیں تو گویا ہم پروردگار کے اس داہنے ہاتھ کے اوپر اپنے خیال میں بوسہ دے رہے ہیں ، اب کس محبت سے بوسہ لینا چاہئے ، یہ آپ اندازہ لگا لیجئے ،اس کو استلام کہتے ہیں ،تو یہ دو الگ الگ عمل ہوئے ،استقبال الگ عمل ہوا، استلام الگ عمل ہوا، اعتکاف کی نیت بھی کر لی ، دعا بھی مانگ لی ،اضطباع بھی کر لیا، استقبال بھی کر لیا اور استلام بھی کر لیا، یہ استقبال اور استلام عورتوں نے بھی کرنا ہے، لیکن اضطباع مردوں کے لئے ہے ،عورتوں کے لئے نہیں ہے ،تو یہ پانچ چیزیں مکمل ہوگئیں ،

اب ہمارا طواف شروع ہوگیا ،تو ہم پھر دائیں جانب مڑیں گے چونکہ اب تک

رخ حجر اسود کی طرف تھا اس لئے اب ہم دائیں طرف مڑیں گے طواف کے سات چکر ہوتے ہیں مگر مردوں کے لئے پہلے کے جو تین چکر ہیں ان میں رمل بھی کرنا ہے،

## رمل

رمل کہتے ہیں کہ پہلوانوں کی طرح ذرا ہمت سے چلنا، اس کا ترجمہ ڈورنا نہیں ہوتا، کچھ لوگوں کو دیکھا کہ بھیڑ کے باوجود دوڑتے ہیں ادھر کہنی لگی ادھر کہنی لگی، ہمیں ڈورنا نہیں ہے، بلکہ ہمت کے ساتھ جیسے پہلوان ایک دوسرے کے سامنے آتے ہیں تو ذرا اپنی ہمت دکھاتے ہوئے اکڑتے ہوئے یہ رمل ہم نے کرنا ہے، جوانوں نے بھی، بوڑھوں نے بھی، عورتوں کو رمل نہیں کرنا، صحابہ کرامؓ سفر کی وجہ سے تھکے ہوئے تھے تو نبی ﷺ نے سوچا کہ کفار کے سامنے کہیں مسلمانوں کا ضعف، کمزوری ظاہر نہ ہو تو آپ ﷺ نے ذرا ہمت کے ساتھ اس طرح سے یہ تین چکر لگائے، اللہ تعالی کو اپنے محبوب کی ادا پسند آ گئی ہمیشہ کے لئے اسکو ایسے طواف کا حصہ بنا دیا جس طواف کے بعد سعی کرنی ہے، اب جب رمل بھی تین چکر میں کر لیا تو چار چکر اور لگانے ہیں، یہ جو ایک چکر ہے اس کو عربی میں شوط کہتے ہیں، سات شوط کا ایک طواف بنتا ہے، اور ہر چکر جب پورا ہو گا تو حجر اسود کے سامنے آ کر پھر استلام کرنا ہے، سات چکر مکمل کر کے جب ہم نے استلام کر لیا تو طواف مکمل ہو گیا۔

## طواف کے بارے میں ہدایات

اب طواف کے بارے میں چند باتیں ذہن میں رکھ لیجئے،

......طواف ایک عبادت ہے، جیسے نماز عبادت ہے، نماز میں انسان اپنی نظروں کو ادھر ادھر نہیں پھرا سکتا کہ کھڑے ہیں نماز میں دائیں بھی دیکھ رہے ہیں بائیں بھی دیکھ رہے ہیں ایسا نہیں، اسی طرح طواف کے دوران بھی نگاہیں نیچی

رہیں، بیت اللہ شریف کی طرف نہیں دیکھنا، طواف میں نہ بیت اللہ شریف کی طرف رخ ہونا چاہئے نہ طواف میں بیت اللہ شریف کی طرف پشت ہونی چاہئے، بلکہ اگر آپ چل رہے ہیں اور پیچھے سے لوگوں کا ریلہ آیا اور آپ نے دو تین قدم اس طرح چل لیے جس میں آپ کا سینہ بیت اللہ کی طرف تھا تو وہ تین قدم طواف میں شمار نہیں کیے جائیں گے، اب اس کا ایک حل ہے یا تو پیچھے لوٹیں تین چار قدم اور وہاں سے پھر صحیح رخ سے چلیں تو یہ بیچ لگ جائیگا، جوڑ لگ جائیگا اور اگر ایسا نہیں کر سکتے اور آگے جا رہے ہیں تو پھر آپ اس شوط کو نہ گنیں ایک [illegible] یا د لگالیں، پھر جا کر چکر مکمل ہونگے، ہاں اگر کوئی طواف میں ایک جگہ کھڑا ہو گیا اور کھڑی حالت میں اگر فرض کرو سینہ بھی ہو گیا پھر اس کا رخ بدل گیا تو طواف خراب نہیں ہوگا، چلنے کی حالت میں ایسا نہ ہو، اب یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا کہ جب ہم استلام کریں گے تو اس وقت سینہ بیت اللہ کی طرف تو ہو جاتا ہے لیکن اس وقت ہم چل تو نہیں رہے ہوتے اس لئے اگر استلام کر کے پھر رخ موڑ کر پھر چل لیا تو ہمارے طواف میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

ایک مسئلہ یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ لوگوں کو چونکہ مسئلے کا اتنا پتہ نہیں ہوتا، کئی لوگوں کو دیکھا میاں بیوی طواف کر رہے ہیں تو بیوی نے خاوند کے کندھے پہ ہاتھ رکھا ہوا ہے یا خاوند نے بیوی کے کندھے پہ ہاتھ رکھا ہوا ہے یا ہاتھ پکڑا ہوا ہے، طواف عبادت ہے، جیسے نماز میں میاں بیوی ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر پڑھ نہیں سکتے نماز نہیں ہوگی اسی طرح طواف کے دوران ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑنا، جسم کو ہاتھ لگانا چاہے کپڑا ہی کیوں نہ ہو اس سے بچنا چاہئے، ہاں بیوی کو چاہئے کہ اگر شوہر کے ساتھ پیچھے پیچھے چلنا ہے تو شوہر ہاتھ میں رومال رکھ لے اور رومال کو بیوی پکڑ لے، اور اسی طرح خاوند بیوی کے جسم کو مس کرنے کے بجائے اس کے برقعہ کو پکڑ لے یا کوئی کپڑا پکڑ لے، یہ سمجھ لیں کہ مقصود عبادت ہے اور عبادت میں کامل

تو اللہ رب العزت کی طرف ہوگی تو بات بنے گی، اور آجکل کے نوجوان تو ایسے ہیں طواف بھی کر رہے ہوتے ہیں اور سیل فون پر اپنے پیاروں سے گفتگو بھی کر رہے ہوتے ہیں، اور بتا رہے ہوتے ہیں کہ اچھا اب میں حجر اسود تک پہونچ گیا ہوں میرا پانچواں چکر ہے ہم نے ایسے ایک نوجوان کو دیکھا وہ طواف بھی کر رہا ہے اور کمنٹری بھی سنا رہا ہے، اللہ تعالی کو ہمارے ایسے طواف کی ضرورت نہیں، تو طواف میں اپنے فون بند کر لیں اور کہیں پیارے اللہ: میں نے سب سے تعلقات کو اس حالت میں کاٹ لیا اور آپ کے ساتھ تعلق کو جوڑ لیا۔

......ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ طواف میں دعا مانگنا افضل ہے، جن لوگوں کو پتہ نہیں ہوتا وہ کلمے کا ورد کر رہے ہوتے ہیں اور کئی تو قران مجید کی تلاوت بھی کر رہے ہوتے ہیں، بھائی قران مجید کی تلاوت بھی بڑی اعلی عبادت ہے، کلمہ افضل الذکر ہے، مگر جو مانگنے کا وقت ہو تو اس وقت مانگنا زیادہ اہم ہوا کرتا ہے، اللہ رب العزت سے دل سے دعائیں مانگیں، عربی میں ہونا ضروری نہیں ہے، اپنی اپنی زبان میں مانگیں، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا دعائیں مانگیں، تو ایک اصول یاد رکھیں کہ موقع کے مطابق اگر کوئی بات کہی جائے تو وہ سونے کی ڈلی کے مانند ہوتی ہے، اور کئی دفعہ موقع کے مناسب کوئی بات کر دی جائے تو دوسرا بندہ اس کو جلدی مان لیتا ہے، اسی طرح دفتر میں جو کلرک حضرات ہوتے ہیں وہ اپنے افسروں کے موڈ کو دیکھتے ہیں اور جب ذرا اچھا موڈ ہوتا ہے تو فائل لا کر پیش کر دیتے ہیں، کہ اب ان پر سائن ہو جائیں گے، اور گھروں میں بیویاں اپنے خاوندوں کے موڈ دیکھتی رہتی ہیں جب ذرا دیکھتی ہیں کہ خوش گوار موڈ ہے اب وہ اپنے ذہن میں رکھی ہوئی بات پیش کر دیتی ہیں، تو بر موقع کہی ہوئی بات جس طرح بندے مان لیتے ہیں اسی طرح بر موقع بات اللہ کے سامنے پیش کی جائے تو اللہ بھی قبول فرما لیتے ہیں۔

## ایک قرآنی دلیل

اب اس کی دلیل قرآن مجید میں سے سنئے بی بی مریم علیہا السلام بے موسم کے پھل کھارہی ہیں، حضرت زکریا علیہ السلام سالوں دعائیں مانگتے رہے اللہ اولاد دے، بیٹا دے، بیٹا دے، مگر قبولیت کے آثار ظاہر نہیں ہورہے، مریم علیہا السلام کو بے موسم کے پھل کھاتے دیکھا تو پوچھا ﴿ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ﴾ یہ بے موسم کے پھل کہاں سے ملے مریم نے جواب دیا ﴿ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ﴾ اللہ کی طرف سے، جب اس نے کہا کہ اللہ کی طرف سے ہے تو اس موقع پر ﴿ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ﴾ زکریا علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا مانگی ﴿ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ﴾ اے اللہ اگر آپ مریم کو بے موسم کا پھل عطا کرسکتے ہیں میں بھی بوڑھا ہوں مجھے بھی اس بوڑھاپے میں اولاد جیسی نعمت، بے موسم کا پھل عطا کردے، انہوں نے دعا مانگی، اللہ تعالی فرماتے ہیں ﴿ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى ﴾ فورا دعا کی قبولیت کے آثار ظاہر ہوگئے، تو معلوم ہوا کہ موقع کی بات اللہ کے یہاں جلدی قبول ہوجاتی ہے، اسی لئے یہ جو مسنون دعائیں ہیں جو نبی ﷺ نے مانگی ہیں ان کا حسن یہی ہے ان کی خوبصورتی یہی ہے اللہ کے محبوب ﷺ نے موقع کی مناسبت سے دعا مانگی مثلاً شکل دیکھی تو دعا مانگی اے اللہ جیسے تو نے میری شکل کو اچھا بنایا اے اللہ تو میرے اخلاق کو بھی اچھا بنادے، تو موقع کی دعا جلدی قبول ہوتی ہے، اس لئے مسنون دعاؤں کی بہت پابندی کرنی چاہئے۔

## کیا مانگیں

سب سے پہلے تو ہم اپنے لئے ہدایت مانگیں، اپنے لئے، والدین کے لئے، اولاد کے لئے، عزیز واقارب کے لئے پوری امت کے لئے، اے اللہ میرے

رزق میں، عمر میں، مال میں، اللہ میری صحت میں، میرے فیصلوں میں، ہر چیز میں برکت عطا کر دیجئے، اولاد میں برکت، دین میں برکت عطا کر دیجئے، اے اللہ ہمیں نفس کی خباثتوں سے امن دیدیجئے، شیطان کے ہلاکت خیز حملوں سے امن دیدیجئے، حاسدوں کے حسد سے امن دیدیجئے، دشمنوں کی دشمنی سے امن دیدیجئے، دوستی کے رنگ میں دشمنی کرنے والوں سے بھی امن دیدیجئے، اور اے اللہ دنیا کے ہر خوف سے امن دیدیجئے، میرے مولیٰ ہمیں قیامت کے دن جہنم کی آگ سے بھی امن دیدیجئے، اے اللہ ہم آئے تو آپ ہی کے خاطر اس عمل کے کرنے میں اگر کوئی کمی بیشی رہ بھی گئی تو معاف کر کے اس عمرے کو فقط اپنی محبت کے لئے اپنے لئے بنا لیجئے، ایسا نہ ہو کہ ہمارا یہ آنا سفر بیکار نہ ہو جائے، اے مولیٰ! بڑی دور سے آیا ہوں اور بڑی دیر سے آیا ہوں، مولیٰ آپ کو منانے کے لئے، آپ کو پانے کے لئے آیا ہوں، اپنے عمرے کی قبولیت کی اللہ سے دعا مانگیں، آپ اس طواف کے اندر جتنا بھی مانگیں گے، یقیناً اللہ رب العزت کی طرف سے رحمتیں ہوگی، اور اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی خصوصی رحمتیں نازل فرمائیں گے۔

ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ محرم بندے کو چاہئے کہ جب تک احرام اتر نہ جائے اس وقت تک بیت اللہ شریف کے ساتھ نہ لپٹے، احرام والے بندے کو وہاں نہیں جانا چاہئے، لوگ بھی خوشبو لگا کر کھڑے ہوتے ہیں اور بیت اللہ کی دیوار پر بھی خوشبو لگائی ہوئی ہوتی ہے، اس لئے حالت احرام میں کوئی چلا گیا اور اگر خوشبو لگ گئی تو لینے کے دینے پڑ جائیں گے، جب احرام نکل آئے، اب ماشاء اللہ جتنا موقع ملے۔

## ہر بات سیکھ کر کریں

ہمارے بڑے بوڑھوں کو گھڑیوں کی قیمت کا پتہ ہوتا ہے، لیکن قبولیتِ دعا کے مقامات کا پتہ نہیں ہوتا، اتنی لاعلمیت اور جہالت کا وقت آگیا، ایک بڑے میاں سے پوچھا کہ آپ نے عمرہ کر لیا، کہنے لگے ہاں میں نے کوٹھے کے سات چکر

لگا لئے ہیں، کوٹھے سے مراد بیت اللہ، یعنی بیت اللہ کے سات چکر لگا کر وہ سمجھا میرا عمرہ مکمل ہوگیا، نہ سعی کی، نہ کچھ اور کیا، بال بھی کٹوا لئے، کپڑے بھی پہن لئے تو اتنی لاعلمی کا وقت ہے، اس لئے یہ سفر کرنے سے پہلے خود بھی علماء سے سیکھنا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ سفر کے دوران بھی ایسے لوگوں کا ساتھ ہو کہ جو وقت پڑنے پر انسان کو مسئلہ بتاتے رہیں، سمجھاتے رہیں، دیکھیں کام تو ہم نے کیا اور مکمل نہ کیا تو پھر ہمارا اتنا مال، پیسہ، وقت قربان کرنے کا فائدہ کیا؟ تو یہ چیز ہمیشہ ذہن میں رکھیں، مسائل کو سامنے رکھیں خود بھی پڑھیں اور علماء سے پوچھتے بھی رہیں، اچھا یہ تو ہوگیا طواف۔

اب عمرے میں کیا کرنا ہوتا ہے دو رکعت نفل پڑھ لئے، مقام ابراہیم پر دعا کر لی، مقام ابراہیم سے مراد یہ نہیں کہ جہاں وہ پتھر ہے جہاں ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر کعبہ کی تعمیر کی، بالکل اس کے ساتھ نفل پڑھنا یہ نہیں ہے، جیسے بعض لوگ ساتھ نفل پڑھنے کے شوق میں طواف والوں کیلئے مصیبت کر دیتے ہیں، راستہ روک لیتے ہیں، مشکل ہو جاتی ہے خود بھی پریشان ہوتے ہیں اور دوسروں کے لئے بھی پریشانی کا سبب بنتے ہیں بلکہ اس کی سیدھ میں پیچھے چلے جائیں اور پرسکون ہو کر دو رکعت نفل پڑھیں، اس کے بعد پھر زمزم پینا ہوتا ہے، پہلے زمزم ایک کویں کی شکل میں تھا اور شروع میں تو اس میں سے خود ڈول بھر کر نکالتے تھے اور پیتے تھے، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ جب آئے تو یہ مقام ابراہیم اس وقت ایک جگہ پر متعین (Fix) نہیں تھا، یوں تھا کہ پتھر کبھی ادھر کبھی ادھر رکھ دیتے تھے درمیان میں جب بارش کا طوفان آیا تو بارش کا طوفان اتنا تھا کہ سیلاب کی شکل اختیار کر گیا، تو یہ پتھر اس کے ساتھ لڑھکتا لڑھکتا اجیاد محلہ میں پہونچ گیا، پھر وہاں سے اس کو اٹھا کر لائے تو اس کے بعد سے پھر اس کو ایک جگہ پر فکس کر دیا گیا، پھر ان لوگوں کو اس بات کا ڈر تھا کہ کہیں کوئی اس کو نقصان نہ پہنچائے، چونکہ اشراف

کے ساتھ اشرار بھی آجاتے ہیں عقیدہ کے مخالف اس لئے اس کے اوپر انہوں نے شیشہ کی ایک جالی بنالی، تاکہ دور سے دیکھنے والے دیکھ سکیں اور اس کو ہاتھ نہ لگا سکیں، مگر پہلے یہ کھلا تھا، تو مولانا احمد علی لاہوریؒ ایک مرتبہ تشریف لائے تو انہوں نے زمزم پینا تھا تو انہوں نے یہ کیا کہ پتھر اٹھا کر لے گئے زمزم کے پاس اور پانی کا ڈول نکال کر انہوں نے پاؤں کے نشان میں ڈالا اور اس پاؤں کے نشان سے وہ پانی پینے لگے، یہ بڑوں کی باتیں ہیں۔

## زمزم پیتے وقت کیا مانگیں؟

زمزم کو دیکھنا بھی عبادت ہے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ بیت اللہ کو دیکھنا عبادت، ماں باپ کے چہرے کو دیکھنا عبادت، کسی عالم کے چہرے کو دیکھنا عبادت قران مجید کو دیکھنا عبادت، اسی طرح زمزم کو دیکھنا بھی عبادت، یعنی کنویں کے اندر نظر ڈالنا، اب آج کوئی آدمی وہاں جا ہی نہیں سکتا، اس لئے کہ اس کا احاطہ کرلیا گیا ہے، تو نیت کر لینے سے ثواب مل ئے گا کہ اگر ہمیں قدرت ہوتی تو ہم زمزم کو ضرور دیکھتے، تو جہاں بھی اس وقت زمزم کا انتظام ہے آپ وہاں قبلہ رخ ہو کر اس کو پی لیں اور وہیں کھڑے ہو کر اگر آپ دعا مانگ لیں گے ان شاء اللہ جو قبولیتِ دعا والی برکت ہے وہ اللہ تعالی ہمیں بھی عطا فرما دیں گے، نبی علیہ السلام ﷺ نے فرمایا کہ زمزم کو جس نیت سے پیا جائے یہ اسی نیت کے مطابق بندے کو بدلہ دیتا ہے، مثلاً بھوکا بندہ بھی اس کو پی لے تو بھوک دور ہو جاتی ہے، پیاسا پی لے تو پیاس دور ہو جاتی ہے، تاہم زمزم پیتے وقت جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے، اب اس پر علماء نے بہت لکھا کہ کیا دعا مانگیں؟ تو بعض نے کہا کہ چونکہ یہ پینے کی چیز ہے تو انسان اپنی موت کے وقت کی پیاس کو یاد کرے، اور یہ دعا ما... کہ اے اللہ اب میں جو زمزم پی رہا ہوں اس کے بدلے میری موت کے وقت کی پیاس کو بجھا دیجئے، بعض نے قیامت کے دن کی سختی کے وقت کو سامنے رکھتے ہوئے دعا مانگی کہ یا اللہ اس

وقت کی پیاس کو بجھا دینا، جو عقل معاد رکھنے والے تھے انہوں نے نکتہ نکالا، انہوں نے فرمایا دیکھو یہ پینے کی چیز ہے اور علم کے گھونٹ بھی بندہ بھرتا ہے تو پیتے ہوئے دعا مانگے کہ اے اللہ! مجھے بھی علم کے دریا، علم کے سمندر عطا فرما دیجئے، گھونٹ بھر رہا ہوں ہر ہر گھونٹ کے بدلے میرے سینہ میں علم کا دریا بہا دیجئے، ہر قطرے کے بدلے میرے اوپر علم کا ایک باب کھول دیجئے، اپنی معرفت عطا فرما دیجئے، تو یہ بہر حال چاہنے والوں نے کہا کہ بھائی ہے تو پینا ہی، زمزم پی رہے ہیں اور کچھ لوگ دنیا کے سرخ رنگ کا پانی پی لیتے ہے ان کو دنیا کا نشہ چڑھ جاتا ہے، تو ہم یہ پانی پیتے ہوئے دعا مانگتے ہیں کہ اللہ ہم یہ زمزم پی رہے ہیں ہمیں ہر ہر قطرے کے بدلے اپنی محبت کی شربت کا گھونٹ پلا دیجئے، اس کے بدلے میں شرابِ الفت پلا دیجئے، تو زمزم پیتے ہوئے اللہ تعالی کی محبت کا مشروب ضرور مانگا کریں۔

نبی ﷺ اس کو پیتے بھی تھے جو بچ جاتا اس کو اپنے سر پر ڈالتے حصول برکت کے لئے، چہرے پر ڈالتے حصول برکت کے لئے، بسا اوقات سینے پر ڈالتے تھے حصول برکت کے لئے، تو یہ واقعی اللہ رب العزت کی ایک بڑی نعمت ہے جو اللہ تعالی نے اس امت کو عطا فرمائی، چنانچہ زمزم کو پینا چاہئے نہایت ذوق وشوق کے ساتھ، زمزم کے بارے میں یہ باتیں اپنی جگہ، ایک بات نبی ﷺ نے فرمائی کہ مومن زمزم کو سیر ہو کر پیتا ہے اور منافق زمزم کو تھوڑا پیتا ہے، خوب پینے سے یہ مراد نہیں ہے کہ آپ پانچ گلاس پی سکتے ہیں تو دس گلاس پی کے آئیں اور پھر راستے میں ہی آپ کو گنگنانے والی جگہ پر جانا پڑ جائے، یا گھر پہونچنے کے بعد پیٹ خراب ہو جائے، نہیں، اس کا مطلب یہ کہ جتنی آپ کی طلب ہے عادت ہے اگر آپ دو گلاس پیتے ہیں تو دو گلاس پئیں، تین پیتے ہیں تو تین پئیں، جب آپ کی طبیعت سیر ہو جائے تو بس آپ سمجھ لیں کہ کافی زمزم پی لیا، مگر کوشش کریں کہ اپنے کمروں میں بھی بجائے دوسرے مشروب پینے کے زمزم کے کین نیچے۔ سے خرید

کر فریج میں رکھ لیں اور کھانے کے دوران اور آگے پیچھے زمزم ہی پیا کریں، یہ وہ نعمت ہے جو یہاں پر وافر مقدار میں ملتی ہے، اپنے گھروں میں تو لیمٹیڈ ہوتی ہے، لہٰذا اس قیام کے دوران زمزم کو نہایت محبت کے ساتھ پی کر یہ ثابت کر دیں کہ ہمارا شمار ایمان والوں میں ہے منافقین میں نہیں۔

## سعی

اب جب زمزم پی لیا اور دعا بھی مانگ لی، تو اس کے بعد اگلا کام ہے سعی کا، سعی کرنے سے پہلے نواں استلام کرنا ضروری ہے، یعنی آٹھ استلام تو ہو چکے تھے طواف کے دوران، سات چکر اور آٹھ استلام جب آپ زمزم پی لیں تو دوبارہ سبز روشنی جہاں ہے وہاں لائٹ (Green Signel) لگی ہوئی ہے اس طرف کو آئیں اور حجر اسود کے سیدھ میں کھڑے ہو کر آپ نواں استلام کریں یہ بھی مستحب ہے، یہ استلام کرنے کے بعد پھر آپ صفا پہاڑی کی طرف جائیں، جہاں سے سعی شروع ہوتی ہے، سعی شروع ہوتی ہے صفا سے، اور ختم ہوتی ہے مروہ پر، یہاں یہ بات ذرا ذہن میں رکھیں کہ عام طور پر چکر سمجھا جاتا ہے صفا سے جا کر مروہ سے واپس آئیں تو ایک چکر، مگر ایسا نہیں ہے، اللہ تعالی نے امت کے لئے آسانی رکھی ہے، صفا سے مروہ ایک چکر، اور واپس مروہ سے صفا دوسرا چکر، اس طرح جب صفا سے شروع کریں گے تو مروہ پہ ختم ہوگا، تو گویا سات چکر صفا اور مروہ کے بیچ لگانے پڑتے ہیں، یہ پتہ ہونا ضروری ہے، کیونکہ اگر پتہ نہ ہو تو پھر کئی مرتبہ انسان چودہ چکر لگا کر سمجھتا ہے کہ جی اب میرے سات چکر پورے ہوئے۔

ہمارے ایک مفتی صاحب نے کہا کہ سعی کے دوران ہم نے ایک بوڑھے کو دیکھا کہ حال بے حال، تھکا ہوا، پوچھا بابا جی خیر ہے کہتا ہے، پتر (بیٹے) فجر کی نماز پڑھی اور میں نے چلنا شروع کر دیا ان لوگوں کے ساتھ اور یہ لوگ بس ہی نہیں کر رہے، ظہر ہو گئی پھر میں نے ظہر پڑھی پھر چلنا شروع کیا عصر ہو گئی اب

میں تھک گیا ہوں مگر یہ لوگ بس ہی نہیں کرتے تو یہ سعی بس کب ہوگی؟ وہ سمجھے جیسے جماعت کی نماز پڑھتے ہیں تو اکٹھے سب سلام پھیر دیتے ہیں اسی طرح ہماری سعی بھی اکٹھی ختم ہوگی، ہم نے کہا باباجی اگر آپ یہاں ساری عمر چلتے رہیں گے نا تو بھی آپ کو چلنے والے ملتے ہی رہیں گے یہ لوگ کم نہیں ہونگے، لہذا یہ پتہ ہونا ضروری ہے کہ سعی کے سات چکر لگانے کے بعد سعی ختم ہوگئی، لوگ سوال پوچھتے ہیں کہ ہر چکر میں پہاڑی کے اوپر چڑھنا ضروری ہے؟ ہاں اتنا اوپر چڑھنا کہ جہاں سے بیت اللہ شریف نظر آجائے یہ ضروری ہے، اس لئے آپ دیکھیں گے وہاں پر ایک دوستون ہیں ہم جب اس ستون کے پاس جا کر کھڑے ہوتے ہیں تو سامنے ایک اور ستون اور سیڑھی کے درمیان سے سیدھی بیت اللہ پر نظر پڑتی ہے، تو ہم وہاں تک جائے ہیں اور وہاں سے واپس آجاتے ہیں، تو اتنا چڑھنا ضروری کہ جہاں سے بیت اللہ شریف نظر آجائے، اب صفا سے تو نظر آتا ہے، مروہ سے تو نظر نہیں آتا لہذا مروہ کے اوپر ہم ذرا زیادہ اوپر چڑھ جائیں تاکہ اس میں کوئی کمی نہ رہے،

سعی کے اندر اگر کوئی بندہ معذور ہے اور پیدل نہیں چل سکتا گھٹنوں کا درد ہے کمر کا درد ہے چلنے سے بڑھنے کا اندیشہ ہے تو علماء نے لکھا ہے کہ سواری کے اوپر بھی وہ سعی کرلے تو اس معذور کے لئے اجازت ہے، حتیٰ الوسع طواف پیدل چل کر کرنا جب تک کہ ایسی کیفیت نہ ہو جائے، اب معذور انسان تو بس دو چار قدم بھی نہیں چل سکتا، پھر تو طواف میں سواری کی اجازت ملے گی، تو طواف میں ذرا سختی ہے اور سعی میں نسبتاً زیادہ گنجائش ہے، ہاں اگر کوئی مقامی بندہ ہو یا قیام لمبا ہو تو علماء نے کہا سات چکر ایک دن لگانے بھی ضروری نہیں، بلکہ اگر چند چکر ایک دن لگالئے پھر چند چکر دوسرے دن اور اس طرح بھی اس نے سات چکر مکمل کر لئے تو اس کی سعی مکمل ہو جائے گی، سعی میں اگر وقفہ درمیان میں آجائے

تو علماء نے اس کو جائز قرار دیا ہے، سعی کے اندر گنجائش زیادہ ہے اور طواف میں بھی سات چکروں میں سے چار چکر کا پے در پے (Continue) ہونا ضروری ہے مثلاً ایک آدمی نے طواف شروع کیا دو چکر کے بعد اس کو بیٹھنا پڑ گیا، اب وقفہ پڑ گیا، تو اب پہلے دو چکر ختم ہو گئے، اب نئے سرے سے طواف شروع کرنا ہوگا، لیکن اگر چار چکر لگا چکا تھا تو چونکہ اکثر حصہ ہو گیا ہے، اب اگر تھوڑی دیر رک بھی جائے تو اسی کے اوپر بناء کرتے ہوئے مزید چکر مکمل کر لے تو وہ مکمل ہو جائیگا۔

## سعی میں کیا مانگیں؟

اب رہ گئی بات کہ ہم سعی میں دعائیں کیا مانگیں تو بھائی کتابوں میں بہت ساری دعائیں منقول ہیں ان دعاؤں کے مضامین یاد کر لیں جن لوگوں کو عبارت یاد ہو سکتی ہے وہ تو بہت ہی اعلیٰ بات ہے اور جن کو عربی عبارت یاد نہیں ہو سکتی ان کو اس کا مضمون تو یاد ہو سکتا ہے اس کا مفہوم، تو مضمون و مفہوم ذہن میں رکھ کر اس کو اپنے الفاظ میں مانگیں یعنی دل کی تڑپ اور دل کی چاہت سے اگر دعائیں نکل رہی ہوں الفاظ اپنے ہی سہی، بلکہ میں تو کہتا ہوں الفاظ کے بغیر بھی اگر دعا مانگے گا اللہ اس کو بھی قبول کر لیں گے۔

میرا مالک میری سن رہا ہے صدا
جانتا ہے وہ خاموشیوں کی زباں

تو خاموشی بھی ایک زبان ہے، دعا جو ہے اصل میں وہ دل سے نکلتی ہے زبان سے اس کا اظہار ہوتا ہے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

تو اسلئے یہ کوشش کریں کہ ان جگہوں پر دعائیں پڑھنے کے بجائے دعائیں مانگیں، اب کئی لوگ اس طرح بھی دعائیں پڑھتے ہیں کہ ان کو مفہوم کا پتہ ہی نہیں

ہوتا کہ ہم کیا مانگ رہے ہیں؟ تو اصل مقصود جو ہے، ﴿اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ﴾ اس اضطرار کی کنڈیشن میں جب بندہ دعا مانگے گا پھر اللہ کے وہاں دعا قبول ہوگی۔

## حجاج بن یوسف

حجاج بن یوسف ایک شخص تھا اس امت میں جو بہت زیادہ سخت طبیعت رکھتا تھا اور جو اس کے دل میں بات آتی تھی اس کو کر دیتا تھا، ایک دفعہ وہ طواف کر رہا تھا تو اس نے دیکھا کہ مطاف کے اندر بیٹھ کر ایک اندھا دعا مانگ رہا ہے کہ اللہ میری آنکھوں کو بینا کردے، مجھے روشنی عطا کردے، وہ حجاج جب اس کے قریب سے گذرنے لگا تو اس نے پاؤں کی ٹھوکر مار کر کہا، او اندھے! تجھے پتہ ہے کہ میں کون ہوں؟ تو وہ بیچارہ حیران ہوگیا کہ یہ کون ہے؟ پوچھا کون؟ کہنے لگا کہ حجاج بن یوسف، وہ تو گھبرا گیا تو حجاج بن یوسف نے کہا دیکھ میں طواف کر رہا ہوں اور میرے چند چکر باقی ہیں میرے طواف مکمل ہونے تک تیری آنکھیں ٹھیک نہ ہوئی تو میں تجھے قتل کروادوں گا اور ساتھ ہی ایک سپاہی بھی متعین کردیا کہ اندھا بھاگنے نہ پائے، خود طواف کرنے لگ گیا، اب تو اندھے کا حال ہی عجیب ہوگیا، دعا مانگتا تھا کہ اللہ پہلے تو میں بینائی کا سوال مانگتا تھا اب تو زندگی کا سوال ہے، اس طرح تڑپ کر اس اندھے نے دعا مانگی کہ اس کے طواف ختم کرنے سے پہلے اللہ نے بینائی عطا فرمادی، حجاج بن یوسف نے کہا کہ میں نے اپنے بڑوں سے یہ بات سنی ہوئی ہے کہ جیسے تم پہلے دعا مانگ رہے تھے، قیامت تک یہاں بیت اللہ کے سامنے بیٹھ کر وہ دعا پڑھتے رہتے تو تمہیں بینائی کبھی نہ ملتی، کیونکہ زبان سے الفاظ نکل رہے تھے دل حاضر نہیں تھا، اب جب تمہیں جان کی فکر ہوئی کہ میری موت اور زندگی کا سوال ہے اب تم نے تڑپ کر دعا مانگی اور جو بندہ اس مطاف میں تڑپ کر دعا مانگے اللہ کبھی اس کی دعا کو رد نہیں کیا کرتے، تو بھائی ہماری خوش نصیبی ہے

کہ اللہ رب العزت نے ہمیں اس عظمت والی جگہ پر حاضری کی توفیق عطا فرمائی ہے، بیت اللہ کے سامنے تڑپ کر مانگیں، جو مانگیں گے قبول ہوگا،

## موقع کے مناسب دعائیں

تاہم ایک نکتہ میں نے عرض کیا تھا کہ موقع کے مناسب اگر دعا مانگیں گے تو جلدی قبول ہوگی، تو سعی کے درمیان اگر ہم سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے گھرانے کو سامنے رکھ کر اس مناسبت سے دعا مانگیں، جو ابراہیم علیہ السلام نے مانگیں اور بی بی ہاجرہ علیہا السلام نے مانگیں اس صفا اور مروہ کو شعائر اللہ کہا گیا، ان کی مناسبت سے دعا مانگے کہ اے اللہ! جیسے آپ نے سیدنا ابراھیم علیہ السلام کو توحید خالص عطا فرمائی تھی، شرک جلی اور شرک خفی دونوں سے محفوظ فرمایا تھا، اللہ ہمیں بھی وہی توحید عطا فرمادیجئے۔

ان کو جو آپ نے مقام خُلت عطا کیا تھا اس کی تجلیات میں سے ہمیں بھی کچھ حصہ عطا فرمادیجئے، بعض کتابوں میں پچیس ہزار اور بعض کتابوں میں دس ہزار انبیاء ان کی اولاد سے پیدا ہوئے، اللہ آپ ہمیں بھی ابوالاولیاء (ولیوں کا باپ) بنادیجئے، پھر ان کی اولاد میں آپ نے سیدنا رسول اللہ ﷺ کو پیدا فرمایا، تو ہماری اولاد میں سے آنے والے وقت میں دین کا کوئی مجدد پیدا فرمادیجئے، اب دعا مانگ سکتے ہیں دعا مانگنے میں کوئی رکاوٹ تو نہیں ہے؟ تو مناسبت سے دعا مانگیں، اے اللہ! اسماعیل علیہ السلام نے بیت اللہ شریف بنانے میں اپنے والد گرامی کی معاونت کی ﴿وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيلُ﴾ انہوں نے تعاون کیا، اللہ ہماری اولاد کو دین کے کاموں میں ہمارا معاون بنادیجئے، دیکھو کتنی دعائیں خود بخود نکلتی چلی آئیں گی، ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ اے اللہ! میں نے اپنی اولاد کو آپ کے گھر کے قریب لاکر بسایا، اے اللہ! انسانوں کے دل ان کی طرف مائل کردیجئے، یعنی لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت بھر

دیجئے، تو یہ نعمت اپنی اولاد کے بارے میں بھی مانگیں کہ ہماری اولاد کو دنیا میں عزت ملے، پھر فرمایا ﴿وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرٰتِ﴾ اللہ ان کو کھانے کو پھل عطا فرمادیجئے، ہم بھی اپنی اولاد کے لئے مانگیں اے اللہ ہماری آنے والی اولادوں کو بھی حلال طیب پاکیزہ رزق دیجئے ان کو کھانے کو پھل عطا فرمادیجئے، ﴿لِيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ﴾ تاکہ یہ نمازیں پڑھیں، اے اللہ ہماری اولاد کو بھی اپنے لئے عبادت گذار بنادیجئے، ﴿لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ﴾ اے اللہ ہماری اولادوں کو بھی اپنے شکر گذار بندوں میں شامل فرمالیں، تو دیکھئے ایک دعاؤں کا مضمون آپ کے سامنے کھلتا چلا جائے گا اور چونکہ موقع کے ساتھ مناسبت ہوگیں تو اقرب الی الاجابت ہوگی۔

بے اولاد عورتیں جو ہیں وہ دعا مانگیں اے اللہ آپ نے ہاجرہ صابرہ کو اسماعیل جیسا بیٹا عطا کیا اور آپ کو ماں کا تڑپنا اتنا پسند آیا کہ آپ نے پانی کا چشمہ جاری کردیا اللہ ہمیں بھی یہ بیٹے والی نعمت عطا فرمادیجئے، تو یہ جو دعائیں مانگیں گے تو آپ کو اس میں کتابِ دل پڑھنے کی ضرورت ہے کوئی ظاہر کی کتاب پڑھنے کی ضرورت نہیں، بس آپ سعی کے چکر لگاتے جائیں کتابِ دل پڑھتے جائیں اور دعائیں مانگتے جائیں، اور خود بخود آپ دیکھیں گے آپ پر کیفیت طاری ہوگی۔

یاد رکھیں جس ماں کا بیٹا گم ہوجائے اس کو رُلانے کے لئے مرثیے پڑھنے کی ضرورت نہیں وہ تو خود روتی ہے، اس کے دل کو غم ہی ایسا ہوتا ہے، کھانا کھاتے بھی رو رہی ہوتی ہے، باتیں کرتے اور سنتے بھی رو رہی ہوتی ہے، کیونکہ اس کا جگر گوشہ اس سے دور ہے، تو جب دل کی لگی ہو اور بندے کو یہ احساس ہو کہ اے اللہ! آپ نے مجھے اپنے گھر کی یہ نعمت عطا فرمادی معلوم نہیں پھر زندگی میں موقع ملے گا یا نہیں، میرے سر پر گناہوں کے تو اتنے بڑے بڑے گٹھر ہیں جو میں بخشوانے کے لئے آیا ہوں، جب دل کو غم لگ جائے گا تو پھر آنسو بہانے کے لئے کسی دعا پڑھنے کی یا

شعر پڑھنے کی ضرورت نہیں رہے گی خود بخود آنسوں کی زبان سے آپ دعا پڑھا کریں گے، جیسے لوگ الفاظ سے دعا مانگتے ہیں، آپ اپنے آنسوں سے دعا مانگیں ، یہ جو آنسوں ہے وہ خاموش پیغام دے دیتے ہیں، کسی بزرگ بندے کا ایک عجیب کلام ہے،

جیوالطف ہے روون اندر، وہ وچ بیان نہ آوے

تو بھائی رونے میں ایک عجیب لطف اور مزہ ہے، یہ دل کے میل کو اتارتا ہے اور ناراض محبوب کو راضی کرتا ہے، تو جب آپ دل سے دعا مانگیں گے تو دیکھیں گے کہ اللہ رب العزت کی رحمت ہوگی اور اللہ تعالیٰ گناہوں کو بھی بخشیں گے اور اللہ تعالیٰ ہماری امیدوں سے بڑھ کر عطا فرمائیں گے، صفا پر دعا قبول، مروہ پر قبول ، جو درمیان میں سبز لائٹوں کے درمیان جہاں مرد دوڑتے ہیں تو وہاں بھی دعا قبول، تو یہ قبولیتِ دعا کے مقامات ہیں، اب آپ نے سات چکر اس طرح سے لگا لئے ، تو مقام مروہ پر پھر آپ دعا مانگیں اور پھر حرم میں آکر دو رکعت شکرانے کے پڑھیں، کہ اللہ تعالیٰ نے اعمال عمرہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

## بال کٹانا

اس کے بعد پھر حلق کرواسکتے ہیں، حلق کروانے میں مرد حضرات اگر اُسترا پھروائیں تو اس کو حلق کہتے ہیں مشین پھروائیں تو اس کو قصر کہتے ہیں، قرآن مجید میں دونوں کا تذکرہ ہے ﴿ مُحَلِّقِينَ رُءُ وسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ ﴾ مگر حلق والوں کا تذکرہ پہلے ہے اور قصر والوں کا بعد میں، اور نبی ﷺ جب حجۃ الوداع کے لئے تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے بھی حلق کروایا اس لئے یہ زیادہ افضل عبادت ہے، تو مرد لوگ حلق کروائیں، البتہ عورتوں کے لئے یہ ہے کہ وہ اپنے سر کے تمام بالوں کو اکٹھا کر کے کنارے کے اوپر انگشت شہادت پر جتنے بال لپٹ سکتے ہوں مثلاً پونا انچ ایک انچ اتنے بال خود ہی کاٹ لیں، پوری ایک لٹ نہیں کاٹنی۔

اچھا بال کاٹنے کے بارے میں چند باتیں وضاحت طلب ہیں کہ مرد لوگ تو چلو حجام سے بال کٹوا کر آگئے عورتیں کیا کریں گی؟ اگر کوئی محرم مرد ہے تو وہ ان کے بال کاٹ دے اور اگر محرم مرد نہیں اور سب عورتیں ایسی ہیں جنہوں نے اعمالِ عمرہ ادا کر لئے صرف بال کٹوانے باقی ہیں تو اپنے بال خود بھی کاٹ سکتی ہیں اور اگر خود کاٹنے میں دقت ہے تو دوسری ایسی عورت سے کٹوائے جو تمام اعمال کر چکی ہو، صرف بال کاٹنے باقی ہوں تو وہ دوسرے کے بال کاٹ سکتی ہے، مردوں میں بھی یہی مسئلہ ہیں، اب ایسا ہوا کہ کل ہی ایک آدمی یہ مسئلہ پوچھنے آیا کہ جی دو آدمی تھے انہوں نے عمرہ کیا اور ایک نے دوسرے کے بال کاٹ دیئے تو جواب دینے والا بھی کوئی میرے جیسا طالب علم تھا اس نے آگے سے کہہ دیا کہ اس کے اوپر تو دم واجب ہو گیا، حالانکہ اگر سارے اعمال مکمل ہو گئے ہوں صرف بالوں کا کاٹنا ہی ایک عمل رہ گیا تو ایسی صورت میں ایک دوسرے کے بال کاٹے جا سکتے ہیں اس پر دم واجب نہیں ہوگا۔

یہ جو بال اتروانے ہیں یہ بھی ایک عبادت ہے، چنانچہ نبی علیہ السلام کے پاس کوئی آدمی آتا تھا جو کلمہ پڑھتا تھا تو کئی مرتبہ آپ اسے کہتے تھے حلق کروا لو یعنی یہ ایک تعبیر تھی کہ جیسے سر سے بال الگ ہو گئے تو پچھلی خطائیں اللہ تعالی نے معاف کر کے سر کے بوجھ کو اتار دیا۔

اب ہمارا عمرہ مکمل ہو گیا، پھر نہائیں گے اس کے بعد اپنے کپڑے بدل لیں گے سلے ہوئے کپڑے پہن لیں گے اب جتنی بھی چیزیں احرام کی وجہ سے منع تھیں وہ سب اللہ تعالی کی طرف سے جائز ہو جائیں گی، خوشبو لگا سکتے ہیں، میاں بیوی آپس میں اکٹھے ہو سکتے ہیں اور بھی جو اعمال تھے جو احرام کی وجہ سے منع تھے وہ سب جائز ہو جائیں گے۔

## ایک چونکا دینے والی بات

ایک بات سمجھئے شریعت کا ایک مزاج ہے اور وہ یہ کہ جہاں انسان کے اندر کی شہوت ، حیوانیت، نفسانیت بالکل ختم ہو جائے ان محرم رشتوں میں مردوں اور عورتوں کو اکھٹا ہونیکی اجازت دی ، بیوی ہے، ماں ہے، بہن ہے ، خالہ ہے، پھوپھی ہے وہ محرم رشتے کہ جہاں انسان پر حیاء غالب آتی ہے اور اس کے اندر حیوانیت سے انسانیت غالب آجاتی ہے ان رشتوں میں کیا ہوگا اگر مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے سامنے آبھی جائیں تو ٹھیک ہے

اور جہاں محرم نہیں وہاں کیا حکم دیا؟ عورتیں الگ اور مرد الگ، تو شریعت نے ایک مزاج دیا، مگر یہاں پر شریعت نے ایسا نہیں کیا کہ دن میں مرد طواف کریں، عورتیں رات میں طواف کریں، کوئی ٹائم کی پابندی نہیں لگائی یا اس نماز کے بعد عورتیں طواف کریں اور مرد اس نماز کے بعد کریں نہیں، دن اور رات مردوں کے لئے بھی اجازت ہے اور عورتوں کے لئے بھی اجازت ہے یہ کیا اسمیں کیا بتلانا چاہتے ہیں؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت یہ چاہتے ہیں کہ جب میرے بندے میری محبت میں ڈوب کر یہ سفر کر رہے ہیں تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر چہ ایک وقت میں ایک میدان میں مرد بھی طواف کر رہے ہیں، مرد بیشک اندر کی طرف طواف کریں عورتیں کناروں پر کریں، جگہ تو ایک ہی ہے، اور آتے جاتے دونوں قریب قریب سے ہیں، تو شریعت کا اس میں ایک نکتہ سمجھ لیجئے، کہ اللہ رب العزت نے یہاں آنے سے پہلے ایک بات سمجھا دی کہ اپنے گھروں میں جب تک تم گناہ نہیں کرتے تھے تب تک گناہ نہیں لکھا جاتا تھا، میرا حرم ایسی پاک جگہ ہے ﴿وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ ارادۂ گناہ بھی کرلوگے تو بھی تمہیں ہم سخت ترین عذاب دیں گے، معلوم ہوا کہ حرم کے اندر اگر شہوت کی نظر بھی غیر پر پڑگئی تو انسان کی سزا اور عذاب کے لئے یہی کافی ہے، اب سمجھ گئے؟ یہاں پر کتنا

سخت قانون کر دیا گیا، اور فرمایا اب ذرا آ کر تم میری محبت میں ڈوب کر اکٹھا طواف کرو، مگر مرد بھی میری محبت میں ڈوبے ہوئے ہوں اور عورتیں بھی میری محبت میں ڈوبی ہوئی ہوں۔

ہم نے دیکھا ہے اللہ کا گھر یہ مطاف، ایسی جگہ ہے کہ جہاں جا کر مرد کو مردانگی یاد نہیں رہتی، عورت کو نسوانیت یاد نہیں ہوتی کہ مرد بھی اللہ کی محبت میں ڈوبا رو رہا ہوتا ہے عورت بھی اللہ کے سامنے فریاد کر رہی ہوتی ہے، ایک دوسرے کی طرف بالکل دھیان نہیں ہوتا یہ وہ منظر ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو دکھانا چاہتے ہیں کہ تم کہتے تھے کہ یہ جائیں گے فساد مچائیں گے ذرا میرے بندوں کو دیکھو جوانیاں بھی ہے موقع بھی ہے مگر ایک دوسرے کی طرف آنکھ بھی نہیں اٹھا رہے ہیں، وہ بھی میری محبت میں رو رہا ہے، یہ بھی میری محبت میں آہیں بھر رہی ہے، ذرا دیکھو یہ میرے بندے ہیں

ع فرشتوں کو دکھانا تھا بشر ایسے بھی ہوتے ہیں

ہر طرف سے کٹ گئے میری محبت میں ڈوب گئے اور میری محبت میں ڈوب کر جیسے پروانہ شمع کے گرد چکر لگا رہا ہوتا ہے یہ میرے پروانے ہیں گھروں سے چلے تھے میری محبت میں، نعرے لگاتے آئے، دیوانے بنکر آئے، اب دیکھو میرے گھر کا طواف کیسے کر رہے ہیں، انکو کچھ نہیں چاہئے میری محبت چاہئے، اس لئے فرمایا ﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ اللہ کے لئے تمہیں یہ کرنا ہے جب اس طرح طواف کرے گا تو پھر ایسا طواف بندے کے لئے بخشش کا سبب بن جائے گا۔

## ایک مثال

واشنگ مشین میں میلے کپڑے ڈالتے ہیں چکر دے کر میل دور کر کے نکال دیتی ہے کعبہ اللہ کی بنائی ہوئی واشنگ مشین ہے میرے بندو! اپنے میلے دلوں کو لے کر آؤ، یہ واشنگ مشین ہے آؤ طواف کرو ذرا ان شرائط کے ساتھ طواف

کرو، محبت کے ساتھ، تم سات چکر لگاؤ گے ہم دل کے میل کو دھو کر دلوں کو صاف کر کے تمہیں باہر نکال دیں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس طرح محبت میں ڈوب کر عمرہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ ہمارے عمل کو قبول کر فرمائے آمین۔

واخر دعونا ان الحمد لله رب العالمين

﴿وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا﴾

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

# فہرست عناوین

# اقتبـــاس

﴿ازافادات﴾

ابراہیم بن ادہمؒ ہر قدم پر دو رکعت نفل پڑھتے ہوئے بیت اللہ شریف پہنچے اب یہ بھی ایک عجیب سی بات ہے کہ اللہ کے گھر کی زیارت کے لئے ہر ہر قدم پر دو رکعت نفل ادا کرنا، کتنی محبت اور چاہت سے آئے ہوں گے تو جتنی دل میں چاہت و محبت ہوگی اتنی ہی پھر یہاں رحمتیں اور برکتیں زیادہ ملے گیں انعام بھی زیادہ ملے گا۔

یہ حسرت رہ گئی پہلے سے حج کرنا نہ سیکھا تھا
کفن بر دوش جا پہنچے مگر مرنا نہ سیکھا تھا

حضرت مولانا پیر
**حافظ ذوالفقار احمد صاحب**
نقشبندی مجددی زید مجدہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيۡنَ اصۡطَفٰى،اَمَّابَعۡدُ!

اَعُوۡذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

﴿وَاِذۡجَعَلۡنَاالۡبَيۡتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمۡنًاوَاتَّخِذُوۡامِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰهٖمَ مُصَلًّى﴾

سُبۡحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّايَصِفُوۡنَ وَسَلَامٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ

وَالۡحَمۡدُلِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَامُحَمَّدٍوَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَامُحَمَّدٍوَّبَارِكۡ وَسَلِّمۡ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَامُحَمَّدٍوَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَامُحَمَّدٍوَّبَارِكۡ وَسَلِّمۡ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَامُحَمَّدٍوَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَامُحَمَّدٍوَّبَارِكۡ وَسَلِّمۡ

## ندائے ابراہیمی پر روحوں کی لبیک

سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے جب بیت اللہ کو بنالیا تو رب کریم کی طرف سے حکم ہوا کہ اے میرے خلیل ﴿وَاَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ﴾ آپ لوگوں میں حج کے لئے اعلان کردیجئے تو ابراہیم علیہ السلام بہت حیران ہوئے کہ اللہ میری آواز تو ساری دنیا میں نہیں پہنچ سکتی،فرمایا کہ میرے خلیل آواز لگانا آپ کا کام ہے اسکو آنے والے انسانوں کی روحوں تک پہنچانا میرا کام ہے، چنانچہ ابراھم علیہ السلام نے اذان دی تو تمام روحوں نے اس کو سنا اس وقت جس روح نے جتنی مرتبہ لبیک کہا اتنی مرتبہ اللہ اسکو بیت اللہ کی زیارت عطا فرمائیں گے، حج عمرے کی سعادت نصیب فرمائیں گے کسی نے ایک دفع کہا کسی نے دو دفع کہا اور لگتا ہے کہ کچھ تو سر پھرے ایسے بھی تھے جو لبیک لبیک ہی کہتے رہے ہوں گے کیوں کہ انہوں نے زندگی میں پتہ نہیں کتنے حج اور عمرے کئے ،حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی ؒ ہمارے دادا پیر انہوں نے ستائیس حج کئے ،ہمارے حضرت مرشد عالم ؒ عمر کے

آخری حصہ میں ہر سال حج فرماتے تھے ہمارے ایک پہچان والے ہیں تو ان کی بیٹی منی میں پیدا ہوئی اور ماشاء اللہ اگر بالفرض اسکی عمر ستائیس سال ہے تو وہ ستائیس حج کر چکی ہے، ہر سال حج کرتی ہے۔

## زندگی کے سو حج

دو تین سال پہلے کی بات ہے اخبار میں یہ خبر بھی آئی کہ یمن کے ایک آدمی تھے انہوں نے کہا کہ میں نے اپنی زندگی کا پہلا حج اس وقت کیا جب میری عمر بیس سال کی تھی اور انکے مطابق ان کی عمر اس وقت ایک سو بیس سال تھی اور وہ زندگی کا سواں حج کر رہے تھے اور انہوں نے کہا کہ میں نے سو میں سے اسی حج پیدل چل کر کئے ہیں، اللہ کے ایسے بھی بندے بھی ہیں سینکڑوں دفعہ حج کئے تو بہر حال یہ محبت کا ایک سفر ہے

اگر ہیں آپ مخلص اپنے اقرار محبت میں
طلب خود کر لئے جائیں گے دربار محبت میں

محبت جب خالص ہوتی ہے تو اللہ تعالی دربار محبت میں طلب فرما لیتے ہیں آنے کا راستہ نکال دیتے ہیں۔

## خواجہ سراج الدینؒ کا قیام مکہ

یہاں پر ہمارے بزرگ بڑی چاہتوں کے ساتھ، محبتوں کے ساتھ آیا کرتے تھے حضرت خواجہ سراج الدینؒ ہمارے سلسلہ عالیہ کے بڑے بزرگ ہیں بڑے عالم تھے اور بڑے بڑے علماء کے شیخ تھے وہ حج کے لئے تشریف لائے تو تیرہ دن مکہ مکرمہ میں رہے یہ ان کی کرامت تھی کہ کچھ کھایا نہ پیا اور نہ پیشاب نہ پاخانہ، تیرہ دن اسی طرح عبادت میں گذارے اور تیرہ دن کے بعد چلے گئے، کسی نے پوچھا کہ کھاتے پیتے کیوں نہیں تو فرمایا کہ اگر میں کھاؤں گا تو قضائے حاجت کی بھی ضرورت پڑے گی اور میں پسند نہیں کرتا کہ میں کالا کتا اس پاک دیس کو

ناپاک کر جاؤں، اس زمانہ میں بیت الخلاء بھی ایسے ہوتے تھے کہ فلش سسٹم نہیں ہوتا تھا، یہ ان کی کرامت تھی کہ اتنے دن اللہ نے ان کو بغیر کھائے پئے طاقت دے دی اور وہ اعمال کرتے رہے تو دیکھیں کون کتنی چاہت اور محبت کے ساتھ آتا ہے۔

## ایک عورت کی گریہ وزاری

ایک مرتبہ ہم لوگ ملتزم پر حاضری کے ارادہ سے کھڑے تھے کہ اچانک مجھے اپنے پیچھے سسکیوں کی آواز محسوس ہوئی جیسے کوئی بہت تڑپ تڑپ کے رو رہا ہے تو اچانک میں نے پیچھے دیکھا اگرچہ وہاں سارے مرد تھے مگر پیچھے ایک عربی عورت تھی جو زاروقطار رو رہی تھی اور اسکی سسکیوں کی آواز تھی جب میں نے دیکھا کہ پیچھے قریب میں عورت ہے تو میں ایک طرف ہٹ گیا اسکو راستہ ملا وہ آگے بڑھ گئی اب ملتزم پہ لپٹنا چاہتی تھی اور ملتزم پہ عام طور پر پولیس والے عورتوں کو نہیں جانے دیتے تو ایک آدمی آگے لپٹا ہوا دعا مانگ رہا تھا تھوڑی دیر کے بعد جب وہ ہٹا تو یہ عورت آگے بڑھی پولیس والے نے اسے روکا تو یہ عورت جو رو رہی تھی اسے کہنے لگی رُح لَیْسَ بَیْتُ اَبِیْکَ پیچھے ہٹ یہ تیرے باپ کا گھر نہیں ہے اور پھر اسکے بعد جو وہ ملتزم سے لپٹ کر دھاڑیں مار کر رونے لگی تو حیران یا اللہ تیرے بندے اور تیری بندیاں کتنی چاہتوں اور الفتوں کے ساتھ تیرے گھر کے دیدار کے لئے یہاں حاضر ہوتے ہیں۔

## میزاب رحمت کے چند قطرے

اب تو اگر بارش ہو جائے تو حطیم بند کر دیتے ہیں چونکہ مجمع زیادہ ہو جاتا ہے لوگ زخمی ہوتے ہیں پھسلتے ہیں انکو چوٹ لگنے کا خطرہ ہوتا ہے پہلے جب لوگ کم ہوتے تھے تو اس وقت اتنی زیادہ پابندی نہیں تھی ایک مرتبہ ہم نے دیکھا کہ بارش ہو رہی تھی تو ہم بھی حطیم میں پہنچ گئے خیال تھا کہ بھئی میزاب رحمت سے پانی گرے گا تو شاید کچھ چھینٹیں ہم پر بھی پڑ جائیں گے، مجمع ہو گیا وہاں پر لوگ آگے سے آگے

بڑھ رہے تھے اتنے میں ایک عورت کو دیکھا افریقہ ملک کی تھی اور افریقہ ملکوں کی عورتیں اپنے بچوں کو پیٹھ پیچھے باندھ کر کپڑے کے ساتھ رکھتی ہیں یہ ٹیکنولوجی انکے پاس بہت زبردست ہے وہ اپنا ہر کام کرتی رہتی ہیں اور بچہ کمر کے پیچھے رہتا ہے اب وہ عورت بھی چاہتی تھی کہ میں بھی میزاب رحمت کے نیچے جاؤں لیکن وہاں تو مردوں کا مجمع تھا، جا بھی نہیں سکتی تھی تو اس نے یہ کیا کہ اپنی ایک دوپٹا نما چادر نکالی اور اس کے ایک سرے کے اوپر گانٹھ باندھ دی اور دوسرے کو ہاتھ میں پکڑ کر گانٹھ والا سرا زور سے پھینکا جیسے دھاگے کے ساتھ پتھر باندھ کر پھینکتے ہیں تو جب اس نے پھینکا تو وہ چادر لمبی ہوئی اور وہ گانٹھ والا حصہ میزاب رحمت سے جو پانی گر رہا تھا اس پانی کے ساتھ جا کر ٹکرایا تو پانی اسے لگ گیا تو وہ بہت خوش ہوگئی کہ اب مجھے مقصود مل گیا تو ہم نے سوچا کہ اب دیکھیں کہ اس پانی کو کیا کرتی ہے، پھر وہ پیچھے ہٹ کر بیٹھ گئی اور اس نے اپنے بچے کو کمر سے اٹھا کر گود میں ڈالا اور وہ پانی جو میزاب رحمت کا اس کپڑے کو لگا تھا اسکو وہ اپنے بچے کے منہ کے اندر نچوڑنے لگی، ماں کی مامتا دیکھو اپنے معصوم بچے کے منہ میں میزاب رحمت سے گرنے والے پانی کے چند قطرے ڈال رہی ہے کہ میرے بچے کو اس کی برکتیں نصیب ہو جائیں تو آنے والے کس چاہت اور محبت کے ساتھ آتے ہیں۔

## گھر میں کام اور حرم میں انعام

یہاں آنے کے لئے کسی نے تہجد میں دعائیں مانگی ہوں گی تقوی بھری زندگی گذاری ہوگی پتہ نہیں کس محبت کو ساتھ لے کر آئیں ہوں گے تو یہ عاشقانہ سفر ہے ہر بندے کی اپنی کیفیت ہوتی ہے جیسے کل بتایا کہ ابراہیم بن ادہمؒ ہر قدم پر دو رکعت نفل پڑھتے ہوئے بیت اللہ شریف پہنچے اب یہ بھی ایک عجیب سی بات ہے کہ اللہ کے گھر کی زیارت کے لئے ہر ہر قدم پر دو رکعت نفل ادا کرنا، کتنی محبت اور چاہت سے آئے ہوں گے تو جتنی دل میں چاہت و محبت ہوگی اتنی ہی پھر یہاں رحمتیں

اور برکتیں زیادہ ملے گیں انعام بھی زیادہ ملے گا اسی لئے کہتے ہیں کہ گھر میں کام اور حرم میں انعام، جو بندہ اپنے گھر میں رہ کر دین پر عمل کرتا ہے سنتوں کے مطابق زندگی گذارتا ہے، تقوی والی خشوع وخضوع والی زندگی گذارتا ہے، جب وہ وہاں کام کر کے پھر حرم میں آتا ہے تو وہ یہاں آکر انعام پاتا ہے، اللہ تعالی کی طرف سے پھر اسکے لئے خصوصی رحمتیں اور برکتیں ہوتی ہیں تو اس محبت کے سفر کو سیکھ کر آنا پڑتا ہے تاکہ جو کام بھی کریں چاہت کے ساتھ کریں۔

یہ حسرت رہ گئی پہلے سے حج کرنا نہ سیکھا تھا
کفن بر دوش جا پہنچے مگر مرنا نہ سیکھا تھا
یہ دیوانے کچھ ہوشیار اگر پہلے سے ہو جاتے
حرم میں بن کے محرم صاحب اسرار ہو جاتے

## حج کے لئے پہلے سے تیاری

جس بندے نے باکسنگ کا مقابلہ کرنا ہو اگر آپ اسکو دیکھیں تو کبھی وہ جوگنگ کر رہا ہوتا ہے تو کبھی وہ لیدر کے بنے ہوئے تکئے کو مکے مار رہا ہوتا ہے، پوچھا جائے کہ بھئی کیا کر رہے ہو؟ کہے گا کہ میں تیاری کر رہا ہوں، اگر میدان سے باہر تیاری کروں گا تو جب مقابلہ کے لئے میدان میں جاؤں گا تو وہاں پر اچھا مظاہرہ کروں گا، اگر تیاری اچھی ہو تو پرفارمینس بھی اچھی (performance)، اور تیاری زیرو، تو پھر پرفارمینس بھی زیرو، بالکل وہی بات ہے کہ ہم نے اگر گھروں میں رہتے ہوئے اللہ کی محبت والی، اتباع سنت والی زندگی کی کوشش کی ہوگی اور پھر یہاں آئے ہیں تو اسکے مطابق ہی ہمیں انعام ملے گا اور اگر وہاں محنت نہ کی ہوں تو یہاں بھی وہی حال ہوتا ہے، یہ بات سمجھنے کی ہے

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

دشمن کے نصیب میں نہیں تھا کہ وہ تیری تیغ سے ہلاک ہوتا یہ تو دوستوں کے سر سلامت رہیں جن کے اوپر تو خنجر کو آزماتا ہے

بطواف کعبہ رفتم بحرم رہ نہ دادند
کہ بروں چہ کار کردی کہ درون خانہ آئی

میں طواف کے لئے گیا حرم میں تو مجھے اندر کا راستہ نہ ملا اور مجھے یہ کہا گیا کہ تم باہر کیا کرتے پھرے ہو کہ اب تم میرے گھر کے اندر کا راستہ تلاش کرتے ہو۔

## مقامات قبولیت پر توبہ

اب ہم تو اپنے گناہوں کے انبار لیکر پہنچے ہیں تو اب ہم کیا کریں؟ اب اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اللہ کے حضور اپنے گناہوں کی سچی پکی توبہ کریں، اللہ کو منائیں اور جتنے مقامات قبولیت دعا کے ہیں ان پر جا کر اللہ سے دعائیں مانگیں، دعائیں قبول ہونے کا ایک مقام ہے ملتزم یعنی حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیان کی تھوڑی سی جگہ، حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی ا جب یہاں پر تشریف لاتے تھے تو سینہ مبارک دیوار کے ساتھ لگا دیتے تھے اور رخسار مبارک بھی لگا ہوا ہوتا تھا جیسے بچہ ماں کے سینے سے لپٹ جاتا ہے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ اس طرح ملتزم سے لپٹ جایا کرتے تھے، عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں پیچھے تھا جب نبی دعا کر کے ہٹے تو میں نے دیکھا کہ آنکھیں پرنم تھیں آنکھوں میں آنسو تھے تو مجھے دیکھ کر نبی نے فرمایا عمر یہ وہ جگہ ہے جہاں آنسو بہائے جاتے ہیں تو واقعی یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے محبوب کے سینہ سے کوئی لپٹ جائے۔

ہمارے ایک دوست تھے جو سعودی عرب میں کام کرتے تھے عمرے کے لئے آئے ملتزم پر انہوں نے دعا مانگی کہ اللہ میرے بیٹے کو حافظ بنا دے، کہتے ہیں کہ دعا مانگ کر جب میں حرم سے باہر آیا تو مجھے خیال آیا کہ بیوی بچوں کے ساتھ پاکستان گئی ہوئی ہیں، کیوں نہ میں اسے فون پہ بتا دوں کہ میں نے بچے کے لئے

یہ دعا مانگی ہے، کہتے ہیں میں اپنے گھر آیا جیسے دروازہ کھولا فون کی گھنٹی بج رہی تھی میں دوڑا ہوا آیا اور فون اٹھالیا پوچھا کون تو بیوی نے پاکستان سے کال کی تھی، میں نے خیریت پوچھنے کے بعد وجہ دریافت کی تو کہنے لگیں کہ ہاں میرے دل میں یہ بات آرہی تھی کہ میں بچے کو حافظ بناؤں میں آج اسے مدرسہ میں قاری صاحب کے پاس بٹھا کر آئی ہوں اور اطلاع دینے کیلئے ہی آپ کو فون کردیا، یہاں میں دعا مانگ کر گیا وہاں اللہ نے بیوی کے دل میں بات ڈال دی وہ بچے کو مدرسہ میں ہی بٹھا کر آگئی، یوں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

## ون ونڈو آپریشن

ہمارے ملک میں ایک مرتبہ پرائیویٹ پاور جنریشن کا معاملہ چلا کہ بڑے بڑے فیکٹریوں والے اپنی بجلی خود بنائیں تاکہ ملک بجلی میں خود کفیل رہے، تو اس وقت کی حکومت نے ایک بات بڑی عام کی اسکو کہا جاتا تھا 'ون ونڈو آپریشن' وہ یہ تھا کہ انہوں نے ایک ایسا ادارہ کھولا کہ جب کوئی بندہ وہاں فائل لیکر پہنچ جاتا تھا حکومت کے ہر محکمے کا بندہ وہاں موجود ہوتا تھا تو جو کام ہوتا تھا وہیں سمٹا دیتے تھے تاکہ جلدی سے اس کا کام ہوجائے، اسکا نام انہوں نے دیا تھا 'ون ونڈو آپریشن' کہ ایک کھڑکی پر چلے جاؤ سارے کام تمہارے یہیں سمیٹ دیں گے، خیر وہ 'ون ونڈو آپریشن' کیا ہونا تھا ہم نے اپنی زندگی میں 'ون ونڈو آپریشن' یہاں دیکھا ہے یہ اللہ کا گھر ہے یہ وہ در ہے جو چوبیس گھنٹہ کھلا رہتا ہے اور واقعی یہ ون ونڈو آپریشن ہے کوئی دنیا کا بندہ کوئی مسئلہ لیکر آئے، صحت سے متعلق ہو، رزق سے متعلق ہو، کاروبار سے متعلق ہو کسی بھی پریشانی سے متعلق ہو یہ ایسی ونڈو ہے یہ ایسا دروازہ ہے کہ جب وہ یہاں آجاتا ہے تو اسکو پھر کسی دوسرے در کی پر جانے کی حاجت نہیں رہتی، اللہ تعالیٰ سارے مسئلے ادھر ہی حل کردیتے ہیں، ہمارے دل میں اگر یہ کیفیت ہو تو واقعی یہ ایسا مقام ہے اس لئے جب ہم دعا مانگیں گے تو یقین کے

ساتھ مانگیں گے اور اسکی برکتیں بھی ہوں گی،

## دہریہ کی دعا بھی قبول ہوگئی

یہ عاجز جس زمانے میں ایک فیکٹری کے اندر الیکٹریکل مینجر تھا تو ایک اور مینجر وہاں آئے جو نوجوان تھے پہلے فوج میں کام کرتے تھے وہاں سے چھٹی لیکر وہ پرائیویٹ ادارے کے اندر ایک شگر میل کے اندر آ گئے اس نوجوان کو ہم نے دیکھا زندگی میں ایسے بہت کم خوبصورت نوجوان دیکھے ہوں گے ایسے لگتا تھا جیسے وہ واقعی بوڈی بلڈنگ کرتا رہا ہو، اسکے سینے کی چوڑائی دیکھ کر انسان حیران ہو جائے بالکل پتلی سی کمر اور اسکے بازو ایسے بنے ہوئے تھے کہ جب وہ چلتا تھا تو اسکو چلتے دیکھ کر بندہ حیران ہوتا تھا، نقش نین بھی بہت خوبصورت تھے اور پھر اس نے اپنی بوڈی کو بنایا بھی زبردست تھا ہزاروں میں کوئی ایسا خوبصورت جسم والا نوجوان نظر نہیں آتا، ہمیں بھی خوشی ہوئی کہ چلو ایک اچھا نوجوان آ گیا اللہ کی شان چند دن کے بعد پتہ چلا کہ جی وہ صاحب تو دہریئے ہیں، وہ کیسے؟ بھٹو کے زمانے میں انہوں نے تعلیم پائی اور اس زمانہ میں ایشیا سرخ ہے سبز ہے یہ بڑے نعرے لگا کرتے تھے اور رشیا کا عمل دخل بہت زیادہ تھا لگتا تھا کہ یہ کمیونیزم پوری دنیا میں غلبہ پائے گا ایسا زمانہ تھا تو یہ صاحب بھی ایسے ہی تھے کہ کچھ کمیونسٹوں سے ان کا رہن سہن رہا، علیک سلیک رہی اور یہ بھی کمیونیزم کا شکار ہو گئے اب یہ جو کمیونسٹ ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں پیدا نہیں کیا بلکہ انسان نے اللہ کے تصور کو پیدا کر لیا ہے وہ تو خدا بیزار لوگ ہوتے ہیں وہ دین کو 'افیون' کہتے ہیں کہ یہ دین افیون ہے جو کھالیتا ہے اسکو کوئی اور بات سمجھ نہیں آتی اللہ کی شان ہمیں ایک نوجوان انجینیر نے بتایا کہ یہ صاحب تو بالکل ہی دہریئے ہیں اور صاف کہتا ہے اس نے اصل میں انجینیر کے ساتھ کہیں بیٹھ کر چائے پیتے ہوئے کہہ دیا کہ جتنا تم خدا سے ڈرتے ہو میں نہیں ڈرتا، اب اس قسم کی جرأت کوئی نہیں کر سکتا تو نوجوانوں پر تو یہ

بات بڑی گراں گذری، خیر میں نے ان سب کو سمجھا دیا کہ آپ لوگوں نے اس کے ساتھ الجھنا نہیں، خاموشی سے بس اپنا کام کریں، کبھی موقع ہوا تو میں اس سے خود بات کرلوں گا میرا ان کے ساتھ ہر وقت سابقہ رہتا تھا کیونکہ وہ میکینکل کے انچارج تھے اور میں الیکٹریکل کا، اور دونوں نے مل کر کام کرنے ہوتے تھے، ہر پروجیکٹ ہم نے مل کر کرنا ہوتا تھا تو ایک دن میں ہمیں بیسیوں دفعہ بات چیت، مشورہ کرنا پڑتا تھا، خیر کچھ عرصہ جب گذرا تو اس نوجوان نے اپنے اور پر پرزے نکالنے شروع کر دیئے، ایک دن وہ کسی جنازے میں شریک ہوا اور واپس جا کر انجینیر کو کہنے لگا کہ میں جنازہ پڑھنے گیا تھا بس پندرہ بیس قبروں کو ہاتھ لگا کر دیکھا ان میں سے گرم تو کوئی بھی نہیں تھی یعنی وہ طنز کر رہا تھا کہ تم جو قبر کے عذاب کا تصور لئے بیٹھے ہو سب فضول ہے، میں نے دس پندرہ قبروں کو ہاتھ لگا کر دیکھا تو کوئی بھی گرم نہیں تھی، خیر اس نے ایک دو مرتبہ میرے سامنے بھی ڈارون تھیوری کے بارے میں بات شروع کی تو چونکہ یہ تھیوری اس عاجز نے بھی پڑھی ہوئی تھی تو اس سے بات کی کہ تمہارا 'لا آف نیچرل سلیکشن' اور 'سروائیول آف ڈفی ٹیسٹ' جب اسی اصطلاح میں اس سے بات کی تو اسکو یہ محسوس ہو گیا کہ اس بندے نے یہ سب کچھ پڑھا ہوا ہے، یہ ایزی ٹارگیٹ نہیں ہے اب یہ مجھ سے ذرا بات کرتے ہوئے گھبراتا تھا اور باقی لڑکوں سے کبھی کبھی بات کر لیتا تھا مگر باقی لڑکے میرے کہنے کے مطابق چپ تھے ہمارا سلسلہ چلتا رہا میں جب نماز پڑھنے کے لئے جانے لگتا تو کبھی کبھی اسکو کہتا کہ آؤ بھئی آپ بھی نماز کا مزہ چکھیں کہ کیا ہوتی ہے، ایسی ہلکی پھلکی بات کرتا، اللہ کی شان دیکھیں کہ ایک دن ایک انجینیر صاحب ہمارے سامنے بیٹھ کر کوئی اپنی بات کرنے لگے کہ گھر کی یہ پریشانی وہ پریشانی اور اب خرچہ پڑ گیا ہے اور میرے پاس ابھی گنجائش نہیں تو اس نے آگے سے یہ الفاظ کہے کہ کیا پریشان رہتے ہو؟ آئے گا کہاں سے، میں پریشان رہتا ہوں کہ لگاؤں گا کہاں؟ اسکی وجہ یہ کہ اسکا بڑا بھائی میجر تھا اور انکے اپنے کئی مربع زرعی زمین کے تھے

سرگودھا میں، اور خود یہ بھی انجینیر تھا تو جتنی تنخواہ ہوتی تھی وہ سیدھا بینک اکاؤنٹ میں جمع ہوتی جاتی تھی، پہلے ہی سے کافی ویلیو والا آدمی تھا تو واقعی یہ نوجوانی میں لاکھوں پتی انسان تھا تو جب اس نے یہ باتیں کیں تو میں نے اس کو کہا کہ بات یہ ہے کہ اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے جو الفاظ آپ نے زبان سے نکالے ہیں یہ الفاظ اللہ کو پسند نہیں ہیں تکبر کے بول ہیں، بہتر ہے کہ توبہ کرلو، کہنے لگا کہ توبہ تو تب کروں جب خدا کو مانوں میں تو مانتا ہی نہیں، میں نے کہا پھر جب وقت آئے گا تب مانو گے یہ پتہ نہیں اس وقت کا ماننا فائدہ دیگا یا نہیں؟ مگر مانو گے ضرور، اسلئے کہ فرعون نے بھی کہا تھا آمَنتُ بِرَبِّ مُوسیٰ وَھَارُوْن بڑے بڑے فرعونوں نے مان لیا، میری بات سن کر یہ چپ ہوگیا اب اللہ کی شان دیکھیں کہ اس کی عمر کوئی چھبیس ستائس سال ہوگی اس وقت اس نے شادی کرنے کا ارادہ کیا اب چونکہ یہ بڑے خاندان کا لڑکا تھا شکل عقل ہر اعتبار سے اللہ نے اسکو عزت دی تھی تو اسکی تو بات نکلنی تھی کہ رشتوں کی بھرمار ہوگئی اب یہ دل کی بات میرے ساتھ کرتا تھا مجھے کہنے لگا کہ امی پریشان ہے کہ اس وقت سو کے قریب رشتے آئے ہوئے ہیں چونکہ مالی اعتبار سے بھی بہت اعلیٰ، شکل میں بھی انتہائی خوبصورت، خاندان میں بھی اونچا تو ہر بندہ چاہتا تھا کہ اس کا رشتہ ہمارے خاندان میں ہوجائے، مجھے پوچھنے لگا کہ میں کیا کروں؟ میں نے کہا کہ ایسا کرو اسکو شارٹ لسٹ کرلو اور پانچ دس رشتے جو محسوس ہوتے ہیں کہ تمہارے ساتھ موافقت زیادہ اچھی ہوگی وہ لے لو اور ان پانچ دس بندوں سے ملاقات کرلو، کہنے لگا ٹھیک ہے، اب شادی کی تیاریاں ماں نے بھی شروع کردی اور بیٹا بھی ذہنی طور پر تیار اور اس نے فہرست بنالی کہ میں فلاں سے ملوں گا فلاں سے ملوں گا فلاں مجھے دیکھیں گے اور میں انکو دیکھوں گا اس دوران ایک دن جب ہم دفتر پہنچے تو ہمیں اطلاع ملی کہ کل ان صاحب کا ایک ہلکا پھلکا سا ایکسی ڈینٹ ہوگیا تو آج وہ ڈیوٹی پر نہیں آئے، خیر آفسرز شام کو ان کا پتہ کرنے کے لئے گئے تو ان کو ایک دو جگہ چھوٹی موٹی

خراشیں تھیں بڑا زخم نہیں تھا میں نے پوچھا ہوا کیا؟ کہنے لگا جی سڑک بالکل خالی تھی اور میں تو اپنے اسکوٹر پر بڑی مناسب اسپیڈ سے جارہا تھا اچانک ایسے جیسے کوئی ہلکی سی غشی ہوئی اور مجھے اس وقت پتہ چلا جب میں نیچے گرا ہوا تھا یہ تو اللہ کا شکر کہ کوئی بس نہیں آرہی تھی ہم نے کہا چلیں الحمدللہ اللہ نے مہربانی کردی، پھر دوسرے تیسرے دن پتہ چلا کہ یہ صاحب اپنے ہی کوٹھی کے لان میں چل رہے تھے کہ چلتے چلتے اچانک خود گر گئے اور پھر چوٹ آئی اب جب گرے اور چوٹ آئی تو پھر اس کو پریشانی ہوئی کہ یہ کیا مسئلہ ہے ایک آدمی نے بتایا کہ میں آپ کو دیکھ رہا تھا آپ نے پہلے ایک پاؤں اٹھایا اسکو رکھ کر اٹھانے کی بجائے ساتھ ہی دوسرا پاؤں بھی اٹھالیا اور نیچے گر گئے اس نے ڈاکٹروں سے رجوع کیا ڈاکٹروں نے کہا کہ لگتا یہ ہے کہ آپ کا دائیں اور بائیں طرف جانے والا جو سگنل سسٹم ہے وہ کہیں شاٹ ہوجاتا ہے، لمبا کام ہے خیر کافی دن اس کو گذر گئے اتنے میں ایک نئی بات شروع ہوگئی ہاتھوں پر اسکو پسینہ اور پسینہ اتنا کہ پانی ٹپکتا تھا یعنی اس نے چار پانچ چھوٹے رومال رکھے ہوئے تھے جو بالکل گیلے ہوجاتے تھے وہ بڑا حیران ہوا اور ڈاکٹروں سے رجوع کیا انہوں نے کہا کہ فلاں مسئلہ ہے چنانچہ نوسرجنس کا ایک بورڈ بنا اور سب نے ملکر کوئی آپریشن کیا کوئی آٹھ گھنٹے کا لمبا آپریشن تھا خیر کچھ عرصے کے بعد یہ ریکور ہوا اور اسکا جو پسینہ تھا وہ نسبتاً کم ہوگیا اب ہم مطمئن ہوئے کہ چلو اس بیماری سے جان چھٹی اللہ کی شان یہ اللہ کی لاٹھی عجیب بے آواز ہوتی ہے ایک نیا مسئلہ پیدا ہوگیا کہ ایک دن یہ اٹھا اب اس کی آنکھیں ایک جگہ فوکس نہیں کررہی بلکہ ایک گلاس کے دو گلاس نظر آرہے ہیں، ایک بندے کے دو بندے نظر آرہے ہیں، اب اسکو یہ بھی نہیں پتہ کہ سامنے والا کہاں ہے میں اسکو سلام یہاں کروں یا یہاں کروں ہر طرف سے فارغ ہوکر دفتر بیٹھ گیا اب اسکا کیا علاج کروایا جائے؟ مالک نے بھی کہہ دیا کہ جی آپ کو دو مہینے ہوگئے آپ فیکٹری کے اندر راؤنڈ بھی نہیں کرسکتے اور مزدوروں کو صحیح کام بھی نہیں بتا سکتے

تو آپ اپنا علاج کروائیں بعد میں پھر نوکری پر آئیں تو دفتر سے اسکو چھٹی مل گئی، اب اللہ کی شان دیکھیں کہ اس دوران اسکو ملیریا بخار ہو گیا اور چونکہ اسکی دفاعی قوت بہت کمزور ہو چکی تھی اسلئے بخار جان نہیں چھوڑ رہا تھا، پتہ چلا کہ وہ کئی مہینوں کے لئے گھر چلے گئے دو مہینوں کے بعد مجھے خیال آیا کہ بھئی وہ ہمارے دوست ہیں کوئی اتہ پتہ نہیں کوئی رابطہ نہیں تو ان کا پتہ تو کر کے آئیں، چنانچہ میں سرگودھا ان کے گھر گیا مگر میں ان کو پہچان نہ پایا، اس وقت ان کا وزن مشکل سے کوئی ساٹھ کلوگرام ہوگا اتنا پتلا دبلا سا جیسے بچہ ہوتا ہے اور وہ بستر پر لیٹا ہوا تھا اور اتنی کمزوری کہ وہ خود کروٹ نہیں بدل سکتا تھا اور کپڑے اس کی والدہ بدلتی تھی اتنی کمزوری کہ اسکے منہ میں لقمہ اسکی ماں ڈالتی تھی اور آواز بھی نہیں نکلتی تھی میں نے ٹی بی کے مریض بھی اتنے کمزور نہیں دیکھے جتنا کمزور وہ ہو چکا تھا اور پہلے اسکی صحت ہمارے ذہنوں میں ایک آئیڈیل ہوا کرتی تھی اس حال میں دیکھ کر میری آنکھوں سے بھی آنسو آ گئے خیر میں نے اسے تسلی دی اللہ صحت دیگا وہ میری باتیں سنتا رہا میرے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ میں فیکٹری کے مالک سے بات کروں یہ ایک نوجوان ہے اگر کہیں پوری دنیا میں اسکا علاج ممکن ہے تو ہمیں کروانا چاہئے میں نے ان سے کہا کہ میرا یہ خیال ہے اور جا کر بات کروں گا اور امید ہے کہ وہ مالک میرے ساتھ کافی اچھا مناسب تعلق محبت رکھتا ہے وہ میری بات مان لے گا تو ہم آپ کو باہر ملک بھیجیں گے علاج کے لئے، لیکن میرے ساتھ ایک وعدہ کریں، پوچھتا ہے کیا میں نے کہا جب آپ صحت مند ہو کر آئیں گے تو آتے ہوئے آپ عمرہ کر کے آئیں گے اب یہ تو خدا کو نہیں مانتا تھا لیکن دوستی میں اس نے سر ہلا دیا، واپس آ کر میں نے اپنے چیرمین سے بات کی اس نے کہا ہاں ٹھیک ہے آپ ہی معلومات کریں میں نے ورلڈ ہیلتھ کو خط لکھا کہ اس طرح ایک پیشنٹ ہے اور ڈاکٹروں کا کہنا یہ ہے کہ اسکو 'مستھینا گریوس' کی بیماری ہے تو اب آپ بتائیں کہ اسکا دنیا میں کہیں علاج ہے انہوں نے مجھے فوراً خط کا جواب

دیا کہ ویسے تو یہ لاعلاج بیماری کہی جاتی ہے لیکن کنیڈا کے ایک ڈاکٹر ہے کہ جس کی بیوی اسی بیماری میں مبتلا تھی اس نے بیوی کی خاطر دن رات ریسرچ کی اور اس نے بیوی کا کامیاب علاج کرلیا پھر اسکے بعد اس نے کوئی آٹھ پیشنٹ کا علاج بھی ٹھیک کرلیا ہے تو آپ اس سے رجوع کریں اسے خط لکھا اس نے کہا کہ ہاں میں اتنے پیشنٹ کو ٹریٹ کرچکا ہوں اگر یہ پیشنٹ آگیا تو میں اتنے پیسے لوں گا بہت بڑی اماؤنٹ اس نے بتائی مگر فیکٹری کے جو مالک تھے وہ نیک دل تھے انہوں نے کہا جتنا بھی اس کا خرچہ ہوگا پرواہ نہیں اس کو بھیجو چنانچہ ہم نے اس کی بھی ٹکٹ بنوائی اور بنوائی بھی سعودی عربیہ ایئر لائن سے، اسلیئے کہ آتے جاتے تو جدہ جانا ہی پڑے گا تو بھائی اسکو عمرہ کروادیگا بھائی نے چھٹی لے لی ہم نے اس کو رخصت کیا ایک مہینہ کے بعد ہمیں اطلاع ملی کہ وہ واپس آگئے کنیڈا سے اور انکی صحت اب بہت ٹھیک ہوگئی ہم ان کو ملنے کے لئے گئے، اللہ کی شان کہ جب ملنے کے لئے گئے تو یہ بڑا مسکرا کر ملا اور پھر اسکے چہرے پر ہم نے سرخی ذرا دیکھی اور اسکا مناسب بھرا ہوا جسم دیکھا، اس نے پاس بٹھایا، تھوڑی دیر کے بعد پوچھتا ہے کہ نماز کا وقت ہوگیا؟ پہلے نماز پڑھیں گے یا پہلے کھانا کھائیں؟ اب اسکی زبان سے نماز سن کر تو مجھے بھی تعجب ہوا میں نے کہا ہاں پہلے نماز پڑھتے ہیں پھر کھانا کھالیں گے، اس نے نماز بھی ساتھ پڑھی پھر اس نے اپنی داستان سنانی شروع کی کہنے لگا کہ جب آپ نے مجھے کہا تھا کہ واپسی پر آپ عمرہ کرکے آنا تو میں اپنی زندگی سے مایوس ہوچکا تھا مجھے ایسے لگ رہا تھا کہ آپ میری تسلی کی خاطر بات کررہے ہو اور چونکہ میں نے آپ کو اپنی زندگی میں ایک مخلص دوست پایا اسلیئے میں نے آپ کی وجہ سے ہاں کردی تھی ہم کنیڈا گئے ڈاکٹر نے مجھے آئی سی یو میں ڈال دیا، سب میرے کپڑے اتار کر اس نے میرے ساتھ تاریں لگادیں، کہیں سے کوئی سگنل آرہا ہے، کہیں سے کوئی سگنل آرہا ہے میرے جسم سے بیسیوں تاریں کمپیوٹر میں جارہی تھیں ایسے لگ رہا تھا جیسے ایک ایک چیز کا سگنل وہ جانچ رہے

ہیں چند دن کے بعد ڈاکٹر نے میرے پورے جسم کے خون کو سینٹری فیوز کے ساتھ کلین کیا، اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ایک طرف سے خون کو مشین کھینچ لیتی ہے سینٹری فیوگل میں سے گذارتی ہے جو پلازمہ ہوتا ہے وہ الگ ہوجاتا ہے اور پھر باقی خون کو سسٹم میں دوبارہ ڈال دیتی ہے، کہنے لگا کہ پندرہ دن میں یہ عمل کوئی تین مرتبہ کیا اور بالآخر میرے بھائی کو بلا کر کہہ دیا کہ ایک دفع کرنے پر میرے پیشنٹ ٹھیک ہوجاتے ہیں میں نے اسکا تین دفع کیا اسکا کوئی اثر نہیں پڑا میری نظر میں یہ اب اپنے بستر مرگ پر ہے چند دنوں کا مہمان ہے، اس نے والدہ کو فون کیا تو والدہ نے کہا کہ بیٹا اگر اس نے کچھ دنوں میں فوت ہی ہونا ہے تو بجائے مردہ نعش لیکر آنے کے تم اسے زندہ لیکر ہی آجاؤ، میں اپنے بیٹے سے مل لوں کوئی بات ہی کرلوں، چنانچہ بھائی نے کہہ دیا کہ اسکو ڈس چارج کردو، اس نے ڈس چارج کردیا ہم نے بڑی کوششیں کرکے اپنی سیٹ بک کروائیں لیکن سیٹ جدہ تک کی تھی، جدہ سے آگے لاہور ہفتہ میں ایک فلائٹ ان دنوں ہوا کرتی تھی تو اب کوئی فلائٹ ہی نہیں تھی ہمیں خواہ مخواہ دو تین دن انتظار کرنے پڑ گئے ائیر پورٹ والوں نے کہا کہ ہم آپ کو ٹرانزیٹ ویزا دے دیتے ہیں آپ جدہ شہر چلے جائیں ہوٹل میں رہیں چونکہ پیشنٹ ہے اور جب دو دن کے بعد فلائٹ ہو تو آپ چلے جانا، اب بھائی مجھے لیکر جدہ شہر ہوٹل میں آگیا ایک دن مجھے کہنے لگا کہ وہ جو تمہارے مولوی صاحب دوست تھے وہ مجھے کہہ رہے تھے کہ اسکو عمرہ کروا کر لانا تو کیا خیال ہے میں تمہیں حرم لے جاؤں، تو میں نے سر ہلا دیا اس نے مجھے وہیل چیر پر بٹھایا اور لیکر حرم آیا، میں مطاف کے اندر بیت اللہ کے سامنے بیٹھا ہوں کہ یہ لوگ کیا کررہے ہیں؟ طواف کررہے تھے تو میں حیران ہورہا تھا کہ کیا کررہے ہیں طواف کیا ہوتا ہے؟ کیوں ایسا کررہے ہیں؟ میں تو کسی چیز کو مانتا ہی نہیں تھا، کچھ دیر بیٹھا رہا تو بیٹھنے کے بعد میرے دل میں ایک بات آئی اور میں نے ان الفاظ کے ساتھ دعا مانگی کہ اے اللہ اگر تو موجود ہے تو مجھے صحت دے

دے تاکہ میں کل اس گھر کا پیدل چل کر طواف کروں، [وہ شخص بیت اللہ کے سامنے یہ دعا مانگ رہا ہے] بس میں نے یہ دعا مانگی اور یہ نیت کرلی کہ میں نے دوائیاں نہیں کھانی، میں واپس آیا اور بھائی کو کہہ دیا کہ میں نے دوائیاں نہیں کھانی، خیررات کو سوکر اگلے دن اٹھا تو میں اپنے آپ کو تھوڑا تندرست محسوس کرر ہا تھا میں نے اسے کہا مجھے آج لے جاؤ، مجھے پھر بھائی دوسرے دن حرم لایا اور میں نے اپنے پاؤں پر چل کر بیت اللہ کا طواف کیا جب مکمل کرلیا تو میرے دل میں بات آئی کہ خدا نے تو بات پوری کردی اب تو بھی تو بات پوری کر، میں نے بیت اللہ کو دیکھ کر کہا کہ اے اس گھر کے مالک! میں تجھے اپنا خدا مانتا ہوں میں کلمہ پڑھتا ہوں اور مسلمان ہوتا ہوں" ایک دہریہ بندہ اگر حرم میں بیٹھ کر دعا مانگتا ہے مولی اتنا کریم ہے کہ اسکی دعاؤں کو بھی قبول کرلیتا ہے تو اگر کوئی ایمان والا اس گھر کے سامنے بیٹھ کر اللہ کے سامنے دامن پھیلائے تو وہ مالک اسکی دعاؤں کو کیوں قبول نہیں فرمائے گا؟"

## دعائیں بے اثر کیوں ہوگئیں

مگر مسئلہ یہ ہوتا ہے ہمارے دل غیر میں اٹکے ہوتے ہیں حرم پہنچ کر بھی اِس کا خیال اُسکا خیال، اسکو میسیج ہورہے ہیں اسکو فون ہورہے ہیں اسکے کال کی انتظار ہے جب یہاں پہنچ کر ہی دل غیر سے خالی نہیں تو پھر دعائیں کیسے قبول ہوں گی؟ نماز پڑھنے کے لئے جارہے ہوتے ہیں تب بھی حرم میں جانے والی عورتوں کو للچائی نظروں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں، حرم میں اگر جب غیر کی لالچ ہے تو پھر اللہ تعالی جھولی میں کیا ڈالینگے، یہ بات اچھی طرح ذہن میں بٹھالیں کہ اللہ نے دینے کے لئے بلادیا لیکن یہاں آکر ہمیں شیطان نے غیر میں الجھادیا اور غیر میں الجھنے کی وجہ سے اب ہماری دعائیں بے اثر ہوگئیں، وہ زبان سے مانگتے ہوئے نظر آتے ہیں لیکن دل سے نہیں مانگ رہے ہوتے، اور اثر تو دل کی دعا کا ہوتا ہے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

ہمارے دل تو حاضر نہیں ہوتے اور اللہ رب العزت کے یہاں تو شرط ہی یہی ہے کہ میرے بندوں! دل کو میرے سامنے حاضر کرلو دل کو صرف میری محبت سے بھرلو اور غیر کی محبت کے اثرات سے خالی کرلو پھر دامن پھیلاؤ گے میں پروردگار تمہارے دامن کو بھردوں گا، یہاں سچی توبہ کرکے دیکھئے کہ اے مولی میں نے ہر لات اور منات کو توڑ ڈالا ایک آپ کی سچی محبت اپنے دل میں رکھ لی اور پھر دیکھئے اللہ کی طرف سے کیسی رحمتیں ہوتی ہیں جو پروردگار دہریہ بندے کی دعاؤں کو قبول کرکے دکھا دیتا ہے وہ پروردگار کلمہ پڑھنے والے بندے کی دعاؤں کو کیوں قبول نہیں کریگا؟

جیسے سیل فون کے اندر ایک کی لوک ہوتا ہے اگر وہ لوک لگ جائے تو آپ جس کی کو چاہے دباتے رہیں کال اٹینڈ ہی نہیں ہوتی بالکل اسی طرح یہ مخلوق کی نفسانی، شیطانی، شہوانی محبت دعا کے لئے ایک لوک ہے یہ لگ جاتا پھر جو مرضی بٹن دباتے رہیں اللہ یہ دے اللہ وہ دے سگنل ہی نہیں جاتا اس سگنل کو بھیجنے کے لئے اس لوک کا کھولنا ضروری ہے

## اسم اعظم کیا ہے؟

اسلئے فرمایا کہ میرے بندے تو میرے گھر میں آیا ہے اب تو اپنے دل کو میرے ماسوا سے خالی کرلینا، اب تو غیر سے اپنی توجہ کو ہٹالے، پھر ایسی کیفیت میں جب اللہ سے مانگیں گے کہ دل میں اللہ کے سوا کسی کی محبت نہ ہو اللہ ایسی دعاؤں کو کبھی رد نہیں فرمائیں گے اس لئے ہمارے اکابر نے لکھا ہے کہ جب دل غیر سے خالی ہو اور پیٹ حرام سے خالی ہو زبان سے نکلنے والا ہر اسم بندے کے لئے اسم اعظم بن جایا کرتا ہے ہم بھی ایسے دعائیں مانگ کر دیکھیں۔

# امریکن لڑکی کے اسلام کا واقعہ

امریکہ میں ایک اسٹیٹ ہے واشنگ ٹن، وہاں جانے کا موقع ملا تو بیان کے بعد جو مسجد کے متولی تھے وہ آئے اور کہنے لگے کہ ایک امریکن لڑکی ہے جو مسلمان ہو چکی ہے اتنی پکی مسلمان ہے کہ اس لڑکی کو دیکھ کر غفلت میں پڑی ہوئی مسلمان عورتیں نیک ہو جاتی ہیں اور وہ نماز پڑھتی ہے تو اتنے سکون اور تسلی سے کہ انسان کا دل خوش ہو جاتا ہے، بڑے اہتمام سے وضو کرتی ہے پھر اسکے بعد بڑے خوبصورت چوغے بنوائے ہوئے ہیں اپنے کپڑوں کے اوپر وہ چوغہ عبایا پہنتی ہے، اللہ نے فرمایا: ﴿خُذُوا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ تم مسجد میں آتے ہوئے زینت اختیار کرو تو وہ اس پر عمل کرتی ہے کہ مصلی میری مسجد ہے اور مصلی پر قدم رکھنے سے پہلے مجھے پاک صاف ہو کر اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے اچھی خوشبو لگا کر وہ مصلے پر آتی ہے اور اتنا ڈوب کر نماز پڑھتی ہے کہ بسا اوقات ایک نماز پڑھنے میں اسے پونا گھنٹہ لگتا ہے لوگ کہتے بھی رہتے ہیں کیا تم بیٹھی رہتی ہو، سجدے میں پڑی رہتی ہو وہ کہتی ہے کہ تمہیں کیا پتہ میں نماز میں اپنے رب کے ساتھ کس کیفیت میں ہوتی ہوں، اس عورت نے بیان سنا تو اس نے متولی سے کہا کہ میرے لئے ان سے تھوڑا سا وقت لیں میں ان سے کچھ سوال پوچھنا چاہتی ہوں، چنانچہ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک جگہ پردہ لگا ہوا تھا پردے کے پیچھے وہ بیٹھ گئی دوسری طرف یہ عاجز تھا اس نے سوال پوچھنے شروع کئے، اس کے زیادہ تر سوال دین اور سائنس یا روحانیت اور دین سے متعلق تھے، خیر یہ عاجز اسکو بات بتاتا رہا دو گھنٹے بات چیت ہوتی رہی پھر اس نے کہا کہ اللہ نے میرا دل بالکل مطمئن کر دیا جو سوالات میرے ذہن میں آتے تھے میں نے سب باتیں آج پوچھ لیں، گفتگو کے اختتام پر میں نے اسکو کہا اچھا ایک سوال میں آپ کو پوچھتا ہوں کہ مجھے یہ بتاؤ کہ آپ مسلمان کیسے ہوئیں؟ چونکہ جب بھی کوئی نیا مسلمان

ہوتا ہے تو اسکے واقعہ میں کوئی نا کوئی ہمارے لئے نصیحت ہوتی ہے، وہ کہنے لگی کہ میں عیسائی عورت تھی اور میرا خاوند یہودی، دونوں انجینیر تھے اور ہم دفتر میں کام کرتے تھے اس دوران ہماری کمپنی نے جدہ میں آفس کھولا تو انہوں نے ایک سرکیولر بھیجا کہ اگر کوئی جدہ جانا چاہیں تو تنخواہ بھی ڈبل کر دیں گے اور تین چار سال کے لئے سہولیات بھی دیں گے تو ہم میاں بیوی نے سوچا کہ وہ ایک نیا ملک بھی دیکھ کر آئیں اور تنخواہ بھی زیادہ لیں چلو ہم جاتے ہیں ہمیں انہوں نے بھیج دیا ہم امریکہ سے جدہ آگئے اب کبھی کبھی رات کا کھانا کھانے کے لئے باہر ہوٹل کی طرف نکلتے تو میں کچھ لوگوں کو دیکھتی کہ سفید چادر لپیٹی ہوئی ہے اور سر ننگا ہے اور جارہے ہیں میں خاوند سے پوچھتی کہ یہ کیا معاملہ ہے وہ مجھے کہتا کہ یہاں ایک جگہ ہے جس کو مسلمان کعبہ کہتے ہیں اللہ کا گھر کہتے ہیں یہ لوگ وہاں جاتے ہیں کوئی عبادت کرنے کے لئے تو میں کہتی کہ مجھے بھی وہاں لے چلو وہ کہتا کہ وہاں تو کافر داخل ہی نہیں ہو سکتے تو میں پریشان ہو جاتی ایک دن میں نے اپنے خاوند کو تجویز دی کہ میں مسلمان عورتوں کی طرح ایک لباس ایک رومال خرید لیتی ہوں اور اسے سر پر اوڑھ لیتی ہوں اور آپ بھی سر پہ ٹوپی رکھ لیں ہم چلتے ہیں مکہ مکرمہ کی طرف، اگر پولس نے روک لیا تو واپس آجائیں گے اور اگر نہیں روکا تو شاید ہم بھی وہ جگہ دیکھ کر آجائیں گے، ہم میاں بیوی نے ایسا ہی کیا اللہ کی شان کہ جہاں چیک پوسٹ تھی وہ وقت ایسا تھا کہ ڈیوٹی تبدیل ہورہی تھی تو زیادہ لوگ آجا رہے تھے ایک ہی فوجی کھڑا تھا اور چونکہ ٹریفک تھی تو وہ سب کو اشارہ کر رہا تھا کہ چلو، ہماری گاڑی قریب آئی تو اس نے دور سے دیکھا کہ ٹوپی ہے سر ڈھکا ہوا ہے مسلمان ہے چلو جاؤ ہم نکل گئے مکہ مکرمہ میں جا کر گاڑی کھڑی کی پوچھا لوگوں سے کہ کعبہ کہاں ہے انہوں نے جگہ بتادی، اب ہم دونوں حرم میں داخل ہوئے جیسے مطاف کے اندر پہنچے اور ہماری نظر بیت اللہ پر پڑی، تو ہم دونوں ٹھٹھک کر رہ گئے اتنا عجیب منظر تھا جیسے آسمان سے نور برس رہا ہو اور طواف کرنے والے ایسے

فرشتوں کی طرح لگ رہے تھے پھٹی آنکھوں سے ہم کعبہ کو دیکھتے رہے تھوڑی دیر کے بعد جب ہم نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تو میں نے دیکھا کہ میرے خاوند کی آنکھوں میں سے بھی آنسوں ٹپک رہے تھے اور میری آنکھوں میں سے بھی آنسوں ٹپک رہے تھے میں نے خاوند سے پوچھا کیا ہوا؟ تو خاوند مجھے کہتا ہے (ItsSomething Rial) یہ سچ ہے تو میں نے کہا کہ اگر یہ سچ ہے تو پھر سچ کو ماننے میں انکار کیوں؟ اور دیر کیسی؟ ہم نے فقط بیت اللہ کو دیکھا اور بیت اللہ پر محبت کی ایک نظر ڈالنے کی وجہ سے اللہ نے ہمیں ایمان سے نواز دیا تو اگر بیت اللہ پر کافر بھی نظر ڈالتا ہے تو اللہ ایمان کی توفیق دے دیتے ہیں تو اگر ایمان والے آئیں گے محبت بھری نظروں سے دیکھیں گے تو کیا کیا نعمتیں پائیں گے۔

ہم اس وقت اپنی زندگی کا ایک بہترین وقت گذار رہے ہیں یہ وقت معلوم نہیں پھر کس کو ملے گا کس کو نہیں ملے گا اسلئے جو وقت باقی ہے مطاف میں گذاریں رات میں قبولیت دعا کے مقامات پر جائیں دعائیں مانگیں اپنے اللہ کو منائیں اللہ تعالی تو ماں سے زیادہ بندے سے محبت فرماتے ہیں وہ بڑے کریم ہیں مگر ہماری اپنی نالائقیوں نے ہماری دعاؤں کو رسیاں باندھی ہوئی ہوتی ہیں یہ دعائیں اوپر ہی نہیں جاتی۔

ہے عمل لازم تکمیل تمنا کے لئے
ورنہ رنگین خیالات سے کیا ہوتا ہے
بے عمل دل ہو تو جذبات سے کیا ہوتا ہے
دھرتی بنجر ہو تو برسات سے کیا ہوتا ہے

تو ہم دل کی دھرتی کو بنجر نہ بنائیں بلکہ اخلاص کے ساتھ بیت اللہ کے سامنے جا کر اطمینان والی دو رکعت پڑھیں زندگی میں نمازیں پڑھتے ہیں بھاگی دوڑی والی، کہ سبحان ربی الاعلی صرف تین مرتبہ، وقت بھی ہوتا ہے جانا بھی کہیں نہیں ہوتا لیکن عادت پڑی ہوئی ہے بس تین مرتبہ کہنے کی، بس تین مرتبہ کے بعد ختم، کچھ

زیادہ دفعہ پڑھ کر دیکھیں ہم نے زندگی میں ایک ایسے بزرگ کو دیکھا جو ہر نماز کے ہر سجدے میں اکیس مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ پڑھا کرتے تھے، مزہ آتا تھا، ہم بھی تسلی وسکون کے ساتھ دو رکعت پڑھیں اور پھر اللہ سے دعا مانگیں طواف میں اللہ سے دعا مانگیں ملتزم سے لپٹ کر دعا مانگیں حجر اسود کے سامنے بیٹھ کر دعا مانگیں باب کعبہ کے سامنے، مقام ابراہیم پر، حطیم کے اندر جا کر، سبحان اللہ اتنے موقعے اللہ نے دیئے کاش کے ہم صحیح کیفیت کے ساتھ دعا اگر مانگ لیں گے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبولیت میں دیر نہیں ہوگی،

سچی توبہ کے ساتھ، اخلاص کے ساتھ دعائیں مانگیں، دن تو تھوڑے ہی رہ گئے جب آئے تھے تو بڑی تمنا تھی کہ بہت دن رہنا ہے اب آج حیران بیٹھے ہیں کہ کل مدینہ طیبہ روانگی ہے آج ہی کی رات ہے واپس آئیں گے تو پھر بھاگم بھاگ ہوگی وقت بہت کم ہے اس وقت کو غنیمت سمجھ کر ہم اللہ رب العزت سے خوب جی بھر کر مانگے اور اللہ رب العزت کے سامنے فریاد کریں کہ اللہ!

رہے طلب میں سوار سب ہیں
پیادہ مثلِ غبار میں ہوں
تیرے گلستاں میں گل تو سب ہیں
بس اک اگر ہے تو خار میں ہوں
مجھے بھی کچھ فکرِ آخرت ہو
بہت ہی غفلت شعار میں ہوں
رہا میں بے کار زندگی بھر
بس اب تو مشغول کار میں ہوں

گر پڑ کے یہاں پہنچا مر مر کے اسے پایا
چھوٹے نا الٰہی اب سنگ در جاناناں

اے اللہ بڑی دور سے آیا ہوں بڑی دیر سے آیا تیرے دروازہ کی چوکھٹ پکڑ کر اللہ تجھے منانے آیا ہوں، اپنے رب کو منا لیجئے رب کریم اس پر قادر ہیں کہ زندگی کے سب گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیں، اللہ رب العزت ہمارے سفر کو وصیلہ ظفر بنا دے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾

# انعام باری تعالیٰ

ازافادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

# فہرست عناوین

اللہ اللہ اللہ

# اقتباس

﴿ازافادات﴾

یہ عاشقانہ سفر ہے آپ نے دیکھا ہوگا کہ جو لوگ جنون کی حد تک مجنون ہوتے ہیں ان کو کسی چیز کا پتہ نہیں ہوتا، ان کو کپڑوں سے کوئی غرض نہیں ہوتی وہ ایسے ہی جو کپڑے اوڑھ لئے بس اوڑھ لئے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی حج کے سفر میں حکم دیا کہ میرے بندو یہ جو ظاہر کی زیب وزینت ہے اس کو تم ختم کرو اور بس دو کپڑے اپنے اوپر اوڑھ لو اور آؤ میرے گھر کی طرف

حضرت مولانا پیر
**حافظ ذوالفقار احمد صاحب**
نقشبندی مجددی زید مجدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

اَمَّابَعْدُ!اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

## مقصدِ حج

ہر بندے کا اللہ رب العزت کے ساتھ محبت کا تعلق ہے، جس نے بھی کلمہ پڑھا اس کو اللہ رب العزت سے محبت ضرور ہے، کسی کو کم کسی کو زیادہ، لیکن جو کامل مومن ہوتے ہیں ان کی یہ پہچان ہے کہ ﴿وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ﴾ کہ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے، ایمان والے اللہ سے ٹوٹ کر پیار کرتے ہیں، دل کی گہرائیوں سے اپنے رب سے محبت کرتے ہیں اور جب محبت کے ساتھ کوئی کام کیا جائے تو پھر اس کام کے اندر انسان کو لطف اور مزہ آتا ہے۔

حج اور عمرہ کی عبادت کا عمل، اس کو ہم نے اللہ رب العزت کی رضا کے لئے کرنا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا: ﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ اور حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے کرو خالصۃ لوجہ اللہ اپنے رب کو راضی کرنا مقصود ہو، اصل مقصد جو دل میں ہو وہ یہ کہ میرا اللہ مجھ سے راضی ہو جائے۔

اب اس کا ایک فلسفہ ذہن میں رکھ لیں کہ جب بھی کوئی آدمی اپنے محبوب سے محبت کا اظہار کرتا ہے تو محبوب اس کی محبت کو جانچتا ہے، ناپ تول کرتا ہے کہ یہ اپنی

محبت کے دعوے میں سچا ہے کہ نہیں، مومن نے کلمہ پڑھا اور اللہ تعالی سے محبت کا اظہار کیا تو اللہ تعالی بھی مؤمن کو آزماتے ہیں۔

## مؤمن کے امتحان

آزمائش دو طرح کی ایک مالی اور دوسری جانی:

کبھی مالی امتحان ہوتا ہے کبھی جانی امتحان ہوتا ہے مالی امتحان تو اللہ تعالی نے رجب شعبان میں لیا کہ مومن کو حکم دیا کہ تم اپنے مال میں سے زکوۃ ادا کرو جس مومن نے اپنے مال میں سے صحیح صحیح زکوۃ ادا کر دی یوں سمجھیں کہ وہ A پیپر میں کامیاب ہوگیا اب B پیپر جو تھا جس کو جانی امتحان کہتے ہیں اس کے لئے اللہ نے رمضان المبارک کا مہینہ بنایا اس پیپر میں مومن کا جانی امتحان لیا، اس کو کہا کہ دن میں کھانا بھی نہیں، پینا بھی نہیں اور میاں بیوی کے تعلقات سے بھی پرہیز کرنا ہے یہ چیزیں جو سال کے دوسرے دنوں میں جائز تھیں رمضان المبارک میں دن کے اوقات میں اس پر پابندی لگا دی کہ میرا یہ بندہ اس پابندی میں کامیاب ہوتا ہے یا نہیں؟ لہذا جس مؤمن نے رمضان المبارک کے پورے روزے رکھے وہ B پیپر میں بھی کامیاب ہوگیا یعنی مالی امتحان میں بھی کامیاب اور جانی امتحان میں بھی کامیاب، اے پیپر میں بھی پاس اور بی پیپر میں بھی پاس اور جب امتحان میں کوئی پاس ہو جاتا ہے پھر اس کو انعام دیا جاتا ہے چنانچہ اللہ رب العزت نے انعام حاصل کرنے کے لئے اپنے گھر بلایا آؤ میرے گھر کی طرف میں تمہیں اس عمل پر انعام دوں۔

## انعام کا مہینہ

اس لئے ہمارے بزرگوں نے ایک مختصر سی بات کہی کہ رمضان المبارک کام کا مہینہ ہوتا ہے اور ذی الحجہ انعام کا مہینہ ہوتا ہے رمضان المبارک کام کا مہینہ ہوتا ہے یعنی عبادت کا مہینہ اور ذی الحجہ انعام کا مہینہ ہوتا ہے تو حج کے موقع پر مومن کو اللہ

تعالی کی طرف انعام ملتا ہے لہذا جیسے رمضان المبارک ختم ہوا اب آپ اگلے دن سے حج کا احرام چاہیں تو باندھ سکتے ہیں اللہ تعالی نے اپنے گھر کی طرف بلایا آؤ میرے بندو میرے گھر کی طرف۔

## عشق و مستی کا سفر

چنانچہ یہ جو حج کا سفر ہے یہ عشق و مستی کا سفر ہے محبت کا سفر ہے جیسے کوئی محب اپنے محبوب کو ملنے جاتا ہے تو دل میں بڑی امنگیں ہوتی ہیں بڑی آرزوئیں ہوتی ہیں بڑی تمنائیں ہوتی ہیں کہ میں اپنے محبوب سے ملوں گا میں ایسے بیٹھوں گا میں یہ باتیں کروں گا بالکل مومن اسی شوق اور جذبہ کے ساتھ حج کا سفر کرتا ہے چنانچہ یہ عاشقانہ سفر ہے آپ نے دیکھا ہوگا کہ جو لوگ جنون کی حد تک مجنون ہوتے ہیں ان کو کسی چیز کا پتہ نہیں ہوتا، ان کو کپڑوں سے کوئی غرض نہیں ہوتی وہ ایسے ہی جو کپڑے اوڑھ لئے بس اوڑھ لئے چنانچہ اللہ تعالی نے بھی حج کے سفر میں حکم دیا کہ میرے بندو یہ جو ظاہر کی زیب و زینت ہے اس کو تم ختم کرو اور بس دو کپڑے اپنے اوپر اوڑھ لو اور آؤ میرے گھر کی طرف اور جو زینت کے اسباب ہیں وہ بھی اختیار نہیں کرنے، نہ ناخن کٹوانے ہیں نہ خوشبو لگانی ہے نہ بال کٹوانے ہیں نہ جسم سے میل ہٹانی ہے تم کو کوئی ایسا کام نہیں کرنا یہ عاشقانہ سفر ہے جیسے عاشق اپنے محبوب کی طرف جا رہا ہوتا ہے تو اس کو بس اپنے محبوب سے ملنے ہی کی آرزو اور تمنا ہوتی ہے اور کسی طرف اس کا دھیان ہی نہیں ہوتا وہ لوگوں سے نہیں الجھتا، وہ لوگوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اسلئے فرمایا کہ اب تم کو حج کے سفر پر آنا ہے تو تین شرطیں تمہارے اوپر ہیں ﴿فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ حج میں ایک تو رفث نہیں کرنا رفث کہتے ہیں یہ جو نفسانی، شیطانی، شہوانی محبتیں ہیں اس قسم کا بے شرمی کا کوئی عمل، غلط دیکھنا، دل میں کسی کے بارے میں غلط آرزو تمنا رکھنا اس کو رفث کہتے ہیں۔

فسوق کہتے خلاف شرع کام کرنا مثلاً نکلے تو حج کے سفر پر اور فجر کی نماز ہی قضا، نیند پوری ہو رہی ہے یہ فسق و فجور سے بھی بچنا ہے، آئے ہوئے ہیں حج کے سفر پر اور کمرے میں ٹی وی پر پروگرام بھی دیکھے جا رہے ہیں تو اس فسق و فجور سے بھی بچنا ہے۔

﴿ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ﴾ اور تیسرا کام یہ کہ آپس میں ایک دوسرے سے الجھنا بھی نہیں مثلاً میں پہلے بیٹھوں گا، اس جگہ پر بیٹھوں گا اس مسئلہ میں نہیں الجھنا، اور یہ کام وہی بندہ کرسکتا ہے جو اندر سے اپنے آپ کو مار دیتا ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت چاہتے ہیں کہ تم آرہے ہو میرے گھر کی طرف اب اپنے آپ کو تم اندر سے بالکل اس طرح مٹا دو جس طرح کوئی اندھا انسان دنیوی امور کے اعتبار سے اندر سے مردہ ہوتا ہے، دنیا سے اپنی توجہ کو ہٹا لو کوئی تمہارے ساتھ اگر زیادتی بھی کردے تو برداشت کرلو تمہیں ادھر ادھر کوئی چیز متوجہ بھی کرے تو آنکھ اٹھا کر ہی نہ دیکھو اسلئے کہ تمہارا مقصد کچھ اور ہے اگر تم ان تین باتوں سے بچ گئے اور پھر تم نے حج کیا تو حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایسے بندے کا حج 'حج مبرور' ہوتا ہے اور حج مبرور جس بندے کو نصیب ہو جائے وہ حج سے واپس اس طرح پاک ہو کر لوٹتا ہے جس طرح اس دن پاک تھا جب اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا تو مقبول اور مبرور حج کا انسان کو اتنا زیادہ اجر ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہوں سے بندے کو بالکل پاک کردیتے ہیں سرے سے اس کے گناہوں کو مٹا ہی دیتے ہیں اسلئے یہ حج مبرور ہم سب کو حاصل کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ سے یہ ہمیں مانگنا ہے تو یہ عشق و مستی کا سفر تھا۔

## عاشقانہ اعمال اور ادائیں

چنانچہ مومن جب آتا ہے تو آتے ہی اس کو سب سے پہلے طواف کرنا ہوتا ہے اب آپ خود سوچئے حدیث پاک میں آتا ہے کہ حجر اسود یمین اللہ فی الارض ہے

تو حجر اسود گویا زمین میں اللہ تعالی کا دایاں ہاتھ ہے جیسے محبوب کے ہاتھوں کو انسان بوسہ دیتا ہے تو جس شخص نے حجر اسود کو بوسہ دیا وہ یوں سمجھے کہ گویا اس نے محبوب حقیقی کو بوسہ دیا اور جس طرح انسان اپنے محبوب سے معانقہ کرتا ہے حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس نے ملتزم سے لپٹ کر دعا مانگی ایسا ہی ہے جیسے اس نے محبوب حقیقی سے لپٹ کر اپنی فریاد پیش کی ہو، غلاف کعبہ کو پکڑا تو یوں سمجھیں کہ اس نے محبوب کے دامن کو پکڑ کر فریاد کی، پھر جس طرح شمع کے گرد پروانا ہوتا ہے تو مومن کو کہا کہ تم اس طرح اس گھر کے چکر لگاؤ تو یہ دیکھئے کہ یہ سب محبت ہی کی باتیں ہیں محبّ آہیں بھرتا ہے نعرے لگاتا ہے تو فرمایا تم بھی تلبیہ پڑھو لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ حاضر ہوں اے میرے پروردگار! میں حاضر ہوں تو بار بار سبق یاد دلایا کہ دیکھو تمہارا اصل مقصد کیا تھا کہ تم نے ہر چیز کو اللہ کے لئے چھوڑ دیا ہر چیز سے رخ موڑ لیا اور تم اپنے رب کی طرف متوجہ ہو گئے لہذا اب تم لبیک لبیک پڑھتے ہوئے میرے گھر کی طرف آؤ۔

## شریعت کا حسن

چنانچہ مومن آ کر یہاں طواف کرتا ہے اور دوسرے اعمال کرتا ہے پھر ایک وقت آتا ہے کہ حج کرنے کے لئے اس کو عرفات کے میدان میں اکٹھا ہونا پڑتا ہے، دیکھیں یہ شریعت کا حسن ہے اگر اللہ تعالی دو رکعت نماز اس میدان میں آ کر پڑھنے کو حج بنا دیتے تو ہمارے لئے تو مشکل ہی ہو جاتی، کتنی عورتیں ہوتیں کہ ہزاروں روپئے خرچ کرتیں، وقت خرچ کرتیں جب یہاں پہنچتیں تو وہ ایام نماز پڑھنے کے نہ ہوتے تو وہ تو حج سے ہی محروم ہو جاتی، کتنے ہم جیسے بوڑھے ہوتے کہ عین جماعت کے وقت ان کے وضو ہی ابھی نہ ہوتے تو وہ ویسے ہی جماعت سے رہ جاتے، اللہ رب العزت کا کرم دیکھئے اور شریعت کا حسن دیکھئے کہ جو بندہ اس موقف کے اندر نویں ذی الحجہ کو زوال سے غروب کے درمیان پہنچ گیا گویا اس نے وقوف حاصل

کرلیا وہ حج اس کا عمل ہو گیا، نبیؐ سے پوچھا گیا حج کیا ہے؟ فرمایا اَلْحَجُّ اَلْعَرَفَۃُ کہ عرفات کے میدان میں حاضر ہو جانا یہ گویا رکن اعظم ہے تو اللہ رب العزت کا کرم دیکھئے کہ اس نے ہم عاجز مسکینوں کو آج کے دن عرفات کے اس میدان میں حاضری کی توفیق عطا فرمائی آج کے اس دن میں اللہ تعالی کی رحمت اپنے جوبن پر ہوتی ہے کیوں کہ یہ محبت کا سفر تھا۔

## ایک نکتہ

اس لئے دیکھئے کہ طواف بھی کیا تو دائیں سے بائیں کی طرف، تا کہ انسان کا دل طواف کرتے ہوئے ہمیشہ کعبہ کے قریب رہے، ورنہ عام طور پر تو انسان گھڑی کلاک وائز جس کو کہتے ہیں اس سمت میں چکر لگاتا ہے مگر نہیں طواف میں کہا گیا کہ تم این ٹی کلاک وائز کرو کیوں؟ اس لئے کہ اس سمت میں جب تم طواف کرو گے تو تمہارا دل میرے گھر کے زیادہ قریب رہے گا مجھے یہ چاہئے کہ تم اپنا دل میرے قریب کرو اللہ تعالی کی شان دیکھئے یہ کیسا عشق و مستی کا سفر ہے۔

## لقائے الٰہی کی انتظار گاہ

چنانچہ اللہ رب العزت کی طرف سے کیسی رحمتیں اور کیسی مہربانیاں بندے کے اوپر ہوتی ہیں تو عرفات کے میدان میں آج اللہ تعالی کے چاہنے والے پوری دنیا کے مختلف ملکوں سے، قبیلوں سے آج ایک جگہ پر جمع ہیں یوں سمجھیں کہ یہ اللہ تعالی سے ملاقات کرنے والوں کی انتظار گاہ ہے اور اس انتظار گاہ میں آج ہم سب منتظر بیٹھے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالی کا دیدار نصیب ہو اللہ تعالی کی محبت نصیب ہو چنانچہ اس انتظار گاہ میں آج اللہ تعالی نے ہمیں پہنچنے کی توفیق عطا فرما دی لوگ تو تمنا کرتے ہیں، شاعر نے کہا تھا۔

سنا ہے کل ترے در پر ہجوم عاشقاں ہو گا
اجازت ہو تو آ کر میں بھی شامل ان میں ہو جاؤں

اور آج تو یہاں ہجوم عاشقاں ہیں، پتہ نہیں کیسے کیسے اللہ کے نیک بندے ہوں گے کوئی اپنی تہجد لیکر آیا، تقوی لیکر آیا، پاکدامنی لیکر آیا رزق حلال لیکر آیا عبادت لیکر آیا پتہ نہیں کیسے کیسے اللہ تعالی کو مناتے مناتے بالآخر اس جگہ پر اپنا انعام وصول کرنے کے لئے آئے تو یہ اللہ تعالی کی طرف سے اس کے چنے ہوئے بندوں کا ایک اجتماع ہوتا ہے۔

## دعا کی قبولیت کا سنہرا موقع

اس اجتماع میں ہمارے لئے دعائیں مانگنا یہ بہت آسان ہے چونکہ اکیلا بندہ اگر کچھ مانگے تو ممکن ہے کہ اس کی بات کو رد کر دیا جائے لیکن جب مل کر کچھ لوگ مانگیں تو بات جلدی قبول ہوتی ہے ایک بزرگ تھے جب مجمع میں دعا مانگتے تو فرماتے کہ بھئی ہماری دعا قبول ہوگئی تو کسی نے کہا کہ حضرت آپ کیسے کہہ دیتے ہیں کہ دعا قبول ہوگئی فرمانے لگے کہ بھئی یہ بتاؤ کہ اگر اتنا مجمع جو عرفات میں ہے یوں سمجھ لیں کسی سخی کے دروازے پر چلا جائے اور جا کر اس سے ایک ریال کا سوال کرے تو کیا وہ سخی اتنے مجمع کو ایک ریال دیکر بھیجے گا یا خالی ہاتھ بھیجے گا؟ اس نے کہا کہ اتنے بڑے مجمع کو تو ریال دیکر ہی بھیجے گا انہوں نے کہا میاں دنیا دار بندے کا ایک ریال دینا مشکل ہے اور اللہ تعالی کے لئے سب کے گناہوں کو بخش دینا آسان ہے اس لئے جب اتنے بندے مل کر دعائیں مانگے گیں تو اللہ تعالی ان کی مغفرت کیوں نہیں فرمائیں گے، تو اس لئے آج کے دن گناہوں کی مغفرت آسانی سے ہو جاتی ہے، بندے کے اوپر اللہ رب العزت کی رحمت اور اس کی مہربانیاں ہوتی ہیں لہذا آج کا دن عام معافی کا دن ہوتا ہے، حکومتیں بھی کئی مرتبہ اپنی پولیسی بتاتی ہیں کہ جی ٹیکس کی چھوٹ ہم نے دیدی فلاں دن تک عام معافی ہے تم یہ رٹرن جمع کروا دو معاف کر دیں گے یوں سمجھئے کہ آج خالق حقیقی نے ہم سب کو بلالیا کہ آج تم اپنے جتنے گناہوں سے میرے سامنے توبہ کرو گے جتنی درخواستیں

میرے آگے پیش کرو گے آج تمہارے سب گناہوں کی معافی دے دی جائے گی یہ عام معافی کا دن ہے جہاں یہ نیکوں کے لئے درجہ پانے کا دن ہے وہاں ہم جیسے گنہگاروں کے لئے بھی گناہ بخشوانے کا دن ہے اسلئے کہ ان نیکوں کے ساتھ ہم جیسے گنہگاروں کا بھی کام بن جائے گا ہم نے دیکھا ہے جب گندم تولی جارہی ہوتی ہے تو گندم کے اندر چھوٹے چھوٹے مٹی کے اگر ذرے بھی ہوں تو وہ بھی گندم کے بھاؤ تل جاتے ہیں اگر گندم سے جدا کر دیتے تو اس کٹی کی کنکر کو کون گندم کے بھاؤ خریدتا، اس کو جوتے کے نیچے لوگ دینا پسند کرتے ہیں اس کو تو اٹھا کر پھینک دیتے ہیں لیکن گندم کے ساتھ مل کر وہ کنکر اور مٹی بھی گندم کے بھاؤ تل گئی ہمارا بھی وہی حال ہے آج ہم اس انتظار گاہ میں جمع ہیں اللہ کے نیک بندوں کا یہ مجمع ہے جہاں ان نیک بندوں کی دعائیں قبول ہونگی وہاں ہم جیسے گنہگاروں کی خطائیں بھی معاف کردی جائیں گی تو اللہ تعالی نے ہمارے لئے بھی آسانیاں فرمادی اسلئے اپنے ذہن میں یہ لیکر بیٹھئے اے اللہ میں آپ کو منانے کے لئے آیا ہوں بڑی دور سے آیا ہوں اور بڑی دیر سے آیا ہوں آپ ہی کی توفیق سے مجھے یہ موقع ملا ہے لہذا اب آپ مجھ پر مہربانی فرمادیجئے، ہم نے دیکھا ہے کہ دنیا میں بھی انسان اپنے گھر اسی کو بلاتا ہے جسے اچھا سمجھتا ہے جس کو ناپسند کرتا ہو اسے گھر بلانا تو کیا اپنی گلی میں سے اس کا گذرنا بھی پسند نہیں کرتا تو اللہ رب العزت نے جب اپنے گھر بلالیا تو یہ اس بات کی پکی دلیل ہے کہ رب کریم کی رحمت ہم پر پڑ گئی ہے اللہ تعالی کچھ دینا چاہتے ہیں بھئی دنیا کے سخی اپنے گھر بلا کر کسی کو خالی نہیں لوٹاتے تو اللہ رب العزت تو اپنے در پر بلا کر اپنے بندوں کو خالی کیوں لوٹائیں گے لیکن اب ہمارے مانگنے پر منحصر ہے ہم کتنے عاجز بن کر، مضطرب ہو کر اللہ تعالی سے مانگتے ہیں۔

## دعائیں کیسے قبول ہوں؟

سب ایک ہی جیسی دعائیں مانگتے ہیں ہم بھی وہی دعائیں مانگتے ہیں یہ اولیاء

اللہ بھی وہی دعائیں مانگتے ہیں ان کی دعائیں قبول ہوجاتی ہیں اور ہماری نہیں ہوتی
وجہ کیا ہے؟ ہم جب مانگتے ہیں تو ہمارے دل غیر سے خالی نہیں ہوتے ہم اللہ سے
مانگ رہے ہوتے ہیں اور دل کی نگاہیں غیروں پر پڑ رہی ہوتی ہے ایسی دعائیں
اللہ تعالی کے یہاں قبول نہیں ہوتی یاد رکھئے اللہ تعالی کے یہاں وہ دعا قبول ہوتی
ہے کہ انسان مانگے تو دل تڑپ رہا ہوں اور دل سو فیصد اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہو
پھر اللہ تعالی ایسی دعاؤں کو یقیناً قبول فرماتے ہیں ہم پورا سال لوگوں کے سامنے
اپنے شکوے شکایت کرتے رہتے ہیں میری بیٹی کا رشتہ نہیں ہورہا، میرا کاروبار اچھا
نہیں چل رہا، میرا قرضہ نہیں اتر رہا بھئی ہم ان بندوں کو کیوں کچھ بتائیں جن کے
اپنے پاس وسائل بھرے ہوئے ہیں اور جس کو ہم بتا رہے ہوتے ہیں وہ بیچارے خود
پریشان ہوتے ہیں، مسئلے اگر بتانے ہیں تو اس پروردگار کے سامنے کہیں جوان
مسئلوں کو حل کرنے کی طاقت رکھتا ہے وہ پروردگار عالم جو ہماری مصیبتوں کو دور
کرسکتا ہے پریشانیوں کو دور کر سکتا ہے جو ہمیں برکتیں عطا کرسکتا ہے کامیابیاں
دے سکتا ہے جو ہماری مانگی ہوئی ہر ہر تمنا کو پورا کرسکتا ہے تو پروردگار سے مانگے
لہذا آج ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے رب کے سامنے خوب ڈٹ کر دعا کریں مانگنے
میں کمی نہیں کرنی چاہئے اس لئے کہ مانگنا جو اللہ سے ہوا؟ وہ ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا
کہنے لگا اللہ دے مجھے ایک لاکھ کروڑ فلاں فلاں ریال یا ایسا کچھ کہا تو سننے والے
نے کہا بھائی اتنا زیادہ؟ اس نے کہا تجھ سے تو نہیں مانگا اللہ سے مانگا ہے تو جب
مانگنا اللہ سے ہے تو بھئی اس میں کمی کیوں کریں، ہم محتاج ہیں کیوں اللہ سے نہ مانگے؟
ہم کیوں غیر کے سامنے اپنے شکوے کریں تو ہم اللہ رب العزت سے مانگے
گیں اور دیکھئے ایک ضروری بات کہ دنیا سے مانگو تو دنیا والا ایک دفع دے
دیگا دوسری دفع کترائے گا اور تیسری دفع صاف انکار کردیگا لیکن اللہ تعالی سے ایک
دفع مانگو وہ دیتا ہے دوسری دفع مانگو وہ دیتا ہے تیسری دفع مانگو وہ دیتا ہے بلکہ جتنی
دفع مانگو اتنی دفع اللہ تعالی دیتے ہیں بلکہ جو بندہ ہر چیز اللہ سے مانگے ہر حال

میں اللہ سے مانگے اللہ تعالی اس بندے کو اپنا دوست بنا لیتے ہیں اپنا ولی بنا لیتے ہیں فرماتے ہیں یہ بندہ میرے سوا کسی سے مانگتا ہی نہیں یہ میرا ولی ہے اور میرا دوست ہے تو جب اللہ تعالی اتنا دینے والا ہیں تو کیوں نہ ہم اللہ رب العزت سے مانگے؟ لہذا آج قبولیت دعا کی ان گھڑیوں میں ہم اللہ تعالی سے مانگیں مگر مانگنے سے پہلے ہم دل سے جو ادھر ادھر کی غلط تمنائیں ہیں آرزئیں ان کو ختم کریں غلط محبتوں کو ختم کریں غلط محبتوں کو ختم کریں نفسانی بتوں کو توڑیں ۔

بتوں کو توڑ تخیل کے ہوں کہ پتھر کے

جب تک یہ دل بت خانہ بنا رہے گا اس وقت تک قبولیت دعا والی بات نصیب نہیں ہوگی تو آج اس محفل میں اپنے من کو غیر سے خالی کر لیجئے دل کو سمجھا لیجئے ۔

تَرَکْتُ اللَّاتَ وَالْعُزّٰی جَمِیْعًا   کَذٰلِکَ یَفْعَلُ الرَّجُلُ الْعَاقِلُ

میں نے ہر لات اور منات کو چھوڑ دیا کسی نے کسی بندے کو لات و منات بنایا ہوتا ہے کسے کے لئے کاروبار لات و منات بنا ہوتا ہے کسی کے لئے عہد لات و منات بنا ہوتا ہے ہر وہ چیز جو ہمیں خلاف شرع کام کرنے پر مجبور کرتی ہے وہ ہمارے لئے لات و منات کی حیثیت رکھتی ہے آج ہم ان بتوں کو توڑ کر جب اللہ کے سامنے دامن پھیلائیں گے پھر دیکھئے اللہ رب العزت ہمیں کیسی قبولیت سے نوازتے ہیں اللہ رب العزت کی یقیناً ہم پر مہربانی ہوگی ایک بات ہے کہ لوگ تو یہاں نیکیاں لیکر آتے ہیں پتہ نہیں کیا کیا نیک عمل لیکر آتے ہیں، ہم وہ اللہ کے گنہگار بندے ہیں جو اپنے گناہوں کے بوجھ سر پر لیکر آ گئے مگر یہ خوشی کی بات ہے کہ آئے اللہ تعالی کی طرف ہیں اگر کسی دنیادار کی طرف آئے ہوتے پھر واقعی خطرے والی بات تھی آئے اللہ تعالی کی طرف ہیں لہذا مہربانی والی بات ہے کسی شاعر نے کہا ۔

وفتت علی الکریم

من الاعمالی والخلف سلیم

**فان زاداقبله من کل شیء**

**اذاکان الوفودعلی الکریم**

کہ میں ایک کریم کے در پر حاضر ہوا ہوں بغیر کسی سامان سفر کے لیکن اگر کریم کے پاس جانا ہو اور بندہ اپنا کھانا لیکر اس کے دستر خوان پر جائے تو اس کھانے سے زیادہ بری چیز کوئی نہیں ہوتی وہ کہتا ہے میرے دستر خوان پر تم گھر سے کھانا لیکر آئے کیا میرے پاس کچھ نہیں تھا تو وہ کہتا ہے کہ ہم آئے کریم کے در پر ہیں اسلئے اگر خالی ہاتھ بھی آ گئے ہیں تو فکر کی بات نہیں ہے، تو اللہ تعالی کریم ہیں ہم اس کے در پر آئے ہم نیکوں والے وہ اعمال نہ کر سکے جو کرنے چاہئے تھے لیکن بہر حال یہاں حاضر تو ہو گئے اللہ رب العزت مہربانی فرمادیں گے، دیکھئے اللہ تعالی بڑے مہربان ہیں جہاں اللہ کے اتنے نیک بندے اللہ سے مانگ رہے ہوں گے وہاں ہم جیسے گنہگار مانگے گے تو ان شاء اللہ ان کی بھی دعائیں قبول ہونگی۔

## نیکوں کی بستی میں اللہ کی رحمت

بخاری شریف کی ایک روایت میں آتا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک قاتل تھا جس نے سو بندوں کو قتل کیا تھا اور وہ توبہ کی نیت سے نیکوں کی بستی کی طرف چل پڑا تھا ابھی راستے میں تھا کہ اس کی موت آ گئی اب جب موت آ گئی تو رحمت کے فرشتے بھی لینے آئے اور عذاب والے فرشتے بھی، رحمت کے فرشتے کہیں توبہ کی نیت سے چل پڑا تھا ہم لیکر جائیں گے اور عذاب والے فرشتے کہیں کہ کہ سو بندوں کا قاتل ہے ہم لیکر جائیں گے چنانچہ معاملہ اللہ تعالی کے یہاں پیش ہوا تو رب کریم نے ارشاد فرمایا کہ یہ میرا بندہ توبہ کی نیت سے گھر سے چل پڑا تھا اب یہ دیکھو کہ اگر نیکوں کی بستی کے قریب پہنچ گیا ہے تو پھر تو توبہ میں سچا تھا، لہذا نیکی والے فرشتے اس کو لیکر جائیں تو روایت میں آتا ہے کہ اس بندے کو موت اس جگہ آئی تھی جہاں دونوں بستیوں کی بالکل درمیان کی لائن تھی

اور مرتے مرتے اس کی نعش نیکوں کی بستی کی طرف گر گئی تھی اتنا ہی قریب ہوئی تھی اتنا قریب ہونے پر اللہ تعالی نے اس کے گناہوں کی بخشش فرمادی اگر نیکوں کی بستی کے قریب اس کی نعش ہوگئی اس پر اللہ مغفرت فرماتے ہیں تو بھئی آج ہم بھی تو نیکوں کی بستی میں آئے ہوئے بیٹھے ہیں یہ جو عرفات کا میدان ہے یہ بھی ایک دن کی بستی ہے ساری دنیا کے نیک لوگ اکٹھے ہوتے ہیں یہاں آکر فلاں مفتی صاحب ہیں فلاں بزرگ ہیں فلاں شیخ الحدیث ہیں فلاں حافظ ہیں قاری ہیں عالم ہیں سبحان اللہ کیا کیا اللہ کے نیک بزرگ یہاں آئے ہوئے ہوتے ہیں تو آپ دل میں یہی لیکر بیٹھیں کہ اے مولیٰ! میں بھی تیرے نیکوں کی بستی کی طرف آج چل کر آیا بیٹھا ہوں میں بھی تیری رحمت کا طلب گار ہوں جب یوں دل میں حاضری لیکر بیٹھیں گے پھر دیکھئے اللہ رب العزت کی طرف سے ہمارے لئے کتنی آسانیاں ہوجائے گی اور اللہ تعالی ہمارے ان گناہوں کو کتنا جلدی معاف فرمادیں گے۔

## دعاء قبولیت کے یقین کے ساتھ ہو

بہر حال ایک چیز اچھی طرح ذہن میں بٹھا لیجئے کہ ہم اگر سچے دل سے اللہ رب العزت کے سامنے آج دعائیں مانگے گے تو یقیناً ان دعاؤں کو قبول کر لیا جائے گا حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالی کو اس بندے پر بہت غصہ آتا ہے جو وقوف عرفہ میں دعا مانگے اور پھر بعد میں یہ گمان رکھے کہ میری دعائیں قبول نہیں ہوئی اس بندے پر اللہ تعالی کو بہت غصہ آتا ہے یہ ایسا ہی ہے کہ کسی سخی کے دروازے پر جاؤ اور بعد میں کہیں کہ جی ہمیں کچھ ملا ہی نہیں تو سخی کو کتنا برا لگے گا ہم بھی سخیوں کے پروردگار کے دربار پر آئے بیٹھے ہیں لہذا یہ تو ذہن میں سوچو ہی مت کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہونگی اگر قبول نہ کرنی ہوتی تو وہ آنے ہی نہ دیتے، آنے جو دیا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اب اللہ تعالی چاہتے ہیں کہ میرا بندہ مجھ سے مانگے اب مانگنے میں ہر ایک کی اپنی اپنی استطاعت ہے کون اللہ تعالی سے کتنا مانگتا ہے اللہ

رب العزت مانگنے والے سے خوش ہوتے ہیں حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو بندہ اللہ تعالی سے دعانہیں کرتا اللہ تعالی اس بندے سے ناراض ہوتے ہیں کہ یہ مجھ سے مانگتا کیوں نہیں ؟ تو اللہ تعالی تو اس بندے سے خوش ہوتے ہیں جو اللہ تعالی سے مانگتا ہے لہذ آج کے اس وقوف میں اللہ تعالی سے خوب دعائیں کیجئے لیکن جو مانگئے محبت کے ساتھ مانگئے ہمیں مانگنے کا طریقہ آتا نہیں، ہم اللہ تعالی سے مانگتے ایسے ہیں جیسے کسی کو کام بتایا جا رہا ہوتا ہے افسر آتے ہیں صبح دفتر میں تو اپنے ماتحتوں کو آکر کام ذمہ لگار ہا ہوتا ہے، تم یوں کر دینا، تم یہ کام کر دینا اس لہجہ میں ہم اللہ تعالی سے دعا مانگتے ہیں اللہ میرے بیٹے کو نوکری مل جائے اور بیٹی کے یہاں بیٹا بھی ہو جائے اور میری نواسی کامیاب ہو جائے اور فلاں ایسا ہو جائے، گویا ہم اللہ تعالی کو بیٹھے ہوئے آرڈر دے رہے ہوتے ہیں اس طرح دعائیں قبول نہیں ہوتی دعا مانگنے کے لئے انسان کا پورا کا پورا بدن اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہو، سراپا دعا بن جائے سر کے بالوں سے لیکر پاؤں کے ناخنوں تک وہ سراپا فریاد بن جائے ﴿اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ﴾ جب اسطرح مضطرب ہوکر وہ دعا مانگتا ہے اللہ تعالی ایسے بندے کی دعا کو قبول فرما لیتے ہیں تو آج ہم اللہ تعالی سے خوب مانگیں، ارد گرد کو نہ دیکھیں کہ فلاں دیکھ رہا ہوگا، نہیں ہمیں اللہ سے مانگنا ہے دیکھئے بچہ جب روتا ہے اور امی امی پکارتا ہے کبھی اس نے خیال کیا کہ میرا بڑا بھائی سن رہا ہو ہے میری بہن سن رہی ہے میری خالہ سن رہی ہے میرا دادا سن رہا ہے میری نانی سن رہی ہے جب بچہ رو رہا ہوتا ہے اور امی امی کہہ رہا ہوتا ہے اس کو کسی کی پروا ہی نہیں ہوتی کہ کون میرے گرد ہے سن رہا ہے یا نہیں وہ تو امی کی محبت میں اسے پکار رہا ہوتا ہے بالکل اسی طرح آج ہم اس چھوٹے بچے کی طرح جو امی امی کہہ کر اپنی ماں کو منا رہا ہوتا ہے ہم بھی اللہ اللہ کہہ کر اپنے رب کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کریں اور ارد گرد سے ہم بالکل ہٹ کٹ جائیں کوئی پروانہ ہو ہماری آواز کہاں جا رہی ہے، کون سن رہا ہے کون نہیں سن رہا، ہمیں آج اللہ نے موقع دے د

یا ہم زندگی کی اتنی اچھی گھڑیاں گذار رہے ہیں پھر اگر ہم ادھرادھر دیکھنے میں لگ گئے تو ہم تو اپنے وقت کو ضائع کر بیٹھے، اس لئے جب دعا مانگے تو بس ہٹ کٹ کر دعا مانگے اور اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہو کر دعا مانگے پھر دیکھئے اللہ تعالی اپنی رحمتیں کیسے عطا فرماتے ہیں آج اللہ تعالی سے دنیا کی نعمتیں مانگنے والے بہت ہیں کوئی کہتا ہے اللہ مجھے اتنا مال دے دے تا کہ میں نیا مکان بنالوں کوئی نوکری مانگتا ہے کوئی اپنے لئے زندگی کا اچھا ساتھی مانگتا ہے اس طرح دنیا کے عہدے اورعزتیں مانگتے ہیں یہ نعمتیں بھی مانگنی چاہئے مگر ایک نعمت ان سب نعمتوں سے بڑی ہے اور وہ کیا کہ ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ سے اللہ کو مانگے اے اللہ ہم آپ سے آپ ہی کی محبت چاہتے ہیں اے اللہ ہمیں اپنی محبت کی انتہا عطا کر دیجئے۔

تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں

میری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں

اللہ کی محبت مانگئے یہ درد اگر مل گیا اور محبت مل گئی بس زندگی کے مسئلے ہی حل ہو جائیں گے یہ مانگئے اے اللہ مجھے مستجاب الدعوات بنا دیجئے یعنی آج کے بعد میں جو بھی دعا مانگوں اللہ میری تمام دعاؤں کو قبول فرمالیجئے ایسی ایسی دعائیں مانگئے پھر دیکھئے اللہ تعالی کی رحمتیں کیسے متوجہ ہوتی ہیں۔

## رب کے ساتھ تعلق کیسا ہو؟

آج کے مسلمان کو اللہ تعالی سے قانونی تعلق ہے اللہ تعالی چاہتے ہیں کہ میرے بندے کو میرے ساتھ جنونی تعلق ہو تھوڑا سا نکتہ سمجھ لیجئے گا کئی مرتبہ ہم نے دیکھا کہ میاں بیوی میں ایک دوسرے کے ساتھ طبیعتیں سیٹ نہیں ہوتیں بس وہ رشتہ داری بھگت رہے ہوتے ہیں بچے ہو گئے زندگی گذارنی ہے مہینہ مہینہ ایک دوسرے کو پوچھتے ہی نہیں بس خاوند تنخواہ لا کر دے دیتا ہے اور بیوی گھر کے کام کر دیتی ہے اور اس کے سارے معاملات سمیٹ دیتی ہیں باقی آپس میں ایک دوسرے سے ان

کی بات ہی نہیں ہوتی کئی مرتبہ کبھی شادی بیاہ میں بھی جاتے ہیں آتے ہیں تو بس قانونی تعلق ہوتا ہے میاں بیوی کے درمیان وہ محبت اورالفت کا رشتہ کوئی نہیں رہتا بلکہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنا بھی ان کو اچھا نہیں لگتا تو یہ ہیں تو میاں بیوی مگر تعلق کیسا ہے؟ قانونی تعلق، اور کئی مرتبہ ان کو ایک دوسرے کے ساتھ محبت کا تعلق ہوتا ہے جنونی تعلق ہوتا ہے ایسا کہ بیوی دو گھنٹے سے کھانا پکا کر بیٹھی ہے میاں آئے گا تو مل کر کھانا کھائیں گے اور خاوند کا یہ حال کہ دفتر سے آرہا ہے تو روز ہی تحفہ خرید کر آرہا ہے آج اس کو اس چیز کا تحفہ، کل فلاں چیز کا تحفہ روز ہی نئے نئے تحفہ دیئے جارہے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ ان کا اتنا وقت گذرتا ہے کہ انکا دل چاہتا ہے کہ بس کہیں ایسی جگہ ہم چلے جاتے کہ جہاں آپس میں بیٹھ کر باتیں کرتے اور تیسرا کوئی ہمیں ڈسٹرب کرنے والا ہی نہ ہوتا یہ تعلق کیسا کہلاتا ہے؟ یہ جنونی تعلق کہلاتا ہے یہ میاں بیوی ایک دوسرے سے ملنے کے بات چیت کرنے کے وقت ساتھ گذارنے کے بہانے ڈھونڈتے ہیں۔

اللہ تعالی بھی چاہتے ہیں کہ میرے بندے میرے ساتھ جنونی تعلق پیدا کریں آج کے مسلمان کو اللہ سے قانونی تعلق رہ گیا ہے اس کی دلیل کیا ہم نماز پڑھتے ہیں کہتے ہیں بس ہم نے فرض واجب تو پڑھ لئے یہ سنت ہی ہے نا جب ہم نے یہ سوچا کہ یہ سنت ہی ہے کوئی فرض تو نہیں اس کا کیا مطلب ہے کہ بس قانون ہی نبھاتے پھریں کہ اگر فرض ہے تو کریں گے واجب ہے تو کریں گے جب مومن نے یہ سوچنا شروع کر دیا فلاں چیز ضروری ہے فلاں چیز ضروری نہیں بس سمجھ لیں مومن کو اللہ تعالی سے قانونی تعلق رہ گیا ہے اللہ تعالی سے جنونی تعلق نہیں۔

اور اللہ تعالی کیسا تعلق چاہتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایسا تعلق رکھو اتنا مجھے یاد کرو حتی یقال انه مجنون کہ تم مجھے اتنا یاد کرو اتنا یاد کرو لوگ تمہیں دیکھیں تو وہ کہیں کہ یہ تو کوئی مجنون آدمی ہے تو اللہ تعالی بندے سے جنونی تعلق چاہتے ہیں ایسے ٹوٹ کر اللہ سے پیار کرے کہ اللہ کا نام سنے تو تڑپ اٹھے اسی لئے فرمایا

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ ایمان والے میرے بندے وہ ہیں ﴿الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ﴾ کہ جن کے سامنے جب اللہ کا تذکرہ آتا ہے ﴿وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ﴾ ان کے دل تڑپ اٹھتے ہیں ان کے دلوں کی دھڑکن بڑھ جاتی ہے جہاں تعلق ہو اور چھپایا ہوا ہو تو وہاں اگر کبھی تذکرہ درمیان میں کر دیں تو دنیا کے لوگوں کی بھی دھڑکنیں تیز ہو جاتی ہیں اس کا تذکرہ سن کر تو یہ جنونی تعلق اللہ تعالیٰ بھی چاہتے ہیں کہ میرے بندے کو میرے ساتھ ایسا جنونی تعلق ہونا چاہئے ایسی اگر اللہ تعالیٰ کی محبت ہمیں نصیب ہو جائے پھر ہم اللہ تعالیٰ سے جو مانگیں گے، یقیناً اللہ رب العزت ہمیں اپنی رحمت سے وہ عطا فرما دیں گے یہ محبت اگر مل جائے تو بس سمجھ لو کہ دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہمیں نصیب ہو گئی۔

اگر آج ہم اللہ تعالیٰ کی محبت مانگیں آج ہم بھی حج کر رہے ہیں لیکن ہم نے تو کہیں اچھی کیفیت کے ساتھ دعائیں نہیں مانگیں، غفلت والے عمل کئے لیکن اللہ والے جو کرتے ہیں سبحان اللہ ان کی کیفیتیں ہی کچھ اور ہوتی ہیں۔

## اللہ والے حج کیسے کرتے ہیں؟

حضرت شبلیؒ کا ایک مرید تھا وہ کچھ عرصہ غائب رہا جب ملاقات ہوئی تو پوچھا بھئی کہاں گئے تھے؟

حضرت حج کرنے گیا تھا

فرمایا بھئی ادھر آؤ، کیسے حج کیا؟

کہنے لگا حضرت میں نے احرام پہنا تھا،

فرمایا اچھا جب تم نے احرام پہنا تھا اور لباس اتارا تھا تو اس وقت گناہوں کا لباس اتارنے کی بھی تم نے نیت کی تھی؟

حضرت میں نے یہ نیت تو نہیں کی۔

اچھا جب تم۔ نے احرام پہنا تھا تو تقوی کا لباس پہننے کی بھی نیت کی تھی؟

حضرت میں نے تو یہ نیت نہیں کی تھی۔

اچھا جب تم نے تلبیہ پڑھا تھا تو لبیک کہتے ہوئے اپنے دل و جان سے اپنے آپ کو اپنے رب کے حوالے بھی کیا تھا؟

حضرت میں نے یہ نیت تو کوئی نہیں کی تھی۔

فرمایا اچھا یہ بتاؤ کہ جب تم گئے تھے طواف کرنے کے لئے تو پھر تمہیں حجر اسود کا استلام کرتے ہوئے محبوب کے ہاتھوں کو بوسہ دینے کی لذت بھی نصیب ہوئی تھی؟

حضرت ایسی تو کوئی کیفیت نہیں ملی۔

فرمایا جب ملتزم سے لپٹے تھے تو محبوب سے معانقہ کرنے کی لذت بھی ملی تھی؟

حضرت ایسی تو کوئی کیفیت نہیں ملی۔

فرمایا اچھا یہ بتاؤ جب غلاف کعبہ کو پکڑ کر دعائیں مانگی تو کیا تمہیں محبوب کے دامن کو پکڑ کے اپنی آرزو پیش کرنے کی کیفیت ملی تھی؟

حضرت ایسی تو کوئی نہیں ملی۔

اچھا جب تم نے رمل کیا تھا تو کیا اس وقت تمہیں ﴿فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ﴾ والی کیفیت ہوگئی تھی؟

حضرت ایسی کیفیت کو کوئی نہیں حاصل ہوئی تھی۔

فرمایا اچھا جب عرفات میں پہنچے تھے تو کیا تمہیں اللہ کی معرفت مل گئی تھی؟

حضرت نہیں وہ تو نہیں ملی تھی۔

فرمایا اچھا جب تم مزدلفہ میں آئے تھے تو بتاؤ کہ وہاں پر تمہیں حقوق العباد کے بارے میں یہ کیفیت آ گئی تھی کہ بھئی میں نے واقعی سب کے ادا کرنے ہیں اور اللہ تعالی سے مجھے ان کی کوتاہی پر معافی مانگنی ہے؟

حضرت یہ تو نہیں ہوا تھا۔

اچھا جب منی آئے تھے اور شیطان کو کنکریاں ماری تھیں تو کیا تم نے دل سے شیطان کے ساتھ پکی دشمنی کرنے کا ارادہ بھی کر لیا تھا؟

حضرت ایسا تو کوئی نہیں کیا تھا۔

اچھا جب تم نے قربانی کی تھی تو قربانی کرتے ہوئے اپنے اندر کے نفس کو بھی اللہ کے سامنے قربان کرنے کی نیت کی تھی؟

حضرت میں نے ایسی نیت تو کوئی نہیں کی۔

فرمایا جب تم طواف زیارت کے لئے آئے تھے تو کیا تمہیں محبوب کی زیارت اس کی تجلیات کا دیدار نصیب ہوا تھا؟

اس نے کہا حضرت ایسا تو کچھ نصیب نہیں ہوا تھا۔

فرمانے لگے کہ اگر تمہیں اس میں سے کچھ بھی نصیب نہ ہوا تو تم یوں سمجھو کہ تم نے کوئی حج کیا ہی نہیں اب جاؤ اور جیسے میں نے تمہیں سمجھایا آئندہ ان کیفیتوں سے جا کر حج کر کے آنا۔

اب دیکھئے اللہ والوں کی کیفیتیں کیا ہوتی ہیں اور ہم عاجز مسکینوں کی کیا؟ اسلئے کام تو ہم نے کیا ہے لیکن اس کو ایسے نہیں کر سکے جیسے کرنا چاہئے تھے اسلئے ہم اس پہ استغفار بھی کریں اور اللہ تعالی سے اس کی رحمت بھی مانگیں مدد بھی مانگیں میرے دوستوں اسی مجمع میں پتہ نہیں اللہ تعالی سے کیسی کیسی محبت کرنے والے لوگ آج یہاں آئے ہوئے ہونگے۔

## مالک بن دینار کا واقعہ

مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے گھر کے باہر نکلا گرمی کا موسم دوپہر کا وقت توجہ فرمایئے میں اپنی بات کو اب سمیٹنا چاہتا ہوں فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر سے باہر نکلا دوپہر کا وقت تھا اور اتنی گرمی تھی اتنی گرمی تھی ایسا لگتا تھا کہ آگ برس رہی ہے جو چوپائے تھے وہ بھی سائے میں جا کر بیٹھ گئے پرندے بھی درختوں کے پتوں کے نیچے چھپ کر بیٹھ گئے باہر ہو کا عالم طاری تھا کوئی بندہ مجھے نظر نہیں آتا تھا کہتے ہیں مجھے کسی ضروری کام کی وجہ سے گھر سے باہر نکلنا پڑا میں گلی

میں جا رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ سامنے سے ایک نوجوان ہے لیکن دونوں ٹانگوں سے معذور ہے اور وہ اپنے ہاتھوں اور سرین کے بل گھسٹتا گھسٹتا آ رہا ہے جب میرے قریب آیا میں نے سلام کیا میں نے اس کو دیکھا تو گرمی کی شدت کی وجہ سے اس کا چہرا سرخ ہو چکا تھا جیسے جھلس ہی گیا ہو اور اس کے کپڑے پسینہ میں تر ہو چکے تھے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو اس نے بتایا میں فلاں ہوں اور فلاں جگہ سے چلا ہوں اور حج کے سفر پر جا رہا ہوں میں نے اسے مشورہ دیا کہ نوجوان تم میرے گھر میں تھوڑی دیر آرام کر لو شام کو جب گرمی کم ہو جائے گی تو پھر آگے کا سفر کر لینا اس نے جواب دیا کہ مالک ابن دینار آپ تو دونوں پاؤں کے ذریعہ بڑے آرام سے چلتے پھرتے ہیں تیز سفر کر سکتے ہیں میں تو گھسٹ گھسٹ کر آگے بڑھتا ہوں میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے راستہ میں رکنا شروع کر دیا تو ایسا نہ ہو کہ کہیں حج کا موسم شروع ہو جائے اور میرا راستہ ہی طے نہ ہو اس لئے میں درمیان میں کہیں نہیں رکوں گا کہنے لگے میرے دل میں خیال آیا میں نے کہا کہ نوجوان تو میرے پاس دوپہر کو آرام کر لے میں تیرے لئے سواری کا بندوبست کر دیتا ہوں سواری پہ سوار ہو کر جلدی چلے جانا کہنے لگا جب میں نے یہ بات کی تو اس نے غصہ سے میری طرف دیکھا اور دیکھ کر کہنے لگا کہ مالک ابن دینار میں تو سمجھتا تھا کہ آپ بڑے سمجھدار ہیں یہ کیسی بات آپنے کی میں نے کہا کیوں بھئی کہنے لگا کہ بتائیں اگر کوئی غلام اپنے آقا کو ناراض کر بیٹھے اور پھر چاہے کہ میں اپنے آقا کو منانے کے لئے جاؤں یہ بتاؤ کہ اس کو گھوڑوں پہ سوار ہو کر جانا اچھا لگتا ہے یا گھسٹ گھسٹ کر جانا اچھا لگتا ہے کہنے لگے میں حیران ہو گیا اس نوجوان نے کیسی بات کی اور یہ بات کر کے وہ تو چلا ہی گیا کہنے لگے میں بات ہی بھول گیا لیکن اللہ تعالی کی شان کہ اسی سال اللہ تعالی نے مجھے بھی حج کے لئے قبول کر لیا کہتے ہیں کہ جب میں عرفات سے مزدلفہ پہنچا پھر منی آیا تو میں نے آ کر شیطان کو کنکریاں ماریں جب کنکریاں مار کر ہٹا تو میں نے

دیکھا کہ لوگ جمع ہیں ایک جگہ پر میں نے پوچھا بھئی کیا ہوا کہنے لگے ایک نوجوان ہے اور اللہ سے اپنی دعائیں مانگ رہا ہے ایسی محبت بھری کہ ہم سن سن کر حیران ہو گئے میں نے کہا مجھے بھی دیکھنے دو تھوڑا سا راستہ دیدو کہنے لگے تھوڑا سا راستہ ملا جب میں نے دیکھا تو وہی نوجوان مجھے نظر آیا احرام اس نے پہنا ہوا تھا لگتا تھا کہ کنکریاں مار کر ابھی فارغ ہوا ہے اور بیٹھا ہوا وہ دعا کر رہا تھا، اے اللہ لوگ تو اپنے پاؤں سے چل کر تیرے گھر کا دیدار کرنے آتے ہیں میں وہ گنہگار بندہ ہوں اللہ میں گھسٹ گھسٹ کر تیرے گھر کی طرف پہنچا میں نے تیرے گھر کا طواف بھی کیا مقام عرفات میں بھی پہنچا مزدلفہ میں بھی پہنچا اے اللہ شیطان کو کنکریاں مار کر میں نے اپنی نفرت کا اظہار بھی کر دیا اے اللہ اب قربانی کا وقت ہے یہ جو لوگ کھڑے ہیں یہ تو جائیں گے استعداد والے ہیں استطاعت والے ہیں یہ جا کر جانوروں کو قربان کریں گے اور تو جانتا ہے میں فقیر ہوں میرے پاس تو میرے اس احرام کے کپڑوں کے سوا کچھ بھی نہیں اللہ میں اس موقع پر اپنی جان کا نذرانہ آپ کے سپرد کرنا چاہتا ہوں اللہ میری جان قبول کر لیجئے اس نوجوان نے یہ بات کہی، کلمہ پڑھا اور اس کی روح وہیں پر پرواز کر گئی

ایسے ایسے اللہ کے چاہنے والے اس مجمع میں آئے ہوئے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی کسی رحمت کی نظر اس مجمع پر ہوتی ہے میرے دوستوں ہمیں چاہئے کہ ہم بھی یہاں کی حاضری کا فائدہ اٹھالیں یقیناً ہم آئے ہیں مگر ہمارے وہ اعمال نہیں جو ہونے چاہئیں تھے ہمیں اللہ تعالیٰ سے آج معافی مانگنی ہے اور اپنے رب کو منانا ہے اپنے رب کو منا کر اٹھنا ہے یہ دل میں عہد کر لیجئے ہم نے آج اپنے رب کو منا کے اٹھنا ہے کہنے والے نے تو عجیب بات کہی

نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی
زمیں چوں سجدہ کردم ز زمین ندا برامد
کہ مرا خراب کردی تو بہ سجدہ ریائی

کہ جب میں نے زمین پہ سجدہ کیا زمین سے آوز آئی اوریا کے سجدہ کرنے والے تو نے مجھے بھی خراب کرڈالا ایسی نمازیں ہم لیکر آئے ہیں آگے کہتے ہیں

بہ طواف کعبہ رفتم بہ حرم رحم نادادند

کہ میں کعبہ کے طواف کے لئے گیا مگر مجھے انہوں نے اپنے گھر کے اندر کا راستہ نہ دیا کیوں فرمانے لگے

بروں چہ کار کردی کہ درون خانہ آئی

باہر کیا کرتے پھرے ہو اب تم میرے گھر میں داخلے کی اجازت مانگتے پھرتے ہو

## توبہ کی ضرورت

ہم سوچیں ہم اپنے گھروں میں کیسی زندگی گذار کر یہاں آئے ہیں اور ہم توقعات رکھتے ہیں اب ہمیں اللہ تعالی کی وہ تجلیات ملیں گی ہاں ایک طریقہ ہے وہ یہ کہ اب تک کی زندگی پر ہم افسوس کریں استغفار کریں سچی توبہ کرکے اپنے رب سے آج صلح کرلیں اور اللہ تعالی کے سامنے پکا عہد کریں اللہ آئندہ پوری زنگی حکموں کے مطابق گذارنے کی کوشش کریں گے ہم پر مہربانی فرمایئے گا اور ہماری اس دنیا کی زندگی کو بھی اچھا بنادیجئے اور ہماری آخرت کو بھی اچھا بنادیجئے ہمارے عمل کو قبول کرلیجئے میرے مالک ہمارے پلے تو ایسا کچھ نہیں کہ جو ہم پیش کرسکیں لیکن آخر آپ کے مقبول بندوں کا یہ مجمع ہے اللہ ان کی برکت سے ہمارے بھی اس حج کے عمل کو قبول کرلیجئے اللہ رب العزت یقیناً ہم پر مہربانی فرمائیں گے مانگنے والے اپنے حساب سے مانگتے ہیں مگر دینے والا تو اپنے حساب سے دیا کرتا ہے۔

## ایک واقعہ

ہم نے کتابوں میں واقعہ پڑھا کہ حاتم طائی ایک امیر، سخی آدمی گذرا ہے اس

سے ایک مرتبہ کسی فقیر نے پانچ دینار مانگے تو اس نے اپنے نوکر سے کہا کہ اس کو
پانچ سو دینار لاکر دیدو نوکر بڑا حیران ہوا کہنے لگا کہ جی پانچ دینار مانگے تھے آپ
نے پانچ سو دینے کا حکم دیدیا، حاتم طائی نے کہا تھا وہ مانگنے والے کا ظرف تھا اور یہ
دینے والے کا ظرف ہے، اگر دنیا کا سخی پانچ مانگنے والے کو پانچسو دیدیا کرتا ہے تو وہ
تو سب کا کریم آقا ہے آج ہم جتنا مانگے گیں یقیناً ہمارے اندر کی تڑپ کو دیکھتے
ہوئے وہ پروردگار پھر اپنی شان کے مطابق عطا کرے گا، ہم سے کوئی مانگے ممکن
ہے ہم ایک ریال دے سکتے ہوں امیر بندے سے مانگے وہ سو ریال دے سکتا ہو کسی
وزیر سے مانگے وہ ایک ہزار ریال دیدے گا کسی بادشاہ وقت سے مانگے وہ
لاکھوں میں اس کو عطا کر دے گا، ہر دینے والا اپنی حیثیت کے مطابق دیتا ہے ہم
جو بھی مانگے گیں اس پروردگار نے پھر اپنی عظمتوں کے مطابق عطا کرنا ہے لہذا ہم
دامن پھیلا دیں میرے مولی سائل ہیں تیرے در کے منگتے ہیں دامن پھیلائے
بیٹھے ہیں یقیناً محتاج ہیں اللہ اپنی شان کے مطابق عطا کر دیجئے ہمیں تو مانگنا بھی
نہیں آتا کہ ہم صحیح طرح سے مانگ سکیں مگر آپ تو خاموشی کی زبان بھی جانتے
ہیں اللہ بن مانگے عطا فرما دیجئے، جو ہماری تمنائیں ہیں اللہ ان کو پورا فرما دیجئے
پھر دیکھئے اللہ رب العزت کی طرف سے کتنی رحمتیں ہونگی۔

## حاجی کیلئے خوشخبری

میرے دوستو! حسرت اس بندہ پر نہیں جو مندر سے نکل کر جہنم میں جائے
حسرت تو اس پر ہے جو ایسی جگہ پر حاضر ہو اور پھر سچی توبہ کئے بغیر واپس چلا جائے
ارے کہاں کہاں اللہ نے تجھے پہنچایا تھا مگر تو نے وقت کو کیشنہ کروایا سچی معافی نہ
مانگی اندر سے گناہوں سے سچی توبہ نہ کی اپنے رب کے سامنے سر کو نہ جھکایا تو انے
اپنی خطاؤں سے سچی معافی نہ مانگی اسلئے ہمیں چاہئے آج ہم اپنے رب سے سچی
معافی نامنگ کر اپنے رب سے یہ عہد کریں اللہ ہماری پچھلی خطاؤں کو معاف

فرما دیجئے اور آئندہ ہمیں نیکوکاری اور پرہیزگاری کی زندگی نصیب فرما دیجئے اب ایک آخری بات جو بڑی توجہ کے ساتھ سن لیجئے اگر معاملہ ہمارے اوپر ہوتا کہ حاجی آئے اور یہاں آکر خود مانگے تو ہمارے لئے تو کام مشکل ہو جاتا ہماری زبانیں کالی، جھوٹی زبانیں، کالی نگاہیں، میلے دل پتھر کی مانند ہیں ہم یہاں آکر مانگ بھی نہ سکتے تھے مگر ہماری نسبت ایک تعلق رحمۃ اللعلمین کے ساتھ ہے اس نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہے جو نبیٔ رحمت تھے چنانچہ انہوں نے اپنے بعد میں آنے والے امتیوں کے لئے بھی راستہ آسان کر دیا حدیث پاک میں آتا ہے ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں کہ نبی علیہ السلام جب تشریف لائے آپ نے دعا مانگی کیا پیاری دعا مانگی، اے اللہ حاجی کی بھی مغفرت فرما اور جس کی مغفرت کی حاجی دعا کرے اللہ اس کی بھی مغفرت فرما، سبحان اللہ محبوب رحمۃ اللعالمین کی نسبت کام آگئی، ہم گنہگار صحیح خطا کار صحیح لیکن محبوب کی دعاؤں کی نسبت ہے، مہر ہے لہذا آج ہم جس کی بھی مغفرت کی دعا کریں گے اس محبوب کی دعاؤں کے صدقے اللہ ہماری بھی مغفرت فرمائیں گے اور جن کی مغفرت کی ہم دعا کریں گے اللہ تعالی ان کی بھی مغفرت فرمائیں گے اللہ تعالی ہماری اس حاضری کو قبول فرمالے میرے مالک آپ نے تو ہمارے بخت جگو ادئے آپ نے تو ہمیں نصیب دار بنا دیا ہم جیسے گنہگار اس جگہ پر پہنچے جس پر آپ کے محبوب کی دعاؤں کا سایہ ہے کہ محبوب نے دعائیں مانگی اللہ حاجی کی بھی مغفرت فرما اور جس کی مغفرت کی بھی حاجی دعا کرے اے اللہ اس کی بھی مغفرت فرما انشاء اللہ آج ہم جس کی بھی مغفرت کی دعائیں کریں گے پکا یقین رکھتے ہیں اللہ رب العزت یقیناً ہماری دعاؤں کو قبول فرمائیں گے اور ہمارے اس حج کے عمل کو قبول کریں گے اور اس میں جو کمی کوتاہی رہ گئی اللہ تعالی اس کو معاف فرما کر ہمیں حج مبرور کے ساتھ یہاں سے واپس لوٹائیں گے اور قیامت کے دن کی ذلت سے اللہ محفوظ فرمالیں گے۔

## یادرکھنے کی بات

میرے دوستو! یادرکھئے دوبندوں کے سامنے کی ذلت ہم سے برداشت نہیں ہوتی قیامت کے دن کی ذلت ہم سے کیسے برداشت ہوگی جب کہ وہاں پر اللہ کے محبوب بھی ہونگے نیکوں کا مجمع ہوگا کتنے لوگ موجود ہونگے لہذا آج ہی ہم اپنے سب گناہوں سے اللہ تعالی کے سامنے سچی توبہ کر کے اپنے رب کو آج منالیں اور اپنی زندگی کے پچھلے گناہوں کو معاف کروا کر آئندہ ایک نیکوکاری پرہیزگاری کی زندگی گذارنے کا دل میں عہد اور ارادہ کرلیں میرے اللہ ہماری آج کی اس حاضری کو قبول فرمالے اور ہمیں آئندہ نیکوکاری پرہیزگاری کی زنگی نصیب فرمادے۔

و آخر دعوانا ان الحمدلله رب العلمین

جو یادِ مصطفیٰ سے دل کو بہلایا نہیں کرتے
حقیقت میں وہ لطفِ زندگی پایا نہیں کرتے
زباں پر شکوۂ رنج و الم لایا نہیں کرتے
نبی کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے
یہ دربارِ محمد ہے یہاں ملتا ہے بن مانگے
ارے ناداں یہاں دامن کو پھیلایا نہیں کرتے
یہ دربارِ محمد ہے یہاں اپنوں کا کیا کہنا
یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے
محمد عرش پر پہنچے تو خود خالق نے فرمایا
یہ اپنا گھر ہے اپنے گھر میں شرمایا نہیں کرتے
گنہگاروں کو ہم بخشیں گیں تم سے وعدہ کرتے ہیں
محمد ہم کبھی جھوٹی قسم کھایا نہیں کرتے

﴿وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا﴾

# حج مقبول بنانے کی سعی

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

# فہرست عناوین

اللہ اللہ اللہ

# اقتبـــــــــاس

﴿ازافادات﴾

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿مَایَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ﴾ اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا، اپنی زبان میں سمجھنے کے لئے اس کا مفہوم کہیں تو اس کا مطلب یہ بنے گا کہ تمہیں عذاب دے کے اللہ کے ہاتھ کیا آئے گا؟ ﴿اِنْ شَکَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَکَانَ اللّٰہُ شَاکِرًا عَلِیْمًا﴾ اگر تم ایمان لاؤ اور شکر ادا کرو تو تمہیں عذاب دے کر اللہ کیا کرے گا، تو معلوم ہوا کہ شکر پر بھی اللہ تعالیٰ عذاب اسی طرح ٹالتے ہیں جس طرح استغفار پر بندے کے اوپر سے عذاب کو ٹال دیتے ہیں۔

حضرت مولانا پیر

**حافظ ذوالفقار احمد صاحب**

نقشبندی مجددی زید مجدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ !

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿وَلِکُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا﴾

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍوَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَامُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍوَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَامُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍوَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَامُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

## اجر بقدر مشقت

اللہ رب العزت نے اپنے فضل وکرم سے ہمیں اپنے گھر میں حاضری کی توفیق عطا فرمائی، ہمارے اوپر منحصر ہے کہ ہم اس سفر کو کتنا قیمتی بنا پاتے ہیں، جتنی محنت کوشش کریں گے جتنا زیادہ مجاہدہ کریں گے اتنا زیادہ یہ سفر قیمتی ہوگا، نبی کریم ﷺ نے ماں عائشہؓ سے فرمایا تھا کہ اے عائشہ! حج میں تیرا اجر تیری مشقت اٹھانے کے بقدر ہے، تو معلوم ہوا کہ انسان جتنا زیادہ محنت کرے، مجاہدہ کرے اتنا ہی زیادہ اس کا حج کا سفر زیادہ قیمتی ہوگا،

ایک ٹن سونا بھی ایک ٹن ہوتا ہے،

چاندی بھی ایک ٹن ہوتی ہے،

پیتل بھی ایک ٹن ہوتا ہے،

لوہا بھی اور مٹی بھی، لیکن ایک ٹن سونے کی قیمت کچھ اور ہوتی ہے، لوہے کی اور ہوتی پیتل کی اور ہوتی ہے مٹی کی اور ہوتی ہے۔

ہمارا حج بھی ایسا ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کے حج پر سونے کا ریٹ لگا دینگے، کسی پہ چاندی کا، کسی پہ لوہے کا، اور کسی کو مٹی کے بھاؤ بھی قبول نہیں فرمائیں گے۔

ہمیں تیرے ایسے حج کی ضرورت ہی نہیں، تو اس بارے میں بہت فکر مند ہونے کی ضرورت ہے۔

## شیطان کی کوشش

شیطان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ حج پہ آنے والے بندے کو ایسی باتوں میں الجھائے کہ وہ اپنے پانے والے اجر کو ضائع کر بیٹھے، کسی سے تکرار ہوگئی، خواہ مخواہ کی بحث ہوگئی، اعتراض کر دیا، غیبت کر دی، تو ایسے تمام کاموں سے بچنا اور نیکی کے کاموں میں لگنا، اس کو اپنے حج کو قیمتی بنانا کہتے ہیں۔

## چند آسان اعمال

تاہم پانچ اعمال آج کی اس محفل میں ایسے بتائے جاتے ہیں جو کرنے بھی آسان ہے اور ان کے کرنے سے اتنا اجر ملتا ہے کہ فرشتے نیکیوں کو لکھ لکھ کر تھک جاتے ہیں اکثر عورتیں یہ سوال کرتی ہیں بعض دوست بھی سوال کرتے ہیں کہ ہم نے عمرہ تو کر لیا اب ہم فارغ ہیں ہم کیا کریں؟ ہمیں کچھ کرنے کو بتائیں، تو آج کی اس محفل میں اسی سوال کا جواب دیا جائے گا۔

## استغفار

......(۱) سب سے پہلے تو ہم استغفار کی کثرت کریں،

استغفار کے اتنے فائدے ہیں کہ ہماری سوچ سے بھی زیادہ، چنانچہ اپنی کوتاہیوں سستی اور غفلتوں پر نادم ہو کر معافی چاہنا اس کو استغفار کہتے ہیں۔

حسنؓ کے پاس ایک شخص آیا کہ حضرت بہت گنہگار ہوں کچھ حل بتائیں، گناہ معاف ہو جائیں، فرمایا استغفار کثرت سے کرو،

ایک آدمی آیا کہ حضرت بارش نہیں برسی، کوئی عمل بتائیں بارش برس پڑے فرمایا کہ استغفار کرو،

ایک شخص آیا کہ بڑا غریب ہوں، کوئی عمل بتائیں، فرمایا کہ استغفار کرو،

ایک شخص آیا کہ اولاد کی خواہش ہے کچھ عمل بتائیں فرمایا کہ استغفار کرو،
ایک شخص آیا کہ باغ ہے دعا کرو پھل اچھا لگے، فرمایا کہ استغفار کرو،
ایک شخص نے کہا کہ میٹھے پانی کی تلاش دعا کرو میری زمین سے پانی نکل آئے فرمایا استغفار کرو،

اب ایک آدمی جس نے یہ تمام باتیں سنیں اس نے کہا کہ حضرت یہ عجیب نسخہ آپ کے ہاتھ میں آیا کہ ہر آنے والے کی خواہش تو مختلف تھی مگر آپ نے عمل ایک ہی بتایا، تو انہوں نے فرمایا کہ دیکھو یہ باتیں میں نے اپنی طرف سے نہیں کیں اللہ رب العزت کی کتاب میں موجود ہے چنانچہ انہوں نے قرآن مجید کی آیت پڑھی، ﴿اِسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ﴾ تم استغفار کرو اپنے رب کے سامنے ﴿اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا﴾ وہ گناہوں کو معاف کرنے والا ہے ﴿يُّرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَيۡكُمۡ مِّدۡرَارًا﴾ تمہارے لئے آسمانوں سے بارش برسانے والا ہے ﴿وَيُمۡدِدۡكُمۡ بِاَمۡوَالٍ﴾ وہ مدد کرے گا تمہاری مال کے ذریعے سے ﴿وَبَنِيۡنَ﴾ اور بیٹوں کے ذریعے سے تمہاری مدد کرے گا ﴿وَيَجۡعَلۡ لَّـكُمۡ جَنّٰتٍ﴾ اور تمہارے لئے اللہ تعالی باغوں کے پھل بڑھائے گا۔ ﴿وَيَجۡعَلۡ لَّـكُمۡ اَنۡهٰرًا﴾ اور تمہارے لئے پانی کے چشمے جاری فرمادے گا۔

تو قرآن مجید کی ایک آیت میں یہ تمام نعمتیں استغفار والے عمل پر ملنے کی بشارت موجود ہے،

آج اکثر لوگ جو عملیات کے پیچھے بھاگتے پھرتے ہیں دیکھیں تو انکی پریشانیاں انہیں چیزوں کے متعلق ہوتی ہیں، تو اگر ہم استغفار کی کثرت کریں تو ہمیں کسی کے پیچھے بھاگنے کی ضرورت ہی نہیں، کوئی کاروبار کے لئے پریشان، کوئی اولاد کے لئے پریشان، کوئی صحت کے لئے پریشان، یہی ہیں نا ہماری پریشانیاں، وہ تمام پریشانیاں استغفار کے ذریعے اللہ تعالی ختم فرماتے ہیں، تو جتنی جوتیاں گھساتے ہیں ادھر ادھر بھاگنے میں اس سے زیادہ بہتر نہیں کہ اپنے رب کے سامنے توجہ کے ساتھ بیٹھ

کر حضورِ قلب کے ساتھ دل کی توجہ کے ساتھ استغفار کریں، اور یہ استغفار ہر بندے کے لئے کرنا ضروری، کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں تو اب نیک ہوں، مجھے استغفار کرنے کی ضرورت نہیں، اگر کوئی کافر ہے تو اس کو چاہئے کہ کفر سے توبہ کرے نادم ہو، اگر کوئی مسلمان ہے معصیت کی زندگی گذارتا ہے تو وہ اپنی معصیت سے توبہ کرکے نادم ہو، اور اگر کوئی معصیت کا مرتکب نہیں ہوتا لیکن ویسے غافل زندگی گذارتا ہے ہر وقت اسے اللہ یاد نہیں آتا تو وہ اپنی غفلت سے نادم ہو استغفار کرے۔ اور اگر کوئی کہے کہ جی میں تو غافل بھی نہیں رہتا تو بھی اسکو وساوس شیطانی تو آتے ہی ہونگے اس سے تو کوئی بچا ہوا نہیں ہوتا تو وساوس شیطانی کے آنے پر استغفار کرے، اور جو کہے کہ مجھے وساوس بھی نہیں آتے وہ اپنے اعمال میں اخلاص کی کمی پر استغفار کرے، کوئی بندہ ایسا نہیں جو یہ کہے کہ میرے عمل اخلاص پیدا ہو گیا اب مجھے اسکی ضرورت نہیں ہے غرض کہ استغفار ہر حال میں کیا جائے، تو معلوم ہوا کہ انسان کسی بھی درجے پر ہو، کتنا ہی نیک متقی پرہیزگار کیوں نہ بن جائے، استغفار تو اس کو کرنا ہی ہے۔ تو جب استغفار کرنا ہے تو کیوں نہ دل کی توجہ کے ساتھ استغفار کریں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ یہ پڑھتے رہئے، اور جن کے لئے یہ پورا پڑھنا مشکل ہے وہ استغفر اللہ استغفر اللہ ہی پڑھتے رہیں، تو ان کو اس کا اجر مل جائے گا اب یہ کتنا آسان سا لفظ ہے، ہاں یہ نہ ہو کہ انسان زبان سے تو استغفر اللہ کہتا پھرے اور آنکھ اِدھر اُدھر دیکھ رہی ہو اور کان کچھ سن رہے ہوں، استغفار میں دل حاضر ہو یہ ضروری چیز ہے،

## استغفار کی برکت

یہ استغفار وہ عمل ہے کہ جس کے ذریعے سے انسان مصیبتوں سے بچتا ہے، ہر بندے کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ میں اللہ کے عذاب سے بچوں، کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا

کہ جو کہے کہ مجھے عذاب کی پروا نہیں جو کہے گا وہ تو شاید ایمان سے ہی خارج ہو جائے گا۔

## ہر بندے کی تمنا

ہر بندہ اللہ کے عذاب سے بچنے کی تمنا رکھتا ہوتا ہے، اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں، اے میرے پیارے محبوب ﷺ! ﴿مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ﴾ اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نازل نہیں فرمائے گا جب تک آپ ان میں موجود ہیں ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ اور اس وقت تک بھی اللہ ان پر اپنا عذاب نازل نہیں کرے گا جب تک کہ یہ استغفار کرتے رہیں گے، گویا نبی کریم ﷺ کے وجود مسعود کی برکتیں تھی کہ عذاب ٹل گیا تھا اس استغفار سے وہی برکتیں ہمیں حاصل ہوسکتی ہیں، اسلئے نبی کریم ﷺ کے زمانے میں کفار بڑھ بڑھ کے بولتے تھے کہ آتا ہے عذاب تو آئے مگر عذاب نہ آیا اس پر حضرت مفتی محمد شفیع ؒ نے اپنی تفسیر میں بہت ہی پیاری تفسیر لکھی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک طرف کافر دعوت دے رہے ہیں اللہ کے عذاب کو، کہ ٹھیک ہے ہم آپ کو اللہ کا پیغمبر نہیں مانتے عذاب آتا ہے تو آئے، لیکن ایسا عذاب عمومی ان پر نہ آیا، کیا وجہ تھی؟ اس وجہ سے کہ اللہ رب العزت کے پیارے محبوب ﷺ ان میں موجود تھے۔

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے جب نبی ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ چلے گئے تو پھر مکہ مکرمہ میں نبی ﷺ نہیں تھے پھر اہل مکہ پر عذاب آجاتا، تو انہوں نے فرمایا کہ عذاب اس لئے نہ آیا کہ ان میں کچھ ایمان والے رہ گئے تھے جو چھپے ہوئے تھے اظہار نہیں کیا تھا اور وہ استغفار کرتے تھے ان ایمان والوں کے استغفار کی وجہ سے کافروں پر عذاب ٹلا رہا، پھر سوال ہوتا ہے کہ جی ایک وقت تو ایسا آیا کہ جس میں ایمان والے سارے ہی ہجرت کر کے چلے گئے تھے شاید ہی کوئی پیچھے بچا ہو، سب چلے گئے تھے ہجرت کر کے، اس وقت عذاب کیوں نہ آیا، تو انہوں نے فرمایا کہ

اس وقت عذاب اس لئے نہ آیا کہ مشرکین جب بیت اللہ کا طواف کرتے تھے تو طواف کرنے کے دوران غفرانک یہ لفظ پڑھا کرتے تھے یہ استغفار کا لفظ ہے تو اس لفظ کی وجہ اللہ تعالی نے اہل مکہ کو عذاب سے بچالیا تھا، تو جب اتنا پرتاثیر یہ لفظ ہے کہ اللہ رب العزت کے عذاب کو ٹال دیتا ہے تو بھائی ہمیں تو بہت ہی زیادہ استغفار کرنا چاہیئے، کیوں ہم شکوہ کرتے پھرتے ہیں جی کہ اللہ ناراض ہے یہ میرا کام ایسے ہوگیا، فلاں کام ایسے ہوا، بھائی اصل میں ہم استغفار صحیح انداز سے کرتے ہی نہیں، اگر ہم کرلیں تو اللہ تعالی کی ناراضگی سے بھی بچ جائیں اور اسکے عذاب سے بھی ہم بچ جائیں، تو ایک کام ان پانچ کاموں میں سے کونسا ہوا، استغفار کثرت کے ساتھ کرنا، اس کا حکم دیا گیا ہے قران مجید میں ﴿اِسْتَغْفِرُوْا﴾ امر کا صیغہ ہے، حکم مل رہا ہے۔ الآیۃ اور ذرا غور کیجیے کہ نبی ﷺ کی زندگی معصوم زندگی پاکیزہ زندگی ایسی کامل زندگی کہ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر صحابہؓ سے پوچھا کہ کیا میں نے اپنا فرض پورا کرلیا، ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ نے تصدیق کی کہ ہاں [ادیت الامانة ونصحت الامة] کہ آپ نے امت کو نصیحت کردی اور امانت کو ان تک پہونچادیا، تو نبی ﷺ نے انگلی آسمان کی طرف کر کے کہا اللھم اشھد کہ میرے اللہ اس بات پر گواہ رہنا ایسی کامل مکمل زندگی کہ جس مقصد کے لئے تشریف لائے اسکو پورا کردیا اور ایسی زندگی کے بعد جب واپس لوٹے تو اللہ رب العزت کی طرف سے پیغام آیا ﴿اِذَا جَاءَ نَصْرُاللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا، فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾ الآیۃ ایسی معصوم زندگی گذارنے کے بعد پھر بھی اللہ کا حکم آرہا ہے کہ آپ استغفار کیجیے، تو میں اور آپ کس کھیت کی گاجرمولی ہیں، کیا اوقات ہے ہماری، ہمیں تو بہت ہی زیادہ استغفار کرنا چاہیئے، ہر وقت اللہ رب العزت سے معافی مانگنی چاہیئے، تو پہلا کام استغفار کی کثرت۔

# صبر

اور دوسرا عمل صبر کرنا، دیکھیں اس دنیا کو امتحان گاہ کہا گیا، الدنیا دار المحن دنیا امتحان گاہ ہے، ایک ہوتا ہے کسی بچے کا امتحان دینا، وہ بھی امتحان گاہ میں جاتا ہے لیکن وہاں پر اس کو ایک پرچہ دیا جاتا جس پر question (سوالات) لکھے ہوئے ہوتے ہیں، اور ان کا جواب وہ Answer sheet (جوابی پرچے) پر pen paper کے ذریعے دیتا ہے لکھتا ہے، اور پھر استاذ فیصلہ کرتا ہے کہ یہ پاس ہے یا فیل، ایک امتحان کا طریقہ یہ بھی ہوتا ہے کہ Oral test ہوتے ہیں اس میں استاذ اپنے شاگرد سے کچھ question پوچھتا ہے، Interview کی شکل میں بچہ جواب دیتا ہے، یہ بھی امتحان کا ایک انداز ہے۔ ایک امتحان وہ ہے جس میں سے ہم گذر رہے ہیں، اس کا انداز اور طریقۂ کار ذرا سمجھنے کی کوشش کیجیے، وہ طریقۂ کار یہ ہیکہ اللہ رب العزت ہر بندے پر حالات بھیجتے ہیں خوشی کے، غمی کے، بیماری کے، کسی کو نیکی کا موقع دے کر آزماتے ہیں، کسی کو گناہ کا چانس دے کے آزماتے ہیں، اب جو یہ آنے والے حالات ہے نا، یہ question paper ہوتے ہیں، اس کے جواب میں جیسے ہم behave بی ہیو کرتے ہیں وہ اس کا جواب ہوتا ہے، ذرا سی کوئی ناپسندیدہ چیز آگئی اگر ہم اس پر صبر کرلیا تو ہم کامیاب، اور اگر retaliate کر کے زبان سے کوئی ناشکری کے لفظ بول دیے تو ہم اس میں فیل،

اگر اللہ نے گناہ کا موقع کسی کے سامنے کھولا اگر وہ اللہ کے خوف سے ڈر گیا اور رُک گیا باوجود موقعہ ہونے کے قال معاذ اللہ اس نے کہا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں تو کامیاب، اور اگر جذبات کی رو میں بہہ گیا تو یہ ناکام۔

تو کسی کو اللہ تعالی دے کر آزماتے ہے، کسی سے اللہ تعالی لے کے آزماتے ہے، یہ دونوں طرح کی آزمائش ہے۔ اگر ذرا سی بات پہ ہم بے صبری کا مظاہرہ

کر دیتے ہیں تو اس کا مطلب کہ ہم نے جواب غلط لکھا۔

## صبر کی تعریف

صبر کہتے ہیں ردعمل میں تحمل کر لینا، اپنے آپ کو روک لینا، فوری ردعمل ظاہر نہ کرنا، بلکہ سوچ کے سمجھ کے شریعت کے مطابق آگے عمل کرنا اس کو صبر کہتے ہیں۔
آج کیا حال ہے ہمارا ذرا سی بات پہ اتنا React کرتے ہیں ہم بس چند لمحے میں رشتے ناطے توڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں تو ہماری زندگیوں میں بے صبری بہت ہے، حرص تو بہت ہے کہ اللہ تعالی یہ بھی دیں، یہ بھی دیں، یہ بھی دیں، چاہتے ہیں کہ ساری زندگی کا رزق ابھی ہمیں مل جائے، اور جو موقع کا عمل نماز ہوتی ہے وہ ایک وقت کی نماز بھی نہیں پڑھ پاتے، تو ناگوار حالات پر صبر کرنا، خوشگوار حالات پر اللہ کا شکر ادا کرنا، یہ دو کام ایسے ہیں جو بندے کے نامۂ اعمال کو پہاڑوں جیسی نیکیوں سے بھر دیا کرتے ہیں۔
آپ کہیں گے کہ میں تو بہت شکر ادا کرتا ہوں، نہیں آپ غور کریں ہمیں جتنا شکر ادا کرنا چاہئے ہم نہیں کر پاتے، اب ذرا غور سے سننا، ہر پسندیدہ عمل پر اللہ کا شکر ادا کرنا، ذرا غور کیجیے صبح کے وقت نماز سے پہلے آپ کی آنکھ کھل گئی، یہ اللہ کی ایک نعمت تھی کیا اس پر ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا؟ اپنے وقت پر فجر کی نماز پڑھ لی کیا اس پر شکر ادا کیا؟ ہمارے اہل خانہ نے وقت پہ فجر کی نماز پڑھی اس پر شکر ادا کیا؟ ہمیں وقت پر تیار ناشتہ مل گیا ہم نے جو کھانا تھا وہ ہمارے پیٹ میں جا کر صحیح طرح ہضم ہو گیا کوئی پریشانی نہیں ہوئی اس پر بھی ہم نے شکر ادا کیا؟ وقت پہ دکان دفتر پہنچ گئے اس پر شکر ادا کیا؟ بیوی نے کوئی پرابلم نہیں کیا، صحیح انداز سے اپنا دن گذارا، بچے نے گستاخی نہیں کی، اس پر بھی شکر ادا کیا؟ بچہ اسکول میں اچھا پڑھ کے آ گیا، انکار نہیں کیا اسکول جانے سے مدرسہ جانے سے، شکر ادا کیا؟ والدین خوش دن انہوں نے ہم سے گذار لیا، اس پر شکر ادا کیا؟ کوئی بیماری دن میں محسوس نہیں

ہوئی شکرادا کیا؟ آپ غور کریں کتنی اللہ کی نعمتیں ایسی ہیں جو روز ملتی ہیں، اور اس کو ہم اپنا حق سمجھتے ہیں ہمیں یہ بھی ذہن میں نہیں آتا کہ اس کا بھی شکرادا کرنا چاہئے، ایک اصول ذہن میں رکھیں کہ جب بھی کوئی کام انسان کی اپنی مرضی منشا کے مطابق ہوتا چلا جائے الحمد للہ کہتے جائیں، یہ الحمد للہ کے لفظ کہنے سے انسان اللہ کے شکر گذار بندوں میں شامل ہوجاتا ہے، اب یہ کتنا مختصر سا لفظ ہے، چھوٹا سا لفظ لیکن ہماری زبانوں پر یہ ایسے Commonly (عام طور) نہیں استعمال ہوتا جیسے ہونا چاہیے، اچھا آپ کو پینے کے لئے ٹھنڈا پانی مل گیا، گرم روٹی ملی، لذیذ کھانا ملا، دوسرا بندہ آپ سے ملا اس نے آپ کو تعریفی کلمات کہہ دیئے کیا آپ نے اپنے دل میں اللہ کا شکر ادا کیا، تو زندگی میں اتنی نعمتیں اللہ کی ہم پر برس رہی ہیں کہ ہم بتا نہیں سکتے، علماء نے لکھا ہے ۳۶۰ یا ۳۶۵ جوڑ ہیں جسم کے، تو سلامت رہے کہی درد نہیں ہوا، شکرادا کیا؟ ہم جو پڑھتے ہیں یاد ہوجاتا ہے بھولتے نہیں، اس پر شکرادا کیا؟ تو اگر ہم غور کریں تو لمحہ لمحہ ہم اللہ تعالی کی نعمتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں، اس لئے فرمایا گیا **وان تعدوا نعمة الله لاتحصوها** اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو ان نعمتوں کو گن بھی نہیں سکتے، ان گنت نعمتیں ہیں ہمارے اوپر اللہ کی ہیں، اور اس کا طریقہ کیا ہے کہ انسان الحمد للہ کہے۔

## شکرادا کرنے کے دو طریقے

......(۱) ایک زبان سے ادا کرنا (۲)......، دوسرا عمل سے ادا کرنا۔

تو زبان سے ادا کرنے کے لئے تو الحمد للہ ہے، جس نے الحمد للہ کہہ دیا اس نے اللہ تعالی کا شکرادا کر دیا، اور اللہ تعالی کا یہ فیصلہ کہ شکرادا کرنے والے بندے پر میری نعمتیں اور زیادہ ہونگی۔ ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾ اگر تم شکرادا کروگے تو نعمتیں اور زیادہ عطا کی جائیں گی۔

## نعمت ملنے پر اللہ کا خوف

ایک بزرگ تھے اللہ کی بڑی نعمتیں تھیں ان پر تو وہ بڑے ڈرتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ میرے سب عملوں کا اجر مجھے دنیا میں مل رہا ہو، مجھے تو آخرت میں چاہئے تو وہ گھبراتے تھے، جیسے حضرت عمرؓ کہ پینے کے لئے پانی مانگا، تو کسی نے شربت پیش کر دیا تو شربت پینے لگے تو آنکھوں میں سے آنسو آ گئے، کسی نے کہا کہ امیر المومنین کیا ہوا؟ فرمانے لگے پانی مانگا تھا جواب میں شربت ملا، تو دل میں خیال آیا کہ کہیں عمرؓ کو اس کے عملوں کا سارا ثواب دنیا میں تو نہیں دیا جا رہا؟ آخرت میں یہ نہ کہہ دیا جائے ﴿اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِيْ حَيٰوتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا﴾ ڈرتے تھے ہمارے اکابر، ہم تو اور اور کی طلب میں رہتے ہیں، ان کو جب ملتی تھی تو کہتے تھے کہ بس دنیا میں اتنی ہی کافی ہیں اللہ باقی آخرت میں چاہئیں اب یہ اللہ کے بندے ایسے تھے کہ ان پر خوب اللہ کی نعمتوں کی بوچھار تھی تو یہ بس بس کرتے تھے، کہتے تھے اللہ بس، اور نہیں چاہئے اور نہیں چاہئے، اور نعمتیں تھیں کہ رکنے کا نام نہیں لیتی تھیں تو ایک دن دعا مانگتے ہوئے کہنے لگے کہ اے اللہ! جب میں بس بس کر رہا ہوں کہ مجھے اور نہیں چاہئے آپ اور کیوں دے رہے ہے؟ ان کا اللہ کے ساتھ ایک تعلق تھا، تو جب انہوں نے یہ کہا تو جواب میں ان کے دل میں بات القاء کی گئی، الہام کیا گیا کہ میرے پیارے زبان سے تو کہہ رہے ہو بس بس کرو، لیکن تم ان نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہو اور جب تک تم شکر ادا کرنا بند نہیں کرو گے میں نعمتیں عطا کرنا بند نہیں کروں گا، ہمارا دستور ہے جو شکر ادا کرے گا، نعمتیں اور زیادہ عطا کریں گے، تو بھئی اتنی نعمتیں اس عمل پر ملتی ہے کہ بندہ بس بس کرتا رہ جاتا ہے،

تو نا گوار باتوں پر صبر اور خوشگوار باتوں پر اللہ رب العزت کا شکر، شکر ادا کرنے کے لئے الحمد للہ، اور اگر صبر کریں گے تو صبر پر تو اتنا اجر ملتا ہے کہ ارشاد فرمایا ﴿اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ بغیر حساب کے اجر عطا کریں گے، تو میں نے کہا نے کہ فرشتے لکھ لکھ کے تھک

جائیں گے۔

تو ایک عمل استغفار، دوسرا صبر۔

اب حج کے سفر میں کیا ہم صبر کرتے ہیں، ﷲ کھانے پہ جھگڑا اگر نہیں ملا، سیٹ پہ جھگڑا میں نے یہاں بیٹھنا تھا آپ کیوں بیٹھ گئے؟ معمولی باتوں پہ جھگڑا ایسے لگتا ہے کہ صبر نام کی تو کوئی چیز ہوتی ہی نہیں، الجھتے ہی پھرتے ہیں۔

ہمارے اکابر کتنی مشقتیں اٹھا کر یہاں تشریف لاتے تھے، ہم کبھی غور کریں تو حیران رہ جائیں، آج تو گھر سے چلتے ہیں نا، تو پانچ گھنٹوں کے سفر کے بعد سعودی عرب میں طیارہ اتر جاتا ہے، اور ہمارے اکابر رمضان سے پہلے حج کا سفر شروع کرتے تھے، کراچی سے، بمبئی سے جو جہاز چلتے تھے بحری جہاز وہ رمضان سے پہلے چلتے تھے، رمضان المبارک ان کو سمندر میں آتا تھا، کئی مہینے پہلے چلنا پڑتا تھا کیوں؟ کہ بحری جہاز جب چلتے تھے تو راستے میں سمندری طوفان آتے تھے، طوفان آیا جہاز لنگر انداز، پندرہ دن، بیس دن ایک ہی جگہ پہ کھڑے، اور جہاز ہچکولے کھا رہا ہے، اور ان کو الٹیاں آرہی ہیں اور وہ وہاں پریشان ہیں، مہینوں کی مشقتوں کے بعد جدہ جب سی پورٹ پہ جب پہونچتے تھے تو ہمارے حضرت فرماتے تھے کہ جدہ پہونچ کر تین دن تک ہمیں جہاز کے اندر رہنا پڑتا تھا، وہ لوگ صرف یہ دیکھتے تھے کہ ان کے اندر کوئی وبائی مرض ہو تو تین دن میں پتہ چل جائے، اب آپ کو کہیں کہ آپ جہاز میں تین گھنٹے بیٹھے رہیں تو ہماری حالت کیا ہو جائے، تین دن سمندری جہاز کے اندر رہتے تھے، فرماتے تھے ہم جدہ کو دیکھتے تھے مگر اس کی زمین پر ہمیں قدم رکھنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی، اس کے بعد پھر ان کو کلیر کیا جاتا تھا اور پھر جدہ سے مکہ مکرمہ پہونچنے میں مزید تین دن کا سفر ہوتا تھا، سڑک نہیں ہوتی تھی، پہاڑی پر چلنا، سامان کے ساتھ، پھر نیچے اترنا، پھر دوسری پہاڑی پہ چڑھنا پھر نیچے اترنا، اور راستے میں پانی بھی میسر نہیں تھا تو جدہ

سے ضرورت کا پانی بھی سر پہ اٹھا کے لاتے تھے، تین دن میں کتنی دفعہ وضو کرنا پڑتا ہے، یہ سارا پانی بھی اٹھانا پڑتا تھا، کہنے لگے جو بہت امیر تھے وہ اونٹ کرائے پہ لے لیتے تھے اور سامان اونٹ پر لادکر سوار ہوکر تین دن میں جدہ سے مکہ مکرمہ آجاتے تھے، اور فرماتے ہیں کہ ہم یہ کرتے تھے کہ اونٹ لے کر سامان رکھ دیتے تھے اور تین دن پیدل چل کر جدہ سے مکہ مکرمہ پہونچا کرتے تھے، راستے میں کولڈ ڈرنک نہیں، کوئی ٹھنڈا پانی میٹھا مشروب نام کی کوئی چیز ہی نہیں ہوتی تھی، ایسا مشقتوں بھرا سفر ہوتا تھا، لیکن راستے کچے ہوتے تھے اور حاجی پکے ہوتے تھے اور آج راستے پکے بن گئے حاجی کچے ہو گئے۔

جہاز ائیر کنڈیشن، ائیر پورٹ ائیر کنڈیشن، بسیں ائیر کنڈیشن، رہائشیں ائیر کنڈیشن، حرم ائیر کنڈیشن باقی تو پھر سڑکیں ہی رہ گئیں اور پھر شکوے، سوچیں تو سہی اللہ رب العزت نے کتنی آسانیاں کردیں ہمارے لئے، لیکن ہمارے شکوے ختم نہیں ہوتے۔

## نکتہ کی بات

ایک نکتہ میں یہاں پر کھولتا چلوں، میں بات کو لمبا کرتا جارہا ہوں، مگر وہ نکتہ سمجھانا بھی ضروری ہے، جس بندے کا حج قبول ہوگا اس کو کسی نہ کسی انداز میں کوئی مشقت ضرور آئے گی، نکتہ ذرا سمجھئے، ہم نے اپنے بڑوں سے یہ سنا ہے، اس لئے بات کرنے کی جرأت کررہا ہوں، جس کا حج قبول ہوگا کسی نہ کسی انداز میں کوئی نہ کوئی مشقت آئے گی ضرور، کیوں؟ اس مشقت کو اللہ بہانہ بنا کر بندے کی باقی کوتاہیوں کو معاف فرمادیتے ہیں۔

اب ہم کیا کرتے ہیں، ہم کہتے ہیں نہیں کوئی مشقت آنی ہی نہیں چاہئے، کسی کو بخار ہوجائے گا، کسی کا گلا خراب ہوجائے گا، کسی کا پیٹ خراب ہوگیا، کوئی یہاں پہنچا سامان گم ہوگیا، کسی کا ساتھ والا بندہ کچھ دیر کے لئے گم ہوگیا، کوئی عرفات گیا

اور وہاں خیمے میں سے گم ہو گیا، کوئی مزدلفہ میں گم ہوا، کوئی شیطان کو کنکریاں مارنے گیا تو وہاں مشقت اٹھانی پڑ گئی، کسی نہ کسی انداز سے کچھ نہ کچھ مشقت ضرور آتی ہے، ہم کیا کرتے ہیں ہم ان مشقتوں کو کہتے ہیں کہ نہ آنے پائیں، ہم مشقتوں کو حل کرتے چلے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ level بڑھاتے جاتے ہیں، اچھا تم نے اس کو ٹالا اونچی مشقت آئے گی، اس کو ٹالو گے اور اونچی آئے گی، اس کو ٹالو گے اور اونچی آئے گی۔

## عبرت بھرا واقعہ

ایک مرتبہ ایک صاحب حج کے سفر میں ہمارے ساتھ تھے، اور وہ اللہ کا بندہ اتنا امیر تھا کہ خود کہتا تھا کہ مجھے اپنا حساب کرنے میں ایک مہینہ لگے گا کہ بینکوں میں پیسہ کتنا ہے؟ اس نے حج کا انتظام کیا اور یہاں پر بڑے ہوٹل میں کمرہ بک کروایا پھر اس نے ایک Lemozin (مہنگی گاڑی) کرائے پر لی، حج کے پورے دنوں کے لئے کہ وہ ہوٹل کے نیچے کھڑی رہے، کہیں مجھے یا میری بیوی کو کہیں آنا جانا ہو تو کام لگے، اور ایک مقامی عرب بندے کو اس نے پورے حج کے دنوں کے لئے نوکری پر رکھا کہ بس آپ کو اتنے ہزار ریال دوں گا اتنے دن آپ میرے ملازم رہیں، ڈرائیور بھی ہے، گاڑی بھی ہے، ایک سیکریٹری بھی اس نے رکھ لیا، کہتا تھا کہ مسئلہ ہی کوئی نہیں، میں پانی کی طرح پیسہ بہاؤں گا، مجھے حج پہ تو مشقت ہی نہیں آسکتی، میں نے اسے سمجھایا کہ بہتر یہ ہے کہ اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دو، کیوں مصیبت میں پڑتے ہو؟ تم لیول بڑھاتے جاؤ گے اللہ بھی لیول بڑھاتے جائیں گے، اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ اس نے کہا کہ جی نہیں، اور وہ اپنے ساتھ پیسے بھی بینک میں اتنے ٹرانسفر کر کے آیا کہ میرے خیال میں اس سے سو بندے حج کر سکتے ہونگے، اپنی طرف سے اس نے پورے انتظامات کر لئے۔

اللہ کی شان دیکھئے حج ہی کے دنوں میں ایک دن مجھے اس کا فون آیا کہ میری

بیوی گم ہوگئی، بھئی پڑھی لکھی ہے، سمجھدار ہے، نیک خاتون ہے وہ کیسے گم ہوسکتی ہے؟ اس نے تو پہلے آدھا درجن حج کیئے ہیں، اکہنے لگا جی گم ہوگئی، چلو ڈھونڈو بھئی، پورے حرم میں ڈھونڈھ رہا ہے، پھر پولیس والوں سے رابطہ، پھر فلاں سے رابطہ، کہیں کچھ پتہ نہیں، حتی کہ اس بندے نے پیسے دے کر مکہ مکرمہ ٹی وی پر بھی اعلان کروایا، ٹی وی کے اوپر اعلان ہوا، کسی کو پتہ ہو تو بتاؤ، پولیس والوں کو کہا، حتی کہ اپنے رسوخ کے ذریعے اس نے گورنر مکہ سے رابطہ کیا، اور اسکے ذریعے اس نے پوری پولیس کو پیغام بھجوایا، دو دن اسکو رونا پڑا اتنی موٹی موٹی آنکھیں ہوگئیں سوچ کر، بار بار مجھے کہتا کہ میرا کیا بنے گا، میری بیوی میرے بچے، بار بار مجھے کہتا کہ میرا کیا بنے گا، میری بیوی میرے بچوں کا کیا ہوگا، میری زندگی، میں اسے کہتا کہ میں نہیں کہتا تھا کہ اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کردو، دو رکعت پڑھو اب اللہ سے معافی مانگو، اللہ تعالی معاف کرنے والے ہیں، اپنے سامنے دو رکعت نفل نماز پڑھوائی، ابھی دعا کر کے اٹھا تھا اسی وقت اسے کال (Call) آئی کہ فلاں اسپتال سے آپکی بیوی کا فون ہے،

ہوا یہ کہ بیوی نے گرمی میں کئی طواف کیئے اس نے آکے دو رکعت نفل پڑھنے کے لئے ایک جگہ پہ بیٹھی تو وہیں پر وہ بیہوش ہوگئی، sun'stroke (لولگنا) جس کو کہتے ہیں، وہ ہوگیا اور چونکہ اس وقت اس کے پاس کوئی کاغذ نہیں تھا کارڈ نہیں تھا اس کو پولیس والوں نے ایمبولنس میں ڈلوا کر کہیں دور مستشفی (ہاسپٹل) میں بھجوادیا، وہ پھر ایک دو دن میں جب اسکی طبیعت ٹھیک ہوئی تب جا کر اس کے خاوند کو اطلاع دی،

کہتا تھا کہ حضرت آج میں نے زندگی کا ایک بہترین اصول سیکھا کہ بندے کو بندگی اچھی لگتی ہے، پیسہ آتا ہے تو بندہ خدا بن بیٹھتا ہے۔

تو یہ ذہن میں رکھیں حج کے سفر میں ہر بندے کو کسی نہ کسی طرح کی کوئی نہ کوئی مشقت آتی ہے، لہذا ہم اللہ تعالی سے مشقت طلب نہ کریں، معافیاں مانگیں کہ

ہم اس کے قابل نہیں ہیں، آ جائے تو صبر کرلیں، تو تھوڑے ہی میں کام چل جائے گا، یہ ایسا ہی ہے کہ بچہ اگر غلطی ہی کر چکا ہو اور باز بھی نہ آئے تو باپ پہلا تھپڑ آہستہ لگاتا ہے کہ معافی مانگ لے اور اگر وہ ڈھیٹا (ضدی) بنا رہے تو دوسرا اور یادہ، اور اگر ڈھیٹا بنا رہے تو جوتا اتارتا ہے، پھر ڈنڈا اٹھاتا ہے یہ اسی طرح ہی ہے، تو بھئی ہم شروع سے ہی اللہ سے معافی مانگیں، اللہ ہم کمزور ہیں بس ہمارے ساتھ عافیت کا معاملہ فرما تو نزلہ زکام سے ہی بات ٹل جائے گی۔

تو تین باتیں عرض کی گئی،

(۱) ایک استغفار کی کثرت کریں۔

(۲) دوسرا مرضی کے خلاف کام ہو تو فوری ردِ عمل کے بجائے صبر کرکے اپنے نامۂ اعمال میں اجر لکھوائیں۔

(۳) اور تیسرا جب کوئی کام اپنی مرضی منشا کے مطابق ہو اس پر اللہ رب العزت کا شکر ادا کریں، شکر ادا کرنے سے اللہ رب العزت انسان کے اوپر سے عذاب کو ٹال دیتے ہیں،

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ﴾ اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا، اپنی زبان میں سمجھنے کے لئے اس کا مفہوم کہیں تو اس کا مطلب یہ بنے گا کہ تمہیں عذاب دے کے اللہ کے ہاتھ کیا آئے گا؟ ﴿اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا﴾ اگر تم ایمان لاؤ اور شکر ادا کرو تو تمہیں عذاب دے کر اللہ کیا کرے گا، تو معلوم ہوا کہ شکر پر بھی اللہ تعالیٰ عذاب اسی طرح ٹالتے ہیں جس طرح استغفار پر بندے کے اوپر سے عذاب کو ٹال دیتے ہیں۔

تو یہ پانچ عمل ہیں جن میں سے تین اعمال آج آپ کے سامنے میں نے عرض کر دیئے، انشاء اللہ اگلی مجلس میں بقیہ دو اعمال بھی ذرا کھول دیئے جائینگے۔

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا﴾

# آداب زیارت مدینہ

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

# فہرست عناوین

اللہ اللہ اللہ

# اقتباس

بلا لو اب تو اے آقا ٹھہر جانا نہیں اچھا
تڑپ کر یوں دل مضطر کا مرجانا نہیں اچھا
مدینہ کا ارادہ ہو تو عشق نبوی پیدا کر
تعلق ہو نہ جن سے ان کے گھر جانا نہیں اچھا

اسلئے جب مدینہ طیبہ حاضری ہو تو دل میں نبی ﷺ کی سچی محبت بھی ہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

اعوذباللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

﴿ لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا ﴾

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی اٰل سیدنامحمد وبارک وسلم

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی اٰل سیدنامحمد وبارک وسلم

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی اٰل سیدنامحمد وبارک وسلم

دن گنے جاتے تھے دن جس کے لئے

اللہ رب العزت نے اپنے فضل وکرم سے آج زندگی میں پھر ہمیں اس محترم اور مقدس شہر میں ملا دیا۔

## دو شہر مقدس

یہ دو شہر ہیں دونوں شہر نبی ہیں ایک کا نام مکہ مکرمہ اور دوسرے کا نام مدینہ طیبہ، ایک میں خدا کا گھر ہے اور دوسرے میں اس کے رسول ﷺ کا گھر ہے ایک گھر کو خلیل اللہ نے آباد کیا اور دوسرے شہر کی مسجد کو رسول اللہ ﷺ نے آباد کیا، ایک نبی ﷺ کا مولد ہے کہ اس میں ولادت ہوئی اور دوسرا نبی ﷺ کا مسکن ہے، ایک شہر میں نبی ﷺ کے اجداد مدفون ہیں اور دوسرے شہر میں نبی ﷺ خود مدفون ہیں اور آپ کے اہل بیت مدفون ہیں، چنانچہ یہ دونوں شہر کے دو رنگ ہیں ایک میں جلال کا رنگ ہے دوسرے میں جمال کا رنگ ہے اگر آپ مکہ مکرمہ کے رہنے والے لوگوں کے مزاج کو دیکھیں تو آپ کو ان میں جلال کا رنگ نمایاں نظر آئے گا حتی کہ اگر کوئی چیز خریدتے ہوئے ایک سے دوسری مرتبہ آپ بات کریں تو وہ یا اللہ کہہ کر قصہ کو سمیٹ دیں گے، اور اگر مدینہ طیبہ میں بات کرنے کا موقع ملے تو یہاں کے لوگوں میں عاجزی، اپنائیت، محبت زیادہ نظر آئے گی، تو ایک میں اللہ رب العزت

کے جلال کا منظر نظر آتا ہے اور دوسرے میں اللہ رب العزت کے جمال کا منظر نظر آتا ہے یہ دو شہر ہیں جن کے ساتھ ہمارا قلبی تعلق ہے

بمکہ بینی از توحید نورے
بیثرب از حبیب اللہ ظہورے
گراین دو شہر ایماں رانہ دیدے
چہ دیدی گر دریں دنیا رسیدے

اگر آپ نے ایمان کے ساتھ ان دو شہروں کو نہیں دیکھا تو پھر دنیا میں آکر آپ نے دیکھا ہی کیا ہے؟

## دو حرم محترم

یہ مدینہ طیبہ بھی حرم ہے مکہ مکرمہ کو اللہ رب العزت نے حضرت خلیل کی دعا پر حرم قرار دیا اور مدینہ طیبہ کو اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کی دعا پر حرم بنایا، آج تک ہم تصور کی آنکھ سے گنبد خضرا کو دیکھتے رہے آج اللہ نے وہ گھڑیاں دیں کہ ہمارا پورا بدن آنکھ بن کر گنبد خضرا کی زیارت کرے گا۔

## اعمال کا ثواب

نبی ﷺ کی مسجد میں حاضری بہت بڑی سعادت ہے، چنانچہ ایک حدیث میں فرما[من زار قبری وجبت له شفاعتی ] جو میری قبر کی زیارت کرے گا اس کے اوپر میری شفاعت واجب ہو جائے گی، مکہ مکرمہ میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر اور یہاں ایک نماز پڑھنے کا ثواب دس ہزار کے برابر، یہ اللہ رب العزت کی شان ہے اسلئے اسکو مدینہ طیبہ کہتے ہیں، طابہ کہتے ہیں، منورہ کہتے ہیں، اس شہر کو اللہ کی رحمتوں نے منور کر رکھا ہے

مدینہ کے دیوار و در جاگتے ہیں

شجر جاگتے ہیں حجر جاگتے ہیں

ہماری اس عمر میں یہاں کی حاضری اسکی مثال یوں ہی ہے

بایں پیری رہ یثرب گرفتم

نوا خواں از سرور عاشقانہ

اس بڑھاپے میں میں نے مدینہ کی راہ کو پایا اور چلا اور میں سرور عاشقانہ کے ساتھ اپنے زبان سے اشعار پڑھ رہا ہوں

بایں پیری رہ یثرب گرفتم

نوا خواں از سرور عاشقانہ

چوں آں مرغے کہ در صحرا سر شام

کشاید پر بفکر آشیانہ

میری مثال ایسی ہے جس طرح ایک پرندہ سر شام صحرا کے اندر اپنا گھونسلا تلاش کرنے کے لئے اپنے پروں کو پھیلا دیتا ہے، اس عمر میں اللہ نے مجھے یہاں پہنچا دیا میں نے بھی اپنی آخری آرام گاہ کو ڈھونڈنے کے لئے اپنے پر کو پھیلا دیا، ہمارے اکابر دعائیں مانگتے تھے روتے تھے کہ ہمیں اس شہر کا دیدار نصیب ہو جائے

دل میں بسا ہے شوق رہ یار کا حفیظ

جائیں گے سر کے بل جو کبھی واں طلب ہوئے

چنانچہ پیر مہر علی شاہ صاحبؒ جب مدینہ طیبہ کی طرف چلے تو خواب میں نبی ﷺ کی زیارت بھی نصیب ہوئی تو انہوں نے اپنا تعریفی کلام کہا تھا ۔

اج سک متراں دی ودھیری اے

کیوں دلڑی اداس گھنیری اے

لوں لوں وچ شوق چنگیری اے

اج نیناں نے لائیاں کیوں جھڑیاں

سبحان اللہ ما اجملک ما احسنک ما اکملک

کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا

گستاخ انکھیاں کتھے جا لڑیاں

کہ اے مہر علی تو کہاں اور تیری ثنا کہاں، تیری گستاخ آنکھیں کہاں جا کر اٹک گئی جس ذات کی تعریفیں خود پروردگار فرمائے اور قرآن جس پر گواہی دے ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ اے میرے محبوب ہم نے آپ کا ذکر بلند کیا، اس محبوب کل جہاں کے ساتھ جا کر تیری نگاہ لگ گئیں نبی ﷺ محبوب کل جہاں ہیں، 'کوٹھ مٹھدا' ایک جگہ ہے وہاں ایک بزرگ گذرے ہیں خواجہ غلام فرید انکا نام تھا ،ان کا کلام بڑا عارفانہ رہا، بڑی عجیب بات کرتے تھے، فرماتے ہیں

اتے میں مٹھری نت جان بلب

اوتے خوش وسدا اوچ ملک عرب

اتے دکڑے دھوڑے کھاندڑیاں

تڈے نام تو مفت وی کاندڑیاں

کہ میں یہاں دھکے کھاتے پھرتی ہوں مگر تیرے نام پر مفت بک رہی ہوں

اتے دکڑے دھوڑے کھاندریاں

تڈے نام تو مفت وی کاندڑیاں

تڈی باندیاں دی میں باندڑیاں

میں آپ کی باندیوں کی بھی باندی

تڈے در دکتیاں نال ادب

کہ تیرے در کے کتوں کے ساتھ بھی میں ادب کے ساتھ پیش آؤں گا یہ اللہ رب العزت حبیب ﷺ کی جگہ ہے

ہے نظر میں جمال حبیب خدا

جس کی تصویر سینہ میں موجود ہے

جس نے لا کر کلام الٰہی دیا

وہ محمد ﷺ مدینہ میں موجود ہے
پھول کھلتے ہیں پڑھ پڑھ کے صلی علی
جھوم کر کہہ رہی ہے یہ بادصبا
ایسی خوشبو چمن کے گلو میں کہاں
جو نبی کے پسینہ میں موجود ہے
ہم نے مانا کہ جنت بہت ہے حسیں
چھوڑ کر ہم مدینہ نہ جائیں کہیں
یوں تو جنت میں سب کچھ مدینہ نہیں
پر مدینہ میں جنت بھی موجود ہے

اب دیکھئے مسجد نبوی میں ریاض الجنۃ ہے، اللہ نے اسکو جنت کا ٹکڑا بنا دیا تو اس جگہ پر اللہ رب العزت نے ہمیں حاضری کی توفیق عطا فرمائی، اللہ اکبر کبیرا

بنا لیا ہے بہاروں نے گھر مدینہ میں
مہک رہی ہے فضائے حرم مدینہ میں
حضور آپ کے قدموں پر مٹنے والوں کا
ہجوم رہتا ہے شام وسحر مدینہ میں
میں کیوں نہ منزل عقبیٰ کی جستجو کرلوں
مجھے نصیب ہوا ہے سفر مدینہ میں
یہ آرزو ہے میری اے حبیب رب جہاں
کہ میں جہاں بھی رہوں دل رہے مدینہ میں
بنا لیا ہے بہاروں نے گھر مدینہ میں

تو مدینہ طیبہ کا سفر انسان عشق ومحبت کے ساتھ کرتا ہے یہ دنیا کے عام سفروں سے ایک انوکھا سفر ہے۔

# ظاہری غسل کے ساتھ روحانی غسل بھی

ہمارے اکابر نے لکھا ہے کہ مدینہ طیبہ میں حاضری کا ارادہ ہو تو انسان اپنے سب گناہوں سے سچی پکی توبہ کرے جسمانی غسل کے ساتھ روحانی غسل بھی کرلے یہ سچی توبہ روحانی غسل ہے، گناہوں سے بالکل پاک ہو جائے، گناہوں سے بالکل اپنے آپ کو صاف کرلے، اسلئے کہ دنیا کا دستور ہے کہ دوست دوست سے ملاقات کی ہمیشہ تیاری کرتا ہے، جیسے گھر ملنے کے لئے کوئی [illegible] اور آپ سوئے ہوئے ہوں تو کبھی اٹھ کر سیدھے ملاقات کے لئے نہیں آئیں گے، کہیں گے کہ ان کو بٹھاؤ میں ذرا تازہ وضو کرلوں، کم از کم ہاتھ منہ دھوئیں گے پھر دوست سے ملاقات کریں گے اور اگر بڑے سے ملاقات کرنی ہو تو لوگ کپڑے بھی نئے سلواتے ہیں، اور معلوم نہیں اس جلسہ کے لئے کیا کیا تیاریاں کر کے جاتے ہیں، تو یہ طے شدہ بات ہے اب ہم یہاں حاضری کے لئے آئے ہیں تو ہماری ملاقات کی تیاری یہ ہے کہ ہم اپنے ہر گناہ سے سچی پکی توبہ کرلیں، یہ روحانی تیاری ہے، غسل توبہ کرلیں، غسل توبہ کے ذریعہ جب ہم گناہوں کو معاف کروالیں گے تو نبی ﷺ کی خدمت میں ہماری اس حاضری کو شرف قبولیت کی سعادت نصیب ہوگی، یہ ذہن میں رکھ لیجئے یہ سب سے پہلا کام ہوا۔

بلالو اب تو اے آقا ٹھہر جانا نہیں اچھا
تڑپ کر یوں دل مضطر کا مر جانا نہیں اچھا
مدینہ کا ارادہ ہو تو عشق نبوی پیدا کر
تعلق ہو نہ جن سے ان کے گھر جانا نہیں اچھا

اسلئے جب مدینہ طیبہ حاضری ہو تو دل میں نبی ﷺ کی سچی محبت بھی ہو

اے عشق نبی میرے دل میں بھی سما جانا
مجھ کو بھی محمد ﷺ کا دیوانہ بنا جانا

جو رنگ کہ رومی پہ رازی پہ چڑھا یا تھا
اس رنگ کی کچھ رنگت مجھ پہ بھی چڑھا جانا
جس نیند میں ہو جائے دیدار نبی حاصل
اے عشق کبھی مجھ کو وہ نیند سلا جانا
قدرت کی نگاہیں بھی جس چہرے کو تکتی تھیں
اس چہرۂ انور کا دیدار کرا جانا

## موقعہ کے مناسب دعائیں

حرم مدینہ میں داخل ہو تو یہ دعا مانگے کہ اے اللہ! یہ حرم محترم ہے اسکی برکت سے مجھے ہر حرام کام سے محفوظ فرمادے، اور مدینہ طیبہ کی نسبت سے یہ دعا مانگے کہ اے اللہ! مدینہ طیبہ میں مجھے حیات طیبہ عطا فرمادے چونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً﴾ تو اللہ رب العزت سے مدینہ طیبہ کی نسبت سے حیات طیبہ کی دعا مانگے۔

## محبوب کی خدمت میں تحفہ

درود شریف کثرت کے ساتھ پڑھیں، قرآن مجید کی تلاوت کریں، امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف چلا اس سفر میں مجھے سولہ دن لگے اور سولہ دن میں میں نے سولہ قرآن مجید کو مکمل پڑھ لیا، جتنا بھی قرآن مجید پڑھیں پھر یہاں آ کر اسکو نبی ﷺ کی خدمت میں ہدیہ اور تحفہ بھیج دیں، دنیا کا دستور ہے لوگ ہدیہ لے کر آتے ہیں دوست کے گھر جاتے ہوئے کبھی پھلوں کی ٹوکری لے جاتے ہیں کبھی مٹھائی کا ڈبہ لے کر جاتے ہیں مختلف چیزیں لے جاتے ہیں یہاں پر ہمارا تحفہ نبی ﷺ کی خدمت میں کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھنا اور قرآن مجید کی کثرت کے ساتھ تلاوت ہے، جو ہم محبوب حقیقی ﷺ کی خدمت میں آ کر پیش کریں گے۔

## خبردار! یہ جائے ادب ہے

اب جب یہاں آجائیں تو ہم مدینہ طیبہ کی ہر چیز کا احترام اور ادب دل میں رکھیں، حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کے بارے میں آتا ہے کہ بہت نازک طبع تھے جب بیر علی پر پہنچے تو جوتے اتار دیئے اور ننگے پاؤں چلنا شروع کر دیا کسی نے کہا کہ حضرت سنگلاخ زمین ہے پاؤں زخمی ہو جائیں گے فرمایا کہ ہاں قاسم کو یہ زیب نہیں دیتا کہ جس جگہ پر میرے آقا نے اپنے قدم مبارک لگائے ہوں میں قدموں کے ان نشانات کو جوتوں کے ساتھ پامال کروں، میرے آقا کے نشان لگے ہیں اور یہی حال امام مالکؒ کا تھا مدینہ طیبہ کے اندر سواری نہیں کیا کرتے تھے حالانکہ گھوڑے بھی تھے اونٹ بھی تھے، کہتے تھے کیا پتہ جس جگہ میری سواری کا قدم لگے وہاں میرے آقا کے قدم لگے ہوں اسلئے مالک کو یہ زیب نہیں دیتا تو یہاں کی چیزوں کا اتنا لحاظ اور ادب کیا جائے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر

یہ آسمان کے نیچے ایسی ادب گاہ ہے جو عرش سے بھی نازک ہے

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر

نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

یہاں آکر تو جنید اور بایزیدؒ کا بھی سانس رکتا ہے، اتنی ادب کی یہ جگہ ہے کہ بندہ سانس بھی آہستہ لے، اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ کی جگہ ہے آپ اندازہ لگائیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تمہاری آواز میرے محبوب کی آواز سے بلند ہوگئی ﴿اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَاتَشْعُرُوْنَ﴾ کئے ہوئے عملوں کو ضائع کر دیں گے، تمہیں پتہ بھی نہیں چلے گا، تو صحابہؓ آہستہ گفتگو کیا کرتے تھے اتنا ادب کا خیال کیا، چنانچہ حضرت علیؓ کو مسجد نبوی کے دروازے بنوانے تھے تو انہوں نے بنانے والے کاریگروں کے ساتھ اسطرح سے بات کی کہ آپ حرم

سے باہر دروازے بنائیں گے سب شور وہاں ہو اور مسجد میں لاکر فقط اسکوفٹ کردیں گے تاکہ یہاں شور نہ ہو، ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ اگر کوئی شور کرتا تھا تو اسکو پیغام بھجواتی تھیں کہ ﴿لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ کہ اپنی آواز کو نبی ﷺ کی آواز سے اونچا نہ کرو، آج جہاں ہم حاضر ہیں یہ وہ جگہ ہے، تو بہرحال ہم یہاں جتنے شوق و ذوق اور محبت کے ساتھ جائیں گے شرف قبولیت پائیں گے۔

آہستہ قدم، نیچی نگاہ، پست صدا ہو
خوابیدہ یہاں روح رسول عربی ہے
اے زائر بیتِ نبی یاد رہے یہ
بے قاعدہ جنبش لب یہاں بے ادبی ہے

## اعتراض سے احتراز کریں

بعض طبیعتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ہر چھوٹی چیز پر اعتراض کردیتی ہیں، کسی چیز پر اعتراض نہیں کرنا، خاموشی اختیار کرنا ہے، اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی بھنگی کو بادشاہ اپنے دربار میں بلالے اور بھنگی وہاں پہنچ کر اعتراض کرنا شروع کردے کہ نیلی لائٹ ہے یہاں پیلی ہوتی، یہاں لال رنگ ہے اس کی جگہ پر سیاہ ہوتا تو اسکی تنقید کوئی برداشت کرے گا؟ کہا جائے گا کہ تو بھنگی، تیری اوقات ہی کیا تھی یہاں پہنچنے کی، ہم نے اگر تجھے یہاں بلالیا تو تو یہاں تنقیدیں کررہا ہے، اسی طرح اللہ رب العزت نے اپنی رحمت اور اپنے فضل و کرم سے یہاں بلالیا اب ہم یہاں پر کسی بات پر اعتراض نہ کریں، ہمارے حضرتؒ بہت زیادہ اسکا اہتمام فرماتے تھے کہ یہاں خاموشی اختیار کرو، زبان مت کھولو بلکہ ایک واقعہ سناتے تھے کہ ایک آدمی مدینہ طیبہ آیا ہوا تھا، صبح صبح ناشتے کی چیزیں لینے دوکان پر چلا گیا اور بہت سی چیزیں خریدیں، دوکاندار نے کہا کہ دہی بھی لے لو تو اس نے روانی میں بات کردی کہ

مدینہ کی دہی تو کھٹی ہوتی ہے، رات کو خواب میں نبی ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اچھا تم کہتے ہو کہ مدینہ کی دہی کھٹی ہوتی ہے، تو پھر یہاں سے نکل جاؤ، اب آنکھ کھلی تو بڑا گھبرایا، علماء سے پوچھا ہر بندہ کہے کہ خواب اگر ایسا ہے تو تمہیں چلے جانا چاہئے، لیکن جی بھی نہیں چاہتا تھا تو اسکے ذہن میں خیال آیا کہ نبی ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ آپ کے دوست بھی تھے آپ کے چچا بھی تھے میں ان کے مزار پر حاضر ہوتا ہوں اور وہاں جا کر کچھ تلاوت کر کے ایصال ثواب کرتا ہوں، دعا مانگتا ہوں تا کہ اس کی برکت سے نبی ﷺ راضی ہو جائیں، اس نے ایسا ہی کیا وہ شہداء احد کی جگہ پر حاضر ہوا سارا دن دعائیں مانگتا رہا، رات کو اس کو خواب میں حضرت امیر حمزہؓ کی زیارت نصیب ہوئی تو سیدنا امیر حمزہؓ نے فرمایا کہ دیکھو تمہیں نبی ﷺ یہ فرما چکے ہیں کہ یہاں سے چلے جاؤ، تمہارے لئے ضروری ہے تم عمل کرو ورنہ تمہارا ایمان سلب ہو جانے کا خطرہ ہے، ہمارے حضرتؒ یہ بات سنا کر رو یا کرتے تھے۔

## اہل مدینہ کی ضیافت کا انکار نہ کریں

اور دوسری بات حضرت فرماتے تھے کہ مدینہ طیبہ میں دعوت اگر ہو تو اسکو رد نہ کریں، ہاں کوئی شرعی عذر ہو تو اور بات ہے حتی الوسع رد نہ کریں، کیوں؟ فرماتے تھے کہ ہر دعوت کو یوں سمجھے کہ یہ دعوت نبی ﷺ کی طرف سے مل رہی ہے، ایک محدث فرماتے ہیں کہ میں کئی دن سے مسجد نبوی میں مقیم تھا مجھ پر فاقہ آ گیا، دو دن مجھ پر بھوکے گذر گئے خیال آیا کہ میں تو نبی ﷺ کا مہمان ہوں تو میں کیوں نہ جا کر آقا کی خدمت میں ہی عرض کروں؟ کہتے ہیں کہ میں مواجہ شریف پر آیا اور میں نے آ کر عرض کیا کہ اے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ! میں آپ کا مہمان ہوں اور میں بھوکا ہوں فرماتے ہیں کہ میں سلام پڑھ کر دعا مانگ کر باہر نکلا ہی تھا کہ ایک آدمی اپنے سر کے اوپر ہنڈیا اور ساتھ میں کچھ روٹیاں لئے ہوئے کھڑا تھا اور

میرا نام پکار رہا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ تم میرا نام کیسے لے رہے ہو کہنے لگا میں تو دو پہر کو گہری نیند سو رہا تھا، خواب میں نبی ﷺ کی زیارت ہوئی فرمایا کہ فلاں شخص میرا مہمان ہے اور اسکو کھانا پہنچاؤ، جیسے ہی میری آنکھ کھلی میری بیوی چولہے سے ہنڈیا اتار رہی تھی روٹی اس نے پکائی ہوئی تھی میں نے اسی وقت اسکو کہا کہ اپنے لئے کھانا اور پکالیں گے نبی ﷺ کا ایک مہمان ہے میں نے ہنڈیا سر پہ رکھی اور یہیں قریب ہی میرا گھر ہے اور میں نے آکر آپ کا نام پکارنا شروع کر دیا۔

## مواجہ شریف پر حاضری

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ میں مواجہ شریف پر حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ جن لوگوں کو علم حدیث پڑھانے کے ساتھ نسبت ہوتی ہے تو حدیث پاک کے علم کی نسبت کی وجہ سے نبی ﷺ کے سینۂ انور سے سورج کی شعاعوں کی طرح نور کی کرنیں نکلتی ہیں اور انکے دل کو منور کر دیتی ہیں تو اس جگہ پر ہم بہت محبت کے ساتھ رہیں، اب طریقہ یہ ہے کہ جب بھی ہم مسجد میں جائیں اعتکاف کی نیت کریں، مسجد والے اعمال کریں۔

حضرت مولانا یوسف بنوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ میری نظر میں تو پوری مسجد نبوی ہی مواجہ شریف کے مانند ہے لہذا وہ جہاں نماز پڑھتے تھے وہیں کھڑے ہو کر نبی ﷺ کی طرف دھیان کر کے صلوٰۃ وسلام پڑھ لیا کرتے تھے مگر علماء نے لکھا ہے کہ بیشک عام نمازوں میں ایسا ہی کرے لیکن کوشش کر کے کبھی آگے بھی مواجہ شریف پر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو،

## حاضری سے پہلے صدقہ

اب جب نیت کر لی، توبہ کے نفل پڑھ لئے، سچی توبہ کر لی تو ہمارے اکابرین کا یہ معمول رہا کہ صدقہ بھی کیا کرتے تھے چونکہ قرآن مجید کی ایک آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم میرے پیارے حبیب سے بات کرنا چاہو تو تم

صدقہ کرو جیسے ہی یہ آیت اتری حضرت علیؓ نے اس پر عمل کیا پھر اللہ نے امت کیلئے آسانی کردی اور اس حکم کو منسوخ فرمادیا، لیکن ہمارے اکابرین اس پر عمل کرتے تھے منشاء خداوندی کو جانتے ہوئے، اب صدقہ کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ہر بندہ سوریال، ہزار ریال دے، نہیں اگر آپ نیت کرلیں کہ ایک ریال میں ہر مرتبہ کی حاضری سے پہلے دوں گا تو ایک ریال بھی بہت ہے اللہ تعالیٰ تو ایک کھجور پر جو خشک ہو مگر اخلاص کے ساتھ دی ہوئی ہو تو اس پر پہاڑ کے برابر اجر دے دیتے ہیں، وہ تو ایسے کریم آقا ہیں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ کے بارے میں سنا ہے کہ وہ جب بھی حاضری دیتے تھے تو کچھ نہ کچھ صدقہ کرنے کے بعد ہی حاضری دیتے تھے حتیٰ کہ ایک بار کسی باہر کے ملک سے ہوکر آئے روضہ پر حاضری دی حاضری سے قبل جو صدقہ نکالا تھا اس کا حساب لگایا تو تو دس ہزار ریال تھے۔

اور اس صدقہ نکالنے میں ایک راز یہ بھی ہے کہ صدقہ بلا کو ٹالتا ہے، اور نبی ﷺ کی ناراضگی سے بڑی مصیبت کوئی اور ہو نہیں سکتی، تو صدقہ دینے کا ایک یہ بھی مقصد ہے کہ اے اللہ! اس صدقہ کی برکت سے ناراضگی والی بلا سے یا مصیبت سے تو ہماری حفاظت فرمالینا، پھر درود شریف پڑھتے ہوئے مواجہ شریف پر جائیں، فقہاء نے لکھا ہے کہ حاضری سے پہلے ستر مرتبہ درود شریف پڑھیں تو یہ زیادہ بہتر ہے اگر ریاض الجنۃ میں جانے کا موقع ملے تو اچھی بات ہے دو رکعت وہاں پڑھ لیں، دعا مانگیں ریاض الجنۃ میں دعا مانگتے ہوئے یہ دعا ضرور مانگے کہ اے اللہ! آپ کے پیارے حبیب ﷺ نے فرمایا کہ جس بندے کو جنت میں داخل کردیا جائے گا پھر اسکو کبھی جنت سے محرورم نہیں کیا جائے گا، تو جب آپ نے اپنی رحمت سے دنیا کی اس جنت میں داخل فرمادیا تو اب مجھے آخرت میں جنت سے محرورم نہ فرمانا، یہ دعا مانگے، بہر حال دعا مانگتا ہوا جائے وہاں پہنچ کر یہ ذہن میں رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُ

وْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ﴾ اے میرے پیارے حبیب ﷺ! اگران لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا تو ان کو چاہئے تھا کہ یہ آپ کے پاس حاضر ہوتے اور اپنے گناہوں پر استغفار کرتے ﴿وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ﴾ اور اللہ کے رسول بھی ان کے لئے استغفار کرتے تو ﴿لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ وہ اللہ تعالی کو توّاب اور رحم کرنے والا پاتے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمیں بھی گناہوں سے توبہ کرنی ہے اور دعا کرنی ہے کہ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ ہماری بھی شفاعت فرمادیں تاکہ اللہ تعالی ہمارے گناہوں کو معاف فرمادیں، مواجہ پر حاضر ہوکر صلاۃ و سلام پڑھیں : [الصلوٰۃ والسلام علیک یاسیدی یارسول اللہ] کتابوں میں باقاعدہ لکھا ہوا بھی ہے کہ سلام کیسے پڑھنا ہے؟ بہرحال دل کی حاضری کے ساتھ وہاں جاکر کھڑے ہوں، بعض لوگ زیادہ دیر وہاں کھڑے رہنے کو بہتر سمجھتے ہیں

## مواجہ پر کتنی دیر کھڑے رہیں

ہمارے حضرت مرشد عالمؒ فرماتے تھے کہ جب تک دل حاضر رہے وہاں کھڑے رہو چاہے تھوڑی دیر ہی ہو اور جب ادھر ادھر کے خیالات آنے لگیں تو اسکے بعد وہاں سے رخصت ہوجاؤ، یہ مناسب نہیں کہ وہاں انسان جائے اور جاکر دنیا کی باتیں دل میں سوچ رہا ہو، ادھر ادھر کی باتیں ذہن میں ہوں، اور ادھر ادھر نظر بھی اٹھ رہی ہو، جھکی نظروں کے ساتھ جائے اور ادب کے ساتھ کھڑا ہوجائے، صلاۃ و سلام پڑھتے رہیں، پھر اپنے لئے اللہ سے دعا مانگے۔

## ایک نکتہ کی بات

ہمارے حضرت مولانا محمد اشرف شاہ ؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں کتابوں میں بڑی مشکل سے یہ ایک نکتہ ملا کہ "جو آدمی دور سے درود شریف پڑھتا ہے تو فرشتہ اسے پہنچاتا ہے اور جو قریب آکر درود شریف پڑھتا ہے تو خود میں اسے سنتا ہوں"

حدیث پاک میں یہ آتا ہے، تو وہ فرماتے تھے کہ یہاں شارحین حدیث نے لکھا ہے، کہ جب قریب آکر درود شریف پڑھتے ہیں تو نبی ﷺ خود اسے سنتے ہیں تو پھر چاہئے کہ انسان مواجہ شریف پر آپ ﷺ کے سامنے کلمہ بھی پڑھ لے اس کے بعد یہ عرض کرے کہ اے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ! میں نے آپ کے سامنے کلمہ پڑھا ہے اب آپ قیامت کے دن میرے ایمان کی گواہی عطا فرما دینا، اور قیامت کے دن جس کے ایمان کی گواہی نبی علیہ السلام نے دے دی اس کا بیڑا پار ہو جائے گا تو اس بات کو بھی ہم نہ بھولیں۔

## حضرت نانوتویؒ کی حاضری

حضرت نانوتویؒ ایک مرتبہ مواجہ شریف پر حاضر ہوئے جب باہر نکلے تو چہرہ بڑا منور تھا، بڑا تازہ، پرانوار چہرہ تھا، تو کسی نے دیکھ کر کہا کہ حضرت آج تو چہرے کا عجیب حال ہے فرمانے لگے!

میرے آقا کا مجھ پر تو ایسا کرم تھا
بھر دیا میرا دامن پھیلانے سے پہلے
یہ اتنے کرم کا عجب سلسلہ ہے
نشہ رنگ لایا پلانے سے پہلے

پھر جالیوں کی طرف دیکھ کر فرمایا۔

سلامت رہے تیرے روضے کا منظر
چمکتی رہے تیرے روضے کی جالی
ہمیں بھی عطا ہو وہ شوق ابوذر
ہمیں بھی عطا ہو وہ روح بلالی

کس محبت کے ساتھ کہا، بلکہ مدینہ طیبہ سے رخصت ہونے لگے تو یہ کہا۔

ہزاروں بار تجھ پر اے مدینہ میں فدا ہوتا
جو بس چلتا تو مر کر بھی نہ میں تجھ سے جدا ہوتا

اور پھر حضرت کے وہ اشعار تو بہت ہی معروف ہیں،

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ
کہ ہو سگانِ مدینہ میں نام میرا شمار
جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مور و مار

اللہ اکبر، کیا دل کی چاہت اور حسرت ہوگی۔

## دل کیسا ہو؟

اللہ رب العزت ہمیں اس جگہ پر خالی دل کو لے کر آنے کی توفیق دے، دیکھئے آپ کے پاس کوئی برتن لائے کہ اس میں دودھ ڈالدو اور اس پر گندگی، نجاست لگی ہو تو ہم دودھ ڈالنے کے لئے تیار نہیں ہونگے، اسی طرح ہم بھی اگر گندے دلوں کو لے کر وہاں جائیں گے تو پھر ہمیں وہاں جا کر کیا نور آئے گا؟ کیا رحمت آئے گی؟ اسلئے دلوں کو پاک صاف کر کے وہاں پر حاضر ہوں، جو صاف دل کو لے کر جائے گا بھرے ہوئے دل کو واپس لائے گا، اپنے آپ کو پیش کریں کہ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ یہی وہ جگہ ہے جہاں سے دین اسلام پھیلا اور آپ نے اپنے صحابہ کو دین کی محنت کے لئے پوری دنیا میں بھیجا، معاذ ابن جبلؓ کو یمن بھیجا فلاں کو فلاں جگہ بھیجا میں بھی آج حاضر ہوں مجھے بھی قبول فرمالیجئے اور مجھے بھی دین کے لئے آپ یہاں سے رخصت فرمائیے تا کہ میں جاؤں اور دین کا کام کروں تو یہ دعائیں مانگیں پھر دیکھیں اللہ رب العزت کی کیا رحمتیں ہوتی ہیں کیا اللہ کا کرم ہوتا ہے چنانچہ ایک شاعر یہاں حاضر ہوئے تو انہوں نے یہاں آکر ایک عجیب بات کہی، فرماتے ہیں۔

سوچتا ہوں میں تب جنم لیتا
جانے پھر کیا سے کیا ہوا ہوتا

چاند ہوتا تیرے زمانے کا
تیرے ہاتھوں سے میں بٹا ہوتا

میں آپ کے زمانہ کا چاند ہوتا اور آپ کی انگلی کے اشارے سے دوٹکڑے ہوا ہوتا۔

چاند ہوتا تیرے زمانے کا
حکم سے تیرے میں بٹا ہوتا
پانی ہوتا وہاں کے چشموں کا
تیرے قدموں پہ بہہ گیا ہوتا
ٹکڑا ہوتا میں ایک بادل کا
ساتھ تیرے میں گھومتا ہوتا
پیڑ ہوتا کھجور کا کوئی
جس کا پھل تو نے کھا لیا ہوتا
تیرے حجرے کے آس پاس کہیں
میں کوئی کچا راستہ ہوتا
خاک ہوتا میں تیری گلیوں کی
تیرے پاؤں کو چومتا ہوتا

میں آپ کی گلیوں کی خاک ہوتا اور آپ چلتے تو میں آپ کے پاؤں کو بوسہ دیتا اللہ اکبر، اللہ رب العزت ہمیں بھی ایسی محبت کے ساتھ حاضری کی توفیق عطا فرمائے۔

وہ جو شیریں سخنی ہے میرے مکی مدنی
تیرے ہونٹوں سے چھنی ہے میرے مکی مدنی
تیرا پھیلاؤ بہت ہے تیرا قامت ہے بلند

تیری چھاؤں بھی گھنی ہے میرے مکی مدنی
نسل در نسل تیری ذات کے مقروض ہیں ہم
تو غنی ابن غنی ہے میرے مکی مدنی

تو نبی ﷺ کی خدمت میں ہم صلوٰۃ وسلام محبت کے ساتھ جا کر پڑھیں اللہ تعالی ہماری اس حاضری کو قبول فرمائیں۔آمین،

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمین

## مناجات

اپنے دامان شفاعت میں چھپائے رکھنا
میرے سرکار میری بات بنائے رکھنا
میں نے مانا کہ گنہگار ہوں پر آپ کا ہوں
اس گنہگار سے سرکار نبھائے رکھنا
ذرۂ خاک کو خورشید بنانے والے
خاک ہوں میں مجھے قدموں سے لگائے رکھنا

﴿لَقَدْمَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْبَعَثَ فِيهِمْ رَسُوْلاً﴾

# انتخابِ لاجواب

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

# فہرست عناوین

اَللّٰہ اَللّٰہ اَللّٰہ

# اقتبــــاس

جب اللہ تعالیٰ کسی کے بارے میں فرمائیں

﴿وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ﴾ اے میرے محبوب ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کیا تو ان کے ذکر کی بلندی کا کیا حال ہوگا، ہماری زبانیں قاصر ہیں ان کی تعریف کرنے سے ایڑی چوٹی کا زور لگالیں ہم تعریف نہیں کر سکتے، چنانچہ ایک عربی شاعر نے نبی علیہ السلام کی منقبت پر چالیس ہزار اشعار لکھے اور چالیس ہزار اشعار لکھنے کے بعد اسنے آخری اشعار یہ لکھے جن کا ترجمہ ہے

تھکی ہے فکر رساں اور مدح باقی ہے

قلم ہے آبلہ پا اور مدح باقی ہے

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے

تمام عمر لکھا اور مدح باقی ہے

﴿ازافادات﴾

حضرت مولانا پیر

**حافظ ذوالفقار احمد صاحب**

نقشبندی مجددی زید مجدہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله و كفى و سلام على عباده الذين اصطفى اما بعد

اعوذبالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

﴿لَقَدْمَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْبَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً﴾

سبحان ربک رب العزت عمايصفون وسلام على المرسلين

والحمدلله رب العلمين

اللهم صلى على سيدنامحمدوعلى آل سيدنامحمدوبارک وسلم

اللهم صلى على سيدنامحمدوعلى آل سيدنامحمدوبارک وسلم

اللهم صلى على سيدنامحمدوعلى آل سيدنامحمدوبارک وسلم

# انسان کو نعمتوں سے نوازا گیا

اللہ رب العزت نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے انسان کی ذات میں دیکھیں تو انسان کو اللہ رب العزت نے بینائی عطا کی، گویائی عطا کی، سماعت عطا کی، دل دماغ عطا کیا، اللہ رب العزت نے عقل کے نور سے نوازا مگران میں سے کسی نعمت پر اللہ نے احسان نہیں جتلایا۔

پھر انسان کے لئے اللہ رب العزت نے کھانے کے پینے کی چیزیں بنائیں، سبزیاں دیکھیں، ان کی انواع واقسام انسان کو حیران کردیتی ہیں پھل دیکھیں تو قسم قسم کے، مشروبات دیکھیں تو حیران کن حدتک، مگران نعمتوں میں سے کسی پر احسان نہیں جتلایا۔

پھر اللہ تعالی نے انسان کے رہنے کے لئے زمین کے اندرسب خزانے رکھ دئے لوہا زمین سے نکلتا ہے لکڑی جن درختوں سے لیتے ہیں وہ زمین سے نکلتے ہیں ماربل زمین سے نکلتا ہے شیشہ کی کورزمین سے نکلتی ہے ہمارے رہنے سہنے کی جو بھی ضروریات ہیں وہ سب زمین سے وابستہ ہیں مگر اللہ نے ان پر بھی احسان

نہیں جتلایا پھر اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے ہوا کو بنایا پانی کو بنایا سورج اور چاند کے نظام کو بنایا یہ پوری کائنات اللہ نے انسان کے لئے سجائی مگر ان میں سے کسی نعمت پر احسان نہیں جتلایا۔

## ایک عظیم نعمت

ایک نعمت اللہ نے ایسی دی کہ دینے والے کو بھی دے کر مزہ آیا اور اسنے بھی احسان جتلایا، کیا فرمایا؟ ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ تحقیق اللہ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا ﴿اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا﴾ کہ ان میں اپنے رسول کو مبعوث فرمادیا تو نبی ﷺ اتنی بڑی نعمت کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں واضح الفاظ کے ساتھ احسان جتلایا ہے یہ نعمت بھی تو ایسی خاص نعمت ہے سبحان اللہ واقعی ہم نبی ﷺ کی کما حقہ تعریف کر ہی نہیں سکتے اسلئے کہ ان کی تعریفیں خود رب کریم نے قرآن مجید میں فرمائی جب اللہ تعالیٰ کسی کے بارے میں فرمائیں ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ اے میرے محبوب ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کیا تو ان کے ذکر کی بلندی کا کیا حال ہوگا، ہماری زبانیں قاصر ہیں ان کی تعریف کرنے سے ایڑی چوٹی کا زور لگالیں ہم تعریف نہیں کر سکتے، چنانچہ ایک عربی شاعر نے نبی ﷺ کی منقبت پر چالیس ہزار اشعار لکھے اور چالیس ہزار اشعار لکھنے کے بعد اسنے آخری اشعار یہ لکھے جن کا ترجمہ ہے

تھکی ہے فکر رساں اور مدح باقی ہے
قلم ہے آبلہ پا اور مدح باقی ہے
ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
تمام عمر لکھا اور مدح باقی ہے

عمریں گذر گئیں لیکن نبی ﷺ کی وہ تعریف نہ کر سکے، چنانچہ کہنے والے نے کہا

**یا صاحب الجمال و یا سید البشر**

من وجهک المنیر لقد نور القمر
لایمکن الثناء کما کان حقه
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کہ آپ کی تعریف کا احاطہ ہم کر ہی نہیں سکتے بس اتنی ہی بات ہے کہ اللہ کے بعد آپ ہی کا مرتبہ ہے یہی بات جو ہم آخر میں کر سکتے ہیں

وہ ہیں بیشک بشر لیکن تشہد میں اذانوں میں
جہاں دیکھو خدا کے نام کے بعد انکا نام آئے

اللہ اکبر کبیرا، چنانچہ حضرت مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے النبی الخاتم ایک کتاب لکھی اور اسمیں چار سو پچاس عنوانات لکھے اور نبی ﷺ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا میں جو آیا وہ جانے کے لئے آیا اور چلا گیا لیکن ایک ایسا آیا کہ وہ آیا اور آتا ہی چلا گیا، اللہ اکبر کبیرا، اسمیں کوئی شک نہیں

لاکھ ستارے ہر طرف ظلمتِ شب جہاں جہاں
اک طلوع آفتاب دشت و نگر شہر شہر

اقبال سہیل نے لکھا ہے نبی ﷺ کے بارے میں

کتاب فطرت کے سرورق پر جو نام احمد رقم نہ ہوتا
تو نقش ہستی ابھر نہ سکتا وجود لوح و قلم نہ ہوتا
نہ روئے حق سے نقاب اٹھتا نہ ظلمتوں سے حجاب اٹھتا
فروغ بخش نگاہ عرفاں اگر چراغ حرم نہ ہوتا

حضرت نانوتویؒ نے نبی علیہ السلام کی منقبت میں لکھا

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے نقش روئے محمد بنایا گیا
پھر اسی نقش سے مانگ کر روشنی بزم کون و مکاں کو سجایا گیا
وہ محمد بھی احمد بھی محمود بھی حسن مطلق کا شاہد بھی مشہود بھی
علم حکمت میں وہ غیر محدود بھی ظاہرا امیوں میں اٹھایا گیا

ایک اور شاعر نے لکھا

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آب گینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
شوکت سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فخر جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب
تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے
علم غیاب و جستجو عشق حضور و اضطراب

قریب کے زمانے میں حضرت نفیس شاہ صاحبؒ ایک عاشق رسول تھے انہوں نے نبی علیہ السلام کی شان میں عجیب بات لکھی فرماتے ہیں

اے رسول امیں خاتم المرسلیں
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقیں
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں
بزم کونین پہلے سجائی گئی
پھر تیری ذات منظر پہ لائی گئی
سید الاولیں سید الآخریں
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں
دست قدرت نے ایسا بنایا تجھے
جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں اے ابد کے حسیں
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں
تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا
اس زمیں میں ہوا آسماں میں ہوا

کیا عرب کیا عجم سب ہیں زیر نگیں
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں
کوئی بتلائے کیسے سراپا لکھوں
کوئی ہے وہ کہ میں جس کو تجھ سا کہوں
توبہ توبہ نہیں کوئی تجھ سا نہیں
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

کہنے والوں نے یہاں تک آکر کہا۔

ہزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

کہ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ اگر ہزار بار میں اپنے منہ کو مشک اور گلاب سے دھولوں پھر بھی آپ کا نام لینا میرے لئے بے ادبی ہی ہے اللہ اکبر

# ایک نکتہ

اب یہاں پر ایک نکتہ سمجھانا ہے مثال سمجھئے کہ اگر ایک ماں بہت امیر ہے اور وہ اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتی ہے اور اسکے لئے جہیز بنا رہی ہے تو اسکی کوشش یہی ہوتی ہے کہ ایک ایک چیز جہیز کی سب سے اعلی ہو جتنی اعلی ممکن ہے اتنی اعلی چیز خریدو چونکہ اسکے پاس پیسے کی تو کمی نہیں اور محبت بھی بہت ہے لہذا محبت اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ محبوب کی ہر چیز اپنی کوالیٹی میں سب سے اعلی ہونی چاہیئے اگر یہ بات سمجھ میں آگئی تو پھر سوچئے کہ ماں اپنی اولاد کے لئے جب کوئی چیز چنتی ہے تو ایک ایک چیز سے پتہ چلتا ہے کہ واقعی اس نے ہر ہر چیز بہترین چنی نبی علیہ الصلاۃ والسلام اللہ رب العزت کے محبوب لہذا اللہ رب العزت نے نبی ﷺ کو ایک ایک چیز چن کر عطا فرمائی اس نکتہ پر ذرا غور کیجئے،

ایک تو نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے اپنی ذات کے فضائل ہیں یقیناً وہ تو بہترین

ہی ہیں، آپ کی ہر ہر چیز میں اللہ رب العزت نے انتخاب لاجواب فرمایا، بہترین چیز کو چنا، چنانچہ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو دنیا میں بھیجنا تھا تو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا کہ کوئی اسکے لئے درخواست دے، دعا کرے اور دعا کرنے کے لئے ابوالانبیاء ابراھیم خلیل اللہ کو چنا،

## ابوالانبیاء کے چار امتحان

(۱)...... پہلے ان کو چار امتحانوں میں آزمایا، ان سے ایک امتحان یہ لیا کہ خود ان کو آگ میں کودنا پڑا،

(۲)...... دوسرا امتحان یہ کہ اپنی بیوی کو ﴿بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ﴾ میں چھوڑنا پڑا،

(۳)...... تیسرا امتحان یہ کہ اپنے بچے کو اپنے ہاتھوں سے اللہ کے نام پر ذبح کرنا پڑا،

(۴)...... چوتھا اللہ کے گھر کو تعمیر کرنا پڑا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَاِذِ ابْتَلٰى اِبْرَاهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ﴾ اور یاد کرو اس وقت کو جب آزمایا ابراھیم کے پروردگار نے اس کو چند باتوں میں اور وہ سینٹ پرسینٹ کامیاب ہو گئے فرمایا ﴿قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا﴾ اے ابراھیم میں تجھے انسانوں کا امام بناتا ہوں، سبحان اللہ امامت کا منصب اللہ نے عطا فرمایا چنانچہ جب اللہ کا گھر بنا کر فارغ ہوئے تو رب کریم نے فرمایا میرے ابراھیم مجھ سے دعا مانگو، جو مانگنا چاہو مانگو، ہم تو دنیا میں مزدور کو طے شدہ مزدوری دیتے ہیں اسلئے کہ جیب میں پیسے تھوڑے ہوتے ہیں، اللہ نے فرمایا تم نے کام کرلیا اب جو مانگنا چاہو مانگو، جو مانگو گے ہم تمہیں دیں گے، تو مانگنے والے نے بھی مانگنے کا حق ادا کر دیا۔

## سیدنا ابراھیمؑ کی دعا

کہا اللہ میں تجھ سے مال نہیں مانگتا، میں دنیا کا جاہ وجلال نہیں مانگتا، میں تجھ سے اور کوئی منال نہیں مانگتا..... تو میرے ابراھیم! مجھ سے کیا مانگتے ہو؟ اے رب کریم! میں آپ سے آمنہ کا لال مانگتا ہوں، ابراھیم علیہ السلام نے بھی وہ نعمت مانگی جو اللہ کے خزانے میں بس ایک تھی دوسری نعمت ایسی تھی ہی نہیں، سبحان اللہ ابراھیم علیہ الصلاۃ والسلام نے دو دعا مانگی ایک دعا مانگنے پر ان کو اسماعیل علیہ السلام ملے یہ "اسماعیل" عبرانی زبان کا لفظ ہے اسمع کا مطلب ہوتا ہے سن لے، اور 'عیل' کا مطلب ہوتا ہے اے اللہ! تو اسماعیل کا مطلب ہوا "اے اللہ سن" ، یہ ان کا نام رکھا تو ایک دعا مانگنے پر اسمعیل ملے اور دوسری دعا مانگنے پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ملے اب ذرا غور کیجئے ایک دعا مانگنے پر اللہ نے محبّ عطا کر دیا اتنی محبت کہ چھوٹی عمر میں اللہ کے نام پر قربان ہونے کو تیار، والد پوچھتے ہیں میں نے خواب دیکھا، بیٹا جواب دیتا ہے ﴿يَآبَتِ افْعَلْ مَاتُؤْمَرُ﴾ ابا جان کر گذرئے جس کا حکم ہوا ﴿سَتَجِدُنِىٓ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ یہ بات محبّ ہی کرسکتا ہے اللہ کے نام پر قربان ہونا، تو پہلی دعا مانگی تو اللہ نے اپنا محبّ عطا فرمادیا اور دوسری مرتبہ دعا مانگی تو اللہ نے اپنا محبوب عطا فرمادیا، ایک اسمعیل ذبیح اللہ اور دوسرے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ایک دعا مانگی تو اللہ نے زمزم والا عطا فرمادیا اور دوسری دعا مانگی تو اللہ نے کوثر والا عطا فرمادیا، ایک ذبیح اللہ اور دوسرے حبیب اللہ، اللہ تیری دین بھی کتنی بڑی ہے۔

ابراھیم کے لفظی معنی ہیں بزرگی والے، تو اللہ تعالی نے بزرگی والے نبی کو چنا جن کی پشت میں سے ہزاروں انبیاء پیدا ہوئے، انہوں نے دعا مانگی ﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا﴾ اے اللہ! ان میں اپنے رسول کو مبعوث فرمادیجئے، چنانچہ اللہ رب العزت نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو مبعوث فرمایا اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ میں ابراھیم خلیل اللہ کی دعا کی قبولیت بن کر دنیا میں آیا۔

پھر اسکے بعد دیکھئے کہ جب زمانہ قریب کا ہو گیا تو پھر دوبارہ اطلاع دی جاتی

ہے جیسے ایک تو ہوتی ہے اذان کہ وقت ہو چکا تیاری کرو اور جب جماعت کھڑی ہونے لگ جاتی ہے تو پھر اقامت کہی جاتی ہے تو اقامت کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ وقت قریب ہے تو اللہ نے ایک تو ابراھیم علیہ السلام سے دعا منگوائی اور فرمایا کہ اچھا میں اپنے رسول کو بھیجوں گا اور جب زمانہ قریب ہوا تو اللہ نے پھر اعلان کروایا اور اعلان کرنے کے لئے روح اللہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو چنا انہوں نے آکر کہا کہ میرے بعد ایک رسول آئیں گے جن کا نام احمد ہوگا ﴿وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْ بَعْدِيْ اسْمُهٗ اَحْمَدُ﴾ انہوں نے آکر اعلان کیا، اللہ کی شان دیکھیں کہ اعلان کرنے والا عام طور پر جب اسٹیج پر اعلان کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں اب میں آپ کے اور انکے درمیان حائل ہونا نہیں چاہتا تو اسکو جلدی ہوتی ہے اللہ نے بھی جلدی ایسی کروائی کہ باپ کا بھی انتظار نہ کیا بن باپ کے بھیج دیا اور پھر ایسا جلدی دنیا سے بلا لیا کہ موت کا بھی انتظار نہ کیا، آسمان پر اٹھا لیا اب میں آپ کے اور ان کے درمیان حائل نہیں ہونا چاہتا اور پھر آخر میں جب بیان ختم ہوتا ہے تو پھر وہی اسٹیج والے صاحب آکر پوری بات کا اختتام کرتے ہیں اللہ نے بھی فرما دیا کہ میرے محبوب آپ دنیا سے ہو کر جائیں گے تو میں بعد میں اس اعلان کرنے والے کو پھر آپ کی امت میں بھیج دوں گا وہ آکر پھر آپ کی شریعت کو دنیا میں نافذ کریں گے تو دیکھئے دعا مانگی ابراھیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام نے اور اعلان کیا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے۔

## زبان کا انتخاب

پھر اسکے بعد اللہ رب العزت نے اپنے حبیب کو دنیا میں بھیجا، نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی ایک ایک چیز پر غور کریں تو سب سے اعلیٰ نظر آئے گی، مثلاً آپ کی زبان مبارک پر غور کریں تو دنیا میں سینکڑوں زبانیں تھیں عبرانی بھی تھی سریانی بھی تھی ہندی بھی تھی اور بھی زبانیں تھیں مگر اللہ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ

کو عربی زبان عطا فرمائی، دنیا کی تمام زبانوں میں سب سے اعلیٰ عربی زبان ہے معانی و مفہوم میں بھی سب سے اعلیٰ، اب دیکھیں نماز پڑھنی ہو تو کہنا پڑتا ہے انگریزی زبان میں Offer Yur Preyer تو تین لفظ لگے اردو زبان میں کہنا ہو جو عربی کے قریب ہے تو دو لفظ بولنے پڑتے ہیں کہ 'نماز پڑھ' اور اگر عربی میں کہنا ہو تو ''صل'' صرف ایک لفظ، واہ میرے مولیٰ کیسی زبان ہے جامعیت ہے تھوڑے لفظوں میں زیادہ مفہوم ادا ہو جاتا ہے فصاحت ہے اور بلاغت ہے فصاحت اور بلاغت کسے کہتے ہیں؟

سمجھ میں صاف آجائے فصاحت اسکو کہتے ہیں
اثر ہو سننے والے پر بلاغت اسکو کہتے ہیں

تو فصاحت بھی ہے اور بلاغت بھی ہے اسی لئے عربوں کو اتنا ناز تھا کہ وہ اپنے کو عرب اور دوسروں کو عجم کہتے تھے معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ نے جو زبان عطا کی وہ بہترین زبان ہے قرآن بھی اسی زبان میں بھیجا اور پھر جنت میں بھی وہی زبان بنائی، جنت میں اللہ کے فضل سے سب کے سب عربی زبان جاننے والے ہوں گے،

سنا ہے وہاں ہوگی بولی عرب کی
مگر ہم نے سیکھی ہے انگلش غضب کی

تو جنت میں سب ماشاء اللہ عربی بولیں گے تو زبان کے نقطہ نظر سے محسوس ہوا کہ بہترین زبان اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمائی۔

## شہر کا انتخاب

اب جگہ کو دیکھ لیجئے کہ اللہ رب العزت نے کس جگہ اپنے پیارے حبیب کو بھیجا مکہ مکرمہ، جہاں یران اول بیت وضع للناس سب سے پہلا گھر جو عبادت کی نیت سے بنایا گیا وہ بیت اللہ ہے اول عالم، وسط عالم چنانچہ ابن عباسؓ

فرمایا کرتے تھے کہ لوگو! تم وسط عالم میں ہو، واقعی ایسا ہی ہے دنیا کے نقشہ کو پھیلا کر دیکھ لیجئے بالکل جزیرۂ عرب آپ کو وسط میں نظر آئے گا، تو اول عالم، وسط عالم، مرکز عالم سے اللہ رب العزت نے اپنے حبیب کو پیدا فرمایا، جیسے پانی میں کنکری کو درمیان میں ڈالیں تو پھر چاروں طرف ایک جیسی لہریں اٹھتی ہیں اور ایک وقت میں کناروں پر جا پہنچتی ہیں، اللہ نے بھی اپنے محبوب کو ایسی جگہ بھیجا کہ میرے محبوب آپ یہاں سے دعوت کا آغاز کریں گے اور یہ دعوت ایک وقت میں دنیا کے ہر کونے تک پہنچ جائے گی، اللہ تعالی چاہتے تو بیت المقدس میں بھی پیدا فرما سکتے تھے یا بلاد شام میں سے کسی اور جگہ پیدا کر سکتے تھے جیسے ابراھیم علیہ السلام عراق میں تھے مگر نہیں اللہ نے مرکز عالم کو پسند کیا تو جگہ کے حساب سے دیکھیں تو بہترین جگہ اللہ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو عطا فرمائی۔

## قبیلہ کا انتخاب

پھر اسکے بعد قبیلہ کو دیکھیں، آج کئی لوگ بزرگی پاتے ہیں لیکن اگر ان کا قبیلہ دیکھیں تو اتنا اونچا نہیں ہوتا مگر اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو اس میں بھی شان عطا فرمائی، اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں چوالیس قبیلہ تھے بنو ثقیف، بنو نظیر، بنو خزرج، بکر بن وائل یہ سب قبائل تھے لیکن ایک قبیلہ تھا قریش، قریش کا لفظ 'قرش' سے بنا ہے قریش کہتے ہیں وہ جگہ جو حرکت نہ کرے تو مستقل مزاجی کی وجہ سے ان کو قریش کہا جاتا تھا مستحکم قبیلہ تھا تو تمام قبائل میں جو سب سے مستحکم، سب سے زیادہ عزت واکرام والا اور فضیلت والا جو قبیلہ تھا اس قبیلہ کو اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کے لئے پسند فرمایا، کوئی قبیلہ کے نام پر بھی انگلی نہیں اٹھا سکتا کہ یہ قبیلہ ہوتا تو زیادہ اچھا ہوتا اس سے اچھا قبیلہ کوئی تھا ہی نہیں، ہر ہر چیز پر آپ نظر دوڑاتے جائیں ہر چیز بہترین نظر آئے گی، زبان بہترین، جگہ بہترین ،قبیلہ بہترین، پھر اس قبیلہ کی آگے ایک شاخ بنو ہاشم تھی، اتنے مہمان نواز تھے کہ

کہا جاتا تھا کہ یہ تو آسمان پر اڑنے والے پرندوں کے بھی مہمان نواز ہیں یعنی اتنی مہمان نوازی کرتے ہیں کہ بچا کچا کھانا آسمان کے پرندوں کو کھلا دیتے ہیں ایسی مہمان نوازی کرتے تھے۔

## ایک اور عطا

پھر دیکھئے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے دادا عبدالمطلب تھے ان کا نام شیبہ تھا، انتہائی خوبصورت تھے مگر جب پیدا ہوئے تو سر کے اندر بالوں کی ایک لٹ سفید سی تھی اب سفید بال چونکہ بوڑھوں کے ہوتے ہیں اسلئے ان کا نام شیبہ پڑ گیا، اللہ کی شان دیکھیں کہ وہ لڑکپن میں یتیم ہو گئے تو آپ کی والدہ مدینہ طیبہ سے تھیں وہ ان کو لے کر مدینہ طیبہ چلی گئیں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں ایک حارثی شخص نے دیکھا کہ چند نوجوان تیر اندازی کر رہے ہیں مگر ان میں سے ایک نوجوان ہے جس کا تیر ٹھیک نشانہ پر لگتا ہے اور تیر مارنے کے بعد وہ بڑی خوشی کے انداز میں آ کر کہتا ہے کہ میں قریش کی اولاد میں سے ہوں میرا تیر نشانہ پر جا کر لگے یہی بات مجھے بجتی ہے، اس نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا گیا کہ یہ فلاں قبیلہ کا بچہ ہے، اپنی ماں کے ساتھ غربت کی زندگی گذار رہا ہے، وہ مطلب کے دوست تھے وہ واپس آئے تو انہوں نے آ کر مطلب کو کہا کہ تمہارا بھتیجہ اور اس کا یہ حال کہ وہ غربت میں رہ رہا ہے اور تم اپنے علاقہ میں سردار کہلاتے ہو اتنی بھی تمہارے اندر انسانیت نہیں کہ تم اسکو اپنے پاس پالتے، مطلب نے کہا کہ جب تک میں اسکو لے کر نہیں آؤں گا میں چین سے نہیں بیٹھوں گا چنانچہ اسی وقت مدینہ گئے اسکی والدہ کو کہا، والدہ نے ابتداء میں انکار کیا مگر دوسروں نے سمجھایا کہ تو اکیلی پرورش نہیں کر سکے گی، غربت کی وجہ سے بچے کی صلاحیتیں اجاگر نہیں ہوں گی وہ بڑا قبیلہ ہے، بڑا خاندان ہے اگر ادھر بھیج دوگی تو کل یہ بچہ تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک بنے گا چنانچہ ماں نے دعاؤں سے رخصت کر دیا، چچا اپنے بھتیجے کو اپنے پیچھے بٹھا کر لائے بھتیجے کے کپڑے راستے کے

گرد و غبار کی وجہ سے میلے کچیلے تھے، جب لوگوں نے دیکھا کہ مطلب اپنے پیچھے ایک بچے کو بٹھا کر لا رہا ہے تو انہوں نے عام دستور کے مطابق سمجھا کہ وہ اپنے لئے کہیں سے غلام لے کر آرہا ہے چنانچہ ان کا نام عبدالمطلب (مطلب کا غلام) پڑ گیا، مکہ میں رہنا شروع کر دیا مگر اللہ نے ان کو خداداد صلاحیتیں دی تھیں، معاملہ فہمی، قوت ارادی، حسن اخلاق، ہمدردی یہ تمام صفات ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں چنانچہ جب عبدالمطلب اپنی جوانی کو پہنچے تو قبیلہ کے سب لوگوں نے کہا کہ ہمیں اس جیسا کوئی دوسرا آدمی پورے قبیلہ میں نظر نہیں آتا لہذا بہتر یہ ہے کہ ہم اسکو اپنا امیر بنائیں اور بیت اللہ کی کنجی ہم اسکے حوالہ کر دیں، عبدالمطلب بیت اللہ کے والی اور کنجی بردار بن گئے تو اللہ تعالی نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے دادا بھی وہ چنے جو بیت اللہ کے والی اور کنجی بردار تھے سبحان اللہ یہ بھی عزت اور شرف کی بات ہے آپ کسی اور قبیلہ میں پیدا ہوتے اور بیت اللہ کا والی کوئی اور ہوتا تو وہ کہتا کہ ہم شرف میں بڑھ گئے، اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کو ہر ہر چیز ایسی دی کہ کوئی شرف میں اس سے اعلی کا دعوی کر ہی نہیں سکتا، جو ملی سب سے اعلی چیز ملی۔

## والد ماجد کا انتخاب

چنانچہ دادا عبدالمطلب تھے پھر اس دادا کے بارہ بیٹے تھے تو بارہ بیٹوں میں سے کسی کے یہاں بھی نبی ﷺ کی ولادت ہو سکتی تھی لیکن نہیں ان میں سے بعض کے نام بتوں پر تھے ایک چچا کا نام عبدالعزی تھا جسے ہم ابولہب کہتے ہیں، ایک کا نام عبدالشمس تھا، ایک کا نام عبدالحارث تھا، ایک کا نام تھا نوفل (سخت جگہ) ایک کا نام تھا حمزہ (لمبی جگہ) ایک کا نام تھا عباس (پتھریلی جگہ) اب یہ چچاؤں کے نام تھے تو اگر ان میں سے کسی کے یہاں ولادت ہوتی تو کوئی بندہ کہتا دیکھو نام کیا تھا، نہیں اللہ نے بارہ بیٹوں میں سے ایک بیٹے کو چنا جس کا نام عبداللہ تھا، اللہ کا بندہ

،اب کوئی یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ آپ کے والد کے نام کے ساتھ کسی بت کا نام لگا ہوا تھا، عبداللہ کو چنا، عبداللہ بھی اپنے والد کی طرح انتہائی خوبصورت تھے، چہرے پر نور چمکتا تھا۔

ایک نصرانی عورت تھی اس نے کچھ نشانیاں سنی ہوئی تھیں تو اس نے جب حضرت عبداللہ کو دیکھا تو خود پیش کش کی کہ آپ مجھ سے نکاح کر لیجئے حضرت عبداللہ نے انکار کر دیا وہ کہنے لگی کہ اگر آپ نکاح نہیں کرتے تو ویسے ہی مجھے اپنے پاس رکھ لیجئے میرے ساتھ ویسے ہی تعلقات قائم کر لیجئے تو حضرت عبداللہ اس وقت جوان تھے فرمایا نہیں میں کوئی کام ایسا نہیں کرنا چاہتا کہ جس کی وجہ سے مجھے شرمندگی ہو

## فطری عفت

نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں ان ماں اور باپ کے ذریعہ سے منتقل ہوتا رہا کہ آدم علیہ السلام سے لے کر مجھ تک درمیان میں کوئی ایک بھی کبھی زنا کا مرتکب نہیں ہوا تو دیکھئے اللہ نے اپنے حبیب کو جو والد دئے ان کا نام عبداللہ تھا، وہ ذبیح اللہ تھے، وہ کیسے؟ اس طرح کہ عبدالمطلب نے دعا مانگی تھی کہ اگر بارہ بیٹے ہوئے تو ایک کو اللہ کے نام پر قربان کروں گا جب انہوں نے قرعہ ڈالا تو بارہ بیٹوں میں سے عبداللہ کا نام نکلا، اب ہر ایک نے کہا کہ اتنے چاند سے بچے کو تم ذبح نہ کرو، انہوں نے کہا تو کیا کروں نذر پوری کرنی ہے، کہا کہ اسکے بدلے اونٹ ذبح کر دو، اب عبداللہ کو ذبح کروں یا دس اونٹ کو؟ تو عبداللہ کا نام نکلا، پھر قرعہ ڈالا کہ عبداللہ کو ذبح کروں یا بیس اونٹ؟ پھر عبداللہ کا نام نکلا، ایسا کرتے کرتے جب سو اونٹوں کے ساتھ قرعہ ڈالا تو اب اونٹوں کا نام نکلا چنانچہ عبدالمطلب نے سو اونٹوں کو ذبح کیا اور عبداللہ کو ذبیح اللہ کہا جانے لگا، چنانچہ ایک اعرابی شخص نے نبی ﷺ کو آکر کہا کہ ابن الذبیحین اے دو ذبح ہونے والوں کے بیٹے! تو نبی ﷺ مسکرائے اور فرمایا ہاں میرے والد عبداللہ بھی ذبیح تھے اور اسماعیل علیہ السلام بھی ذبیح اللہ

تھے میں ان کی اولاد میں سے ہوں تو دیکھئے بہترین دادا، بہترین والد۔

## ماں کا انتخاب

پھر اللہ نے ماں کے لئے کن کو منتخب کیا؟ بہت سارے قبیلے تھے بہت ساری لڑکیاں تھیں، ایک لڑکی کا نام خنساء تھا لیکن خنساء کہتے ہیں موٹی شکل والی عورت کو، ایک لڑکی کا نام حربہ تھا یعنی لڑنے والی اس طرح کے ناموں والی کئی عورتیں تھیں مگر اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے لئے ایسی خاتون کو پسند کیا جس کا نام تھا' آمنہ' امانت والی، یہ اللہ کی امانت اسکے پاس رہنی تھی تو اسکے لئے پھر امانت والی بندی ہونی چاہئے تھی سبحان اللہ کیا نام پسند کیا، اتنا خوبصورت نام کہ جس میں برکتیں اور رحمتیں ہیں، امانت والی تھیں، ان کے اندر اتنی اچھی صفات تھیں کہ پورا قبیلہ اس بچی کے حسن اخلاق پر ان کی تعریفیں کیا کرتا تھا، کہتے ہیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ایک خاتون سے شادی کی ایک مرتبہ ابراھیم علیہ السلام ملنے کے لئے آئے اسماعیل علیہ السلام کہیں تشریف لے گئے تھے، اہلیہ گھر پر تھیں تو ابراھیم علیہ السلام نے خیریت کے بارے میں پوچھا، کہنے لگیں کہ ہاں ٹھیک ہے بس خرچ میں اور کھانے پینے میں تنگی ہے، یعنی اس نے چند لفظ ناشکری کے کہے ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا جب خاوند آئے تو اسے کہنا کہ اپنی چوکھٹ بدل دے جب اسماعیل علیہ السلام واپس آئے تو اس نے بتایا کہ ایسے ایسے ایک صاحب ملنے کے لئے آئے تھے اور یہ کہہ گئے ہیں انہوں نے کہا وہ تو میرے والد تھے اور چوکھٹ بدلنے کا مطلب یہ تھا کہ یہ بیوی تمہارے لئے مناسب نہیں، تم دوسری بیوی کا انتظام کرلو چنانچہ انہوں نے دوسرا نکاح کرلیا اور اس عورت کو فارغ کردیا پھر کچھ عرصہ بعد دوبارہ آنا ہوا دوسری بیوی سے پوچھا اس نے کہا کہ الحمد للہ میرے خاوند اتنے نیک ہیں اتنے اچھے ہیں متقی ہیں پرہیزگار ہیں اچھے اخلاق والے ہیں، بڑی تعریفیں کیں، ابراھیم علیہ السلام نے کہا کہ جب تمہارا خاوند آئے تو کہنا کہ تم اسکی حفاظت

کرنا یہ چوکھٹ تمہاری بالکل ٹھیک ہے اسماعیل علیہ السلام نے آکر پوچھا تو عورت نے ماجرا سنایا تو اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ میرے والد تھے اور مجھے یہ کہہ گئے کہ تمہاری یہ بیوی اچھی ہے تم اسے عزت وقدر سے رکھو، اب یہاں پر مؤرخین نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی عورت کو کیوں طلاق دلوائی؟ اور دوسری عورت سے نکاح کیوں کروایا؟ اسلئے کہ پہلی عورت نے ناشکری کے الفاظ کہے تھے اللہ رب العزت نے یہ بھی پسند نہ کیا کہ میرے محبوب کا جو معاملہ نسل در نسل آگے چلے گا تو درمیان میں ایک بھی عورت ایسی نہ ہو جو اللہ کی ناشکری کے لفظ کہنے والی ہو۔

تو نبی ﷺ کی والدہ آمنہ تھیں (امانت والی) اور واقعی اللہ کی امانت ان کے پاس آنی تھی۔

اسلئے کہتے ہیں کہ ہجرت کے سفر میں نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ کے پاس لوگوں کی امانتیں رکھوادیں تھیں اللہ نے حضرت علی کو پسند فرمایا لوگوں کی امانتیں ان تک پہنچانے کے لئے اور صدیق اکبر کو پسند فرمایا اپنی امانت کو مدینہ پہنچانے کے لئے کہ صدیق میری امانت کو تم مکہ سے مدینہ پہنچادینا، تو والدہ کا نام آمنہ پسند فرمایا۔

## نام مبارک کا انتخاب

پھر آگے دیکھئے کہ نبی ﷺ کا نام نامی اسم گرامی سب سے بہترین ہے آپ کا نام قرآن مجید میں احمد ہے، احمد کا مطلب وہ ہستی جس نے اللہ رب العزت کی اتنی تعریفیں کی ہوں کہ پوری مخلوق میں کسی نے اتنی تعریفیں نہ کیں ہوں اور واقعی یہ شان نبی ﷺ کی تھی، اور محمد اسکا مطلب وہ ہستی کہ جس کی تعریفیں اتنی کی گئی ہوں کہ مخلوق میں سے کسی کی اتنی تعریفیں نہ کی گئی ہوں تو آپ احمد بھی اور محمد بھی، دونوں نام آپ پر سچ اور فٹ بیٹھتے ہیں، تو نام بھی بہترین اور اایسا نام کبھی پہلے رکھا بھی نہیں گیا، تو نبی ﷺ کی زبان عربی سب سے بہترین، آپ کی ولادت جس

جگہ ہوئی وہ جگہ ام القری دنیا میں سب سے بہترین جگہ، آپ جس قبیلہ میں تشریف لائے وہ قبیلہ بہترین، جس شاخ بنو ہاشم میں آئے وہ شاخ بہترین، آپ کے دادا بہترین، آپ کے والد عبداللہ بھائیوں میں سب سے بہترین اور پھر آپ کی والدہ آمنہ، کیسا بہترین نام وہ کس قبیلہ سے تھیں؟ بنوزہرہ میں سے تھیں، بنوثقیف میں سے ہوتی تو اسکا مطلب ہوتا ہے شاخوں والا، بنونظیر کانٹوں والا اور بنوزہرہ تروتازگی والا، نام مبارک پر غور کریں تو دیکھئے آدم علیہ السلام اسکا مطلب گندم گوں، نوح علیہ السلام نوحہ کرنے والا، زکریا علیہ السلام سبق والا، ادریس علیہ السلام درس والا، یوسف علیہ السلام افسوس والا، یعقوب علیہ السلام بعد میں آنے والا، موسی علیہ السلام پانی سے نکالا ہوا، عیسی علیہ السلام سیاحت والا، تو تمام انبیاء کے نام اعلی ہیں مگر ان کے معانی پر ذرا غور کیجئے اور پھر اسکے بعد ذرا غور کیجئے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد اور احمد یعنی وہ ہستی کہ جس کی اتنی تعریفیں کی گئیں کہ کسی اور کی اتنی تعریف نہیں کی گئی اور وہ ہستی جس نے اللہ کی اتنی تعریفیں کیں کہ کائنات میں کسی اور نے اتنی تعریفیں نہیں کی، آپ محمد بھی اور احمد بھی۔

## دایہ کا انتخاب

پھر آگے ذرا دیکھئے کہ دایہ کا انتخاب، اب دایہ کا قبیلہ بنوسعد تھا، سعد کا مطلب ہوتا ہے سعادت والا، نیک بخت، تو سعادت والا قبیلہ اور دایہ کا نام حلیمہ تھا حلم والی عام طور پر جو عورتیں بچے پالتی ہیں تو کئی مرتبہ چھوٹا بچہ روتا ہے تو وہ جلد بازی میں جھڑک دیتی ہیں، تھپڑ لگا دیتی ہیں، کھینچ کر اٹھا لیتی ہیں، نیچے ڈال دیتی ہیں، کسی نہ کسی طرح غصہ کا اظہار کر دیتی ہیں اسلئے کہ حلم نہیں ہوتا اور انہوں نے تو اللہ کے محبوب کی پرورش کرنی تھی تو اللہ نے فرمایا کہ چھوٹے ظرف والی کام نہیں آئے گی، بچہ کئی دفعہ ناز بھی تو کر لیتا ہے، کئی دفعہ ماں سے روٹھ بھی جاتا ہے اور پھر ماں اس کو مناتی بھی ہے تو یہ نخرے تو وہی اٹھائی گی جس کا ظرف بڑا ہوگا جس کا حلم بہت زیادہ

ہوگا، اللہ نے دایہ کو چنا تو حلیمہ سعدیہ کو، حلم والی بھی تھی اور سعادت والی بھی تھی۔

## ازواج مطہرات کا انتخاب

پھر اللہ رب العزت نے نبی ﷺ کے لئے بیویوں کو چنا، یہ ایک مستقل لمبا عنوان ہے ایک ایک بیوی ایسی کہ اپنی صفات میں بہت بزرگی اور شرف والی، چنانچہ سب بیویوں کے ذرا نام ہی سن لیجئے چونکہ اسم با مسمی جیسا نام ویسا انسان کا کام ''خدیجہ'' حاجیوں کی خدمت کرنے والی ''سودہ'' آرام والی ''عائشہ'' عیش دینے والی ''حفصہ'' رات کو قیام کرنے والی ''میمونہ'' بختوں والی ''صفیہ'' منتخب کی ہوئی ''زینب'' استغفار والی ''ام سلمہ'' سلامتی والی ''ام حبیبہ'' پیار والی، اللہ نے بیویاں بھی دیں تو ہر بیوی کا نام دیکھو اور جیسا ان کا نام تھا ویسا ہی ان کا کام تھا خود اللہ فرماتے ہیں ﴿ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ ﴾ کہ اے نبی کی بیویوں! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، تم چنی ہوئی عورتیں ہوں، تو یہ قرآن کی آیت بتا رہی ہے، تو دیکھو نبی ﷺ کو اللہ نے بیویاں بھی چنی ہوئی دیں اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لئے تو جبرئیل امین تشریف لائے تھے اور آ کر نبی ﷺ کو ان کی تصویر دکھلائی تھی کہ اس کو اللہ نے آپ کے لئے پسند کیا۔

## عفت پر گواہی

دیکھیں دنیا میں نیکوں پر بھی بہتان لگے، لیکن حضرت عیسی علیہ السلام کی والدہ پر بہتان لگا تو اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام سے گواہی دلوائی، حضرت یوسف علیہ السلام پر بہتان لگا تو ﴿ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ﴾ اللہ نے دودھ پیتے بچے سے گواہی دلوائی۔

اور نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ پر منافقوں نے بہتان لگایا تو اللہ تعالی کسی بچے سے بھی گواہی دلوا سکتے تھے لیکن نہیں رب کریم نے فرمایا اے میرے محبوب آپ کی عزت کے بارے میں بات کر رہے ہیں میں دلوں کا بھید جاننے والا پروردگار خود

اسکی پاکدامنی کی گواہی دیتا ہوں اللہ اکبر کبیرا۔

## پاکیزہ اولاد

پھر آگے دیکھئے بیٹوں کا انتخاب فرمایا تو نبی ﷺ نے بیٹوں کے نام رکھے "قاسم" تقسیم کرنے والا نبی ﷺ نے فرمایا[اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي] ایک کا نام نبی ﷺ نے "طیب طاہر" رکھا پاک، "ابراھیم" بزرگ والا، تو نام بھی دیکھو کیسے نام دیئے، بیٹیوں کا انتخاب "زینب" استغفار والی، "رقیہ" خاوند کی خدمت کرنے والی، "ام کلثوم" بچوں کی تربیت کرنے والی، "فاطمہ" دوزخ کی آگ سے آزاد۔

## دوستوں کا انتخاب

پھر دیکھئے یہ تو گھر کے لوگ تھے، پھر گھر کے بعد انسان کے دوستوں کا حلقہ شروع ہو جاتا ہے تو اللہ نے نبی کے یار کون سے پسند فرمائے، صدیق اکبرؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ، علی المرتضیٰؓ، عشرہ مبشرہ، فرمایا اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عُدُوْلٌ نبی ﷺ فرمایا میرے تمام صحابہ عدل والے، فرمایا اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمْ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں جس کی تم پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے، دوست بھی چنے تو ایسے واہ میرے مولیٰ!

## قرآن کا انتخاب

اللہ نے اپنے پیارے حبیب کے لئے کتاب بھی چنی تو کونسی؟ قرآن۔

پہلی جتنی آسمانی کتابیں ہیں وہ فقط کتابیں ہیں کتابی شکل میں آ گئی تھیں صحیفوں کی شکل میں آ گئی تھیں مگر نبی ﷺ کو اللہ نے جو کلام عطا کیا وہ کلام اللہ ہے، نبی ﷺ نے فرمایا[تبرك بالقرآن فانه كلام الله]قرآن سے برکت حاصل کرو کہ یہ اللہ کا کلام ہے اللہ نے اپنا کلام عطا فرما دیا اور اسکی حفاظت کا بھی ذمہ

لے لیا،

دیکھئے! اللہ ''رب العالمین''

اور نبی علیہ السلام ''رحمۃ للعالمین''

اور قرآن دیا تو فرمایا ''ذکریٰ للعالمین'' جہانوں والوں کے لئے یہ نصیحت ہے

اور بیت اللہ دیا تو فرمایا ''ہدیٰ للعالمین''

واہ میرے مولیٰ! آپ نے کیا عزتیں بخشیں اپنے پیارے حبیب ﷺ کو۔

## انتخاب دین

پھر دین دیا اللہ نے تو کونسا؟ ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ بہترین دین، پہلے والے جوادیان ہیں ان کے نام کسی نہ کسی شخصیت کی طرف یا قبیلہ کی طرف منسوب تھے چنانچہ عیسائی اشارہ ہے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کہ انکے ماننے والے ہیں، یہودی یہودا قبیلہ کی طرف اشارہ لیکن ہمارے دین کا مطلب کیا؟ اسلام، ''سلامتی والا دین'' اور واقعی یہ دین ایسا ہی ہے اللہ کا کتنا کرم اور احسان کہ اللہ نے اپنے کرم سے ایسا دین عطا فرمادیا تو اب اس سے یہ پتہ چلا کہ درخواست دینے والا بہترین، پھر جس کی نسل سے آپ تشریف لائے اسماعیل ذبیح اللہ وہ بہترین، پھر عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ وہ بہترین، پھر دادا اپنے وقت میں وہ سب سے بہترین، والد اپنے بھائیوں میں بہترین پھر آپ ﷺ کی زبان بہترین، قبیلہ بہترین، شاخ بہترین، پھر آپ جس جگہ پر آئے وہ جگہ مرکز عالم سب سے بہترین، پھر آپکے لئے جو بیویاں منتخب ہوئیں وہ سب سے بہترین، بیٹیاں سب سے بہترین، بیٹے سب سے بہترین، دین ملا سب سے بہترین، قرآن ملا سب سے بہترین۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو جو حسن جمال عطا کیا وہ لاجواب سبحان اللہ

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ

وَاَجْمَلَ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّئًا مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

واللیــــل سیاہی زلفوں کی چہرا والضحی اسکا
سارے جہاں کا پیارا ہے آپ محب ہے خدا اسکا
رب نے بنایا جب اس کو خود آپ کہا سبحان اللہ
ایسا حسن عطا فرمایا اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب کو
دنیا سیپ محمد موتی صلی اللہ علیہ وسلم
اس بن دنیا کیسے ہوتی صلی اللہ علیہ وسلم
گر نہ ہوتا آمنہ جایا امت کا غم کھانے والا
خلقت میٹھی نیند نہ سوتی صلی اللہ علیہ وسلم

وہ اللہ کے پیارے حبیب جن کو اللہ نے ہر چیز بہترین عطا فرمائی اس ہستی کے دروازے پر ہم حاضر ہیں اس دیار میں ہم حاضر ہیں آپ کو اللہ نے رہنے کے لئے جو شہر دیا وہ بھی مدینہ، منورہ، طیبہ، بہترین شہر عطا فرمایا بس اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِهٖ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِهٖ صَلُّوْا عَلَیْهِ وَآلِهٖ

ظفر علی خان نے تو محفل ہی لوٹ لی

دیار یثرب میں گھومتا ہوں، نبی کی دہلیز چومتا ہوں
شراب عشق نبی کو پی کر مزے مزے سے میں جھومتا ہوں

اللہ رب العزت ہمیں بھی اپنے پیارے حبیب ﷺ کا سچا عشق عطا فرمادے، سر کے بالوں سے لیکر پاؤں کے ناخنوں تک ہمیں سنت سے مزین فرمادے تاکہ جب ملک الموت آئے اعضاء کو ٹٹولے تو سنت نبوی سے مزین پائے جب

دلوں کو ٹٹولے تو عشق محمدی سے بھرپور پائے آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

# محمد!

## ہم کبھی جھوٹی قسم کھایا نہیں کرتے

جو یادِ مصطفیٰ سے دل کو بہلایا نہیں کرتے
حقیقت میں وہ لطفِ زندگی پایا نہیں کرتے
زباں پر شکوۂ رنج والم لایا نہیں کرتے
نبی کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے
یہ دربارِ محمد ہے یہاں ملتا ہے بن مانگے
ارے ناداں یہاں دامن کو پھیلایا نہیں کرتے
یہ دربارِ محمد ہے یہاں اپنوں کا کیا کہنا
یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے
محمد عرش پر پہنچے تو خود خالق نے فرمایا
یہ اپنا گھر ہے اپنے گھر میں شرمایا نہیں کرتے
گنہگاروں کو ہم بخشیں گیں تم سے وعدہ کرتے ہیں
محمد! ہم کبھی جھوٹی قسم کھایا نہیں کرتے

حج وعمرہ
ایک نظر میں

# عمرہ کا طریقہ

## احرام کی تیاری

سر کے بال سنواریں، خط بنوائیں، مونچھیں کتریں، زیر ناف اور بغل کے بال صاف کریں۔

## غسل

احرام کی نیت سے غسل کریں، ورنہ وضو کریں۔

## احرام کی چادریں

اب مرد ایک سفید چادر باندھیں دوسری اوڑھیں اور جوتے اتار کر ہوائی چپل پہنیں، خواتین کا احرام انکا مقامی وہ لباس ہے جو شرعی تقاضوں کو پورا کرتا ہو۔

## نفل نماز

سر ڈھانک کر دو رکعت نفل ادا کریں۔

## مشورہ

ہوائی جہاز سے جانے کی صورت میں نیت وتلبیہ کے سوا باقی کام گھر یا ایر پورٹ پر کریں اور جب ہوائی جہاز فضا میں بلند ہو جائے اس وقت نیت اور تلبیہ پڑھیں

## نیت

اب اپنا سر کھولیں اور نیت کریں، اے اللہ میں آپ کی رضا کے لئے عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں آپ اس کو میرے لئے آسان کر دیجئے اور قبول کر لیجئے۔

## تلبیہ

نیت کرتے ہی تین بار لبیک کہیں

لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لبیك، لبیك لاشریك لك لبیك ،

انَّ الحمدَ والنِّعمةَ لك والملكَ لا شریكَ لكَ،

## دعا

اس کے بعد درود شریف پڑھ کر یہ دعا مانگیں کہ اے اللہ میں آپ کی رضا اور جنت مانگتا ہوں اور آپ کی ناراضگی اور دوزخ سے پناہ چاہتا ہوں اور اس موقع پر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جو دعائیں مانگیں یا بتلائی ہیں وہ بھی مانگتا ہوں وہ سب میری طرف سے قبول کر لیجئے۔

## احرام کی پابندیاں

احرام کی نیت کر لینے کے بعد، خوشبو لگانا، مل مل کر نہانا، خوشبودار صابن استعمال کرنا، ناخن کاٹنا، بال کاٹنا، میاں بیوی کے تعلقات قائم کرنا، بوس وکنار کرنا ، یا میاں بیوی کا آپس میں شہوت کی بات کرنا، گالی گلوچ کرنا، مرد عورت کا اپنے چہرے پر کپڑا لگانا، مرد کا اپنے سر کو ڈھانپنا یہ سب ممنوعات احرام سے ہیں ان سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

## کعبۃ اللہ پر پہلی نظر

جب حرم شریف میں داخل ہوں تو دعا پڑھیں اور اعتکاف کی نیت کر لیں، نیز کسی یکسوئی کی جگہ کھڑے ہوکر جو بھی دعا اللہ سے کریں گے اللہ تعالی قبول فرمائیں گے۔

## طواف کی تیاری

مرد حضرات چادر کو داہنی بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالیں، اور داہنا

کندھا کھلا رہنے دیں، طواف باوضو ضروری ہے۔

## طواف کی نیت

اب خانۂ کعبہ کے سامنے جس طرف حجر اسود ہے اس طرح کھڑا ہو کہ پورا حجر اسود آپ کی داہنی طرف رہ جائے پھر بغیر ہاتھ اٹھائے طواف کی نیت کریں، اے اللہ میں آپ کی رضا کے لئے عمرے کا طواف کرتا ہوں آپ اس کو میرے لئے آسان کر دیجئے اور قبول کر لیجئے، پھر قبلہ رو ہی دائیں طرف کھسک کر بالکل حجر اسود کے سامنے آجائیں اور دونوں ہاتھ اپنے کانوں تک اٹھائیں اور ہتھیلیوں کا رخ حجر اسود کی طرف کریں، اور کہیں، بسم اللہ اللہ اکبر وللہ الحمد و الصلوۃ والسلام علی رسول اللہ، اور دونوں ہاتھ چھوڑ دیں۔

## استلام

پھر استلام کریں، یا استلام کا اشارہ کریں اور یہ پڑھے بسم اللہ اللہ اکبر وللہ الحمد و الصلوۃ والسلام علی رسول اللہ، اور دونوں ہتھیلیاں چوم لیں۔

## طواف شروع کریں

استلام کے بعد دائیں طرف مڑ کر طواف شروع کریں،

## ہدایت

حجر اسود، رکن یمانی اور ملتزم پر، اکثر خوشبو لگی ہوتی ہے، اس لئے حالت احرام میں ان کو ہاتھ نہ لگائیں، ذرا دور ہی رہیں، ورنہ دم وغیرہ کا خطرہ ہے۔

## تاکید

حجر اسود کے استلام یا اشارہ کے سوا دوران طواف خانہ کعبہ کی طرف سینہ یا پشت کرنا جائز نہیں ہے، اس کا خصوصی خیال رکھیں۔

## رمل

اکڑ کر شانے ہلاتے ہوئے قریب قدم رکھ کر قدرے تیزی سے چلے اور صرف پہلے تین چکروں میں اس طرح چلے باقی چکروں میں حسب معمول چلیں۔

## استلام یا اشارہ

ہر چکر کی ابتداء میں اگر باسانی ممکن ہو تو حجر اسود کا استلام کرے ورنہ اشارہ کرے اور ہتھیلی چوم لے۔

## طواف ختم

سات چکر پورے ہونے پر، آٹھویں بار حجر اسود کا استلام یا اس کا اشارہ کر کے طواف ختم کرے۔

## اضطباع موقوف

سات چکر مکمل ہونے کے بعد اب دونوں کندھے ڈھانک لیں۔

## واجب الطّواف

اب حرم میں کسی بھی جگہ دو رکعت واجب الطّواف ادا کریں۔

## زمزم پینا

زمزم پئیں اور دعا کریں۔

## سعی

سعی کرنے کے لئے حجر اسود کا نواں استلام یا اشارہ کرے اور صفا کی طرف روانہ ہو جائے، سعی باوضو سنت ہے، سعی کے لئے نیت بھی ضروری ہے، اے اللہ میں آپ کی رضا کے لئے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتا ہوں اس کو میرے واسطے آسان کر دیجئے، اور قبول فرمالیجئے، اور حمد و ثنا کے بعد دعا کرے۔

## مروہ کی طرف روانگی

صفا سے اتر کر مروہ کی طرف چلیں، جب سبز لائٹوں کے نیچے سے گزریں تو مرد حضرات دوڑیں عورتیں اپنی رفتار سے چلیں، اور یہ دعا کریں رب اغفر وارحم انت الاعز الاکرم

## مروہ پر پہنچ کر

پھر مروہ پر پہنچ کر قبلہ رخ ہو کر دعا کرے، یہ ایک چکر ہوا، دوسرا صفا پر اور تیسرا چکر مروہ پر مکمل ہوگا۔

## سعی کا اختتام

اس طرح ساتواں چکر مروہ پر ختم ہوگا، ہر چکر میں مرد حضرات سبز ستونوں کے درمیان دوڑیں گے لیکن خواتین نہیں دوڑیں گی۔

## نفل شکرانہ

اگر مکروہ وقت نہ ہو تو شکرانہ کی دو نفل رکعت حرم میں ادا کریں۔

## حلق یا قصر

سعی کے بعد مرد سارے سر کے بال منڈوائیں اور عورتیں سارے سر کے بال انگلی کے ایک پورے کی لمبائی سے کچھ زیادہ کتریں اور یہ یقین حاصل کریں کہ کم از کم چوتھائی سر کے بال کتر چکے ہیں۔

## عمرہ مکمل

حلق یا قصر کے بعد عمرہ مکمل ہو گیا احرام کی پابندیاں ختم ہو گئیں، اب نہا دھو کر کپڑے بدل لیں اور گھر بار کی طرح رہیں دل وجان سے اللہ کا شکر ادا کریں کہ اس نے عمرے کی سعادت بخشی۔

# حج کے پانچ دن ایک نظر میں

## حج کا پہلا دن

آٹھ ذی الحجہ حج کا پہلا دن ہے، اس دن کا کام یہ ہے کہ مکۃ المکرمہ سے فجر کی نماز کے بعد منیٰ کے لئے روانہ ہو جائیں اور منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء، اور نویں ذی الحجہ کی فجر کی نماز ادا کریں۔

## حج کا دوسرا دن

حج کا دوسرا دن نویں ذی الحجہ ہے، اس دن فجر کی نماز کے بعد جب سورج طلوع ہو جائے تو منیٰ سے عرفات کے لئے روانہ ہو جائیں،

عرفات کا خاص عمل، تفسیر درمنثور میں بیہقی کے حوالے سے افیضوا من حیث افاض الناس کے تحت ایک حدیث جابر بن عبداللہؓ کی منقول ہے اور بیہقی نے حدیث پوری نقل کرنے کے بعد کہا ہے ''ولیس فی اسنادہ من ینسب الی الوضع'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان عرفہ کے دن بعد زوال میدان عرفات میں قبلہ رخ ہو کر لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (سو مرتبہ)

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ (پوری سورت سو مرتبہ)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَعَلَیْنَا مَعَهُمْ (سو مرتبہ) پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے اے میرے فرشتو! اس بندے کی کیا جزا ہے جس نے میری تسبیح و تہلیل تکبیر و تعظیم تعریف و ثنا کی اور میرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اے میرے فرشتو! تم گواہ رہو میں نے اسکو بخش دیا اور اسکی شفاعت قبول کی اور اگر وہ اہل عرفات کے لئے شفاعت کرتا تو بھی میں قبول

کرتا۔ (درمنثور)

اور عرفات میں ظہر اور عصر دونوں نمازوں کو ظہر کے وقت میں ایک ساتھ ادا کریں گے اور عرفات کے مناسک سے فارغ ہوکر سورج غروب ہونے کے بعد مزدلفہ کے لئے روانہ ہو جائیں گے اور مغرب اور عشاء کی نماز مزدلفہ کے راستے میں ادا نہیں کریں گے بلکہ دونوں نمازوں کو مزدلفہ میں آ کر عشاء کے وقت میں ایک ساتھ جمع کر کے ادا کریں گے اور رات مزدلفہ میں گذاریں گے۔

## حج کا تیسرا دن

حج کا تیسرا دن دسویں ذی الحجہ ہے، اس دن بہت سارے کام کرنے ہیں اور اس دن مناسک حج میں سے چار واجبات اور ایک فرض کل پانچ امور ادا کرنے ہیں۔

(۱)...... مزدلفہ میں فجر کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے وقوف کرنا اور سورج طلوع ہونے سے ذرا پہلے منی کے لئے روانہ ہو جانا۔

(۲)...... منی میں آکر سب سے پہلے جمرۂ عقبہ کی رمی کرنا، اور جمرۂ عقبہ کا وقت دسویں ذی الحجہ کو سورج طلوع ہونے کے بعد سے زوال تک افضل ہے اور زوال سے لے کر اگلی رات کی صبح صادق تک پہلے دن کی رمی جائز ہے۔

(۳)...... اگر متمتع یا قارن ہے تو رمی کے بعد قربانی بھی کرنا ہے۔

(۴)...... اگر متمتع یا قارن نہیں ہے تو جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد سر کے بال اتارنا ہے اور اگر قارن یا متمتع ہے تو قربانی کے بعد سر کے بال اتارنا ہے۔

(۵)...... حج کا اہم ترین رکن اور فرض طواف زیارت ہے، اگر دسویں ذی الحجہ کو وقت میں گنجائش ہو تو طواف زیارت بھی کرنا ہے اور اگر اس دن گنجائش نہ ہو تو گیارہویں یا بارہویں تاریخ تک مؤخر کرنے کی بھی گنجائش ہے، مگر بارہویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے طواف سے فارغ ہو جانا واجب ہے اور دسویں ذی الحجہ گذارنے کے بعد دسویں ذی الحجہ گذار کر دو رات منی میں آکر گذارنا

مسنون ہے۔

## حج کا چوتھا دن

حج کا چوتھا دن گیارہویں ذی الحجہ ہے اس دن کی ذمہ داری صرف ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کی جائے، اور زوال سے پہلے اس دن جمرات کی رمی کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ زوال کے بعد سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے کر لینا ضروری ہے، اور سورج غروب ہونے کے بعد وقت مکروہ شروع ہو جاتا ہے البتہ اگر بھیڑ کی وجہ سے دن میں رمی نہ کر سکے تو سورج غروب ہونے کے بعد صبح صادق سے پہلے پہلے تک رمی کرنا بلا کراہت جائز ہو جاتا ہے، اور اگر دوسرے دن کی صبح طلوع ہو جانے تک رمی نہیں کی تو پھر دم واجب ہو جائے گا اور اس دن بھی رات منی میں گذارنا ہے۔

## حج کا پانچواں دن

حج کا پانچواں دن بارہویں ذی الحجہ ہے، اس دن بھی زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی اسی طرح کرنا ہے جس طرح گیارہویں تاریخ کو کیا تھا لیکن بارہویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے رمی سے فارغ ہو جانا ضروری ہے ، اور اگر ازدحام کی وجہ سے رات میں رمی کی جائے تب بھی گنجائش ہے ، اور بارہویں کو رمی سے فارغ ہونے کے بعد سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے منی سے روانہ ہو جانے کا اختیار ہے، لیکن اگر سورج غروب ہو جائے تو حکم یہ ہے کہ تیرہویں تاریخ کے لئے بھی منی میں رک جائے اور اگر رات میں منی سے روانہ ہو جانا چاہے تب بھی جائز ہے لیکن مکروہ ہے، اور اگر تیرہویں کی صبح صادق ہو جائے تو پھر منی سے تیرہویں تاریخ کی رمی کئے بغیر روانہ ہونا جائز نہیں ہے اگر روانہ ہو جائے گا تو دم واجب ہو جائے گا اور تیرہویں تاریخ کو بھی زوال کے بعد ہی رمی کرنا لازم ہے مگر غروب سے پہلے پہلے رمی سے فارغ ہو جانا واجب ہے اور تیرہویں تاریخ کو غروب کے بعد رمی جائز نہیں ہے اور رمی کا وقت ختم ہو جاتا

ہے اب دم دینے کے علاوہ کوئی حیلہ نہیں۔

اب منی کے مناسک ختم ہو جانے کے بعد حاجی کے اوپر حج کا کوئی کام باقی نہیں رہتا، اب گھر واپس آتے وقت آفاقی (وہ شخص جو غیر مکی ہو) آدمی کے اوپر صرف طواف وداع واجب ہے اور اہل مکہ پر یہ طواف واجب نہیں۔

# افعال حج وعمرہ کا مفصل نقشہ

حج کی تینوں قسموں اور عمرہ کے وہ تمام افعال جو فرض یا واجب ہیں، ان سب کو ایک نقشہ میں پیش کیا جارہا ہے، تا کہ حجاج کرام ایک نظر میں تمام افعال سے واقف ہو جائیں۔

## حج افراد کے افعال

| نمبر | افعال | حکم |
|---|---|---|
| ۱ | احرام | شرط |
| ۲ | طواف قدوم مع رمل | سنت |
| ۳ | سعی بین الصفا والمرۃ | واجب |
| ۴ | وقوف عرفہ | رکن |
| ۵ | وقوف مزدلفہ | واجب |
| ٦ | یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی | واجب |
| ۷ | سر منڈانا | واجب |
| ۸ | طواف زیارت | رکن |
| ۹ | گیارہویں وبارہویں کی رمی جمار | واجب |
| ۱۰ | منی میں رات گذارنا | سنت |
| ۱۱ | طواف وداع | واجب |

## حج قران کے افعال

| نمبر | افعال | حکم |
|---|---|---|
| ۱ | حج وعمرہ دونوں کا احرام | شرط |
| ۲ | طواف عمرہ | رکن |
| ۳ | طواف عمرہ میں رمل | سنت |
| ۴ | عمرہ کی سعی | واجب |
| ۵ | طواف قدوم مع رمل | سنت |
| ٦ | حج کی سعی | واجب |
| ۷ | وقوف عرفہ | رکن |
| ۸ | وقوف مزدلفہ | واجب |
| ۹ | یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی | واجب |
| ٠ | قربانی | واجب |
| ۱۱ | سر منڈانا | واجب |
| ۱۲ | جمرۂ عقبہ کی رمی، قربانی، حلق میں ترتیب | واجب |
| ۱۳ | طواف زیارت | رکن |
| ۱۴ | گیارہویں بارہویں کی رمی جمار | واجب |
| ۱۵ | منی میں رات گذارنا | سنت |
| ۱٦ | طواف وداع | واجب |

## حج تمتع کے افعال

| نمبر | فعل | حکم |
|---|---|---|
| ۱ | عمرہ کا احرام | شرط |
| ۲ | عمرہ کا طواف | رکن |
| ۳ | طواف عمرہ میں رمل | سنت |
| ۴ | عمرہ کی سعی | واجب |
| ۵ | ارکان عمرہ کے بعد سر منڈانا | واجب |
| ۶ | آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنا | شرط |
| ۷ | وقوف عرفہ | رکن |
| ۸ | وقوف مزدلفہ | واجب |
| ۹ | یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی | واجب |
| ۱۰ | قربانی | واجب |
| ۱۱ | سر منڈانا | واجب |
| ۱۲ | جمرۂ عقبہ کی رمی، حلق میں ترتیب | واجب |
| ۱۳ | طواف زیارت | رکن |
| ۱۴ | گیارہویں بارہویں کی رمی جمار | واجب |
| ۱۵ | منیٰ میں رات گذارنا | سنت |
| ۱۶ | طواف وداع | واجب |

## عمرہ کے افعال

| نمبر | فعل | حکم |
|---|---|---|
| ۱ | احرام | شرط |
| ۲ | طواف عمرہ | رکن |
| ۳ | سعی | واجب |
| ۴ | سر منڈانا | واجب |
| ۵ | طواف وداع نہ واجب | نہ سنت |

# میں تو اس قابل نہ تھا

شکر ہے تیرا خدایا میں تو اس قابل نہ تھا
تو نے اپنے گھر بلایا میں تو اس قابل نہ تھا

اپنا دیوانہ بنایا میں تو اس قابل نہ تھا
گرد کعبہ کے پھرایا میں تو اس قابل نہ تھا

مدتوں کی پیاس کو سیراب تو نے کر دیا
جام زمزم کا پلایا میں تو اس قابل نہ تھا

ڈال دی ٹھنڈک میرے سینے میں تو نے ساقیا
اپنے سینے سے لگایا میں تو اس قابل نہ تھا

بھا گیا میری زباں کو ذکر الا اللہ کا
یہ سبق کس نے پڑھایا میں تو اس قابل نہ تھا

خاص اپنے در کا رکھا تو نے اے مولا مجھے
یوں نہیں در در پھرایا میں تو اس قابل نہ تھا

میری کوتاہی کہ تیری یاد سے غافل رہا
پر نہیں تو نے بھلایا میں تو اس قابل نہ تھا

میں کہ تھا بے راہ تو نے دستگیری آپ کی
تو ہی مجھ کو رہ پہ لایا میں تو اس قابل نہ تھا

عہد جو روز ازل تجھ سے کیا تھا یاد ہے
عہد وہ کس نے نبھایا میں تو اس قابل نہ تھا

تیری رحمت تیری شفقت سے ہوا مجھ کو نصیب
گنبد خضرا کا سایہ میں تو اس قابل نہ تھا

میں نے جو دیکھا سو دیکھا جلوہ گاہ قدس میں
میں نے جو پایا سو پایا میں تو اس قابل نہ تھا

بارگاہ سید کونین میں آ کر نفیس
سوچتا ہوں کیسے آیا میں تو اس قابل نہ تھا

## نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

از: حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب

نبی اکرم شفیع اعظم دکھے دلوں کا پیام لے لو
تمام دنیا کے ہم ستائے کھڑے ہوئے ہیں سلام لے لو

شکستہ کشتی ہے تیز دھارا نظر روپوش ہے کنارا
نہیں کوئی ناخدا ہمارا خبر تو عالی مقام لے لو

عجیب مشکل میں کارواں ہے نہ کوئی جادہ نہ کوئی پاسباں ہے
بشکل رہبر چھپے ہیں رہزن اٹھو ذرا انتقام لے لو

قدم قدم پہ ہے خوف رہزن زمیں بھی دشمن فلک بھی دشمن
زمانہ ہم سے ہوا ہے بدظن تمہیں محبت سے کام لے لو

کبھی تقاضا وفا کا ہم سے کبھی مذاق جفا ہے ہم سے
تمام دنیا خفا ہے ہم سے خبر تو خیر الانام لے لو

یہ کیسی منزل پہ آ گئے ہیں نہ کوئی اپنا نہ ہم کسی سے
تم اپنے دامن میں آج آقا تمام اپنے غلام لے لو

یہ دل میں ارماں ہے اپنے طیب مزار اقدس پہ جا کے اک دن
سناؤں ان کو میں حال دل کا کہوں میں ان سے سلام لے لو

حضرت اقدس دامت برکاتہم
کے ارضِ حرم میں ہونے والے خطبات کا مجموعہ

- عشق و مستی کا سفر
- اے کاروان شوق یہاں سر کے بل چلو
- عازمین حرمین شریفین کے لیے رہنما باتیں
- مناسک حج وعمرہ کے معارف
- دربارِ رسالت میں حاضری کیسے؟
- کیسی مدینے کی راتیں؟ کیسی مدینے کی باتیں؟
- عشاق کے احوال

ہر وہ زائر جو یہ سفرِ شوق کر چکا ہو، یا جو تمنا اور ارادہ رکھتا ہو،
اسے یہ خطبات ضرور پڑھنے چاہئیں۔